بزم انور کی تقریریں

جدید PDF

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

مؤلف **مولانا ندیم شاہ صاحب**

اہتمام **محمد انور متعلم جامعہ مفتاح العلوم**

متعلم **جامعہ مفتاح العلوم مستونگ بلوچستان**

مکتبہ جامعہ مفتاح العلوم
قلات روڈ مستونگ بلوچستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بزم انور کی پی ڈی ایف (PDF) بنانے کی ضرورت اس لیئے پیش آیا کہ عرصہ دراز سے علم خطابت کے شہسوار طلباء کرام کی آرزو تھیں کہ کوئی طریقہ سے بزم انور کی تقریریں جو کہ اہل مدارس کے ہاں نہایت مقبول ہے اسکی PDF کی کتاب میسر ہو جائے خطابت کے میدان میں طلباء کرام کیلیئے باعث مسرت ہوگی۔ لہٰذا بلوچستان کے مشہور قدیمی دینی درسگاہ جامعہ مفتاح العلوم مستونگ کے شعبہ تصنیف وتالیف نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اسکی PDF بنانے کو باعث سعادت سمجھ کر اس کام کو سرانجام دیکر پایۂ تکمیل تک پہنچایا،

دعا ہے اللہ جل شانہ سے کہ اس حقیری محنت کو مقبول ومنظور فرما کر شرف قبولیت عطا فرمائیں۔

ندیم شاہ صاحب

مبتدی طلباء کے اندر تقریری صلاحیت اجاگر کرنے کے لیے انمول تحفہ

بزمِ انور کی تقریریں

حصہ اول

از قلم
ابنِ جابر
(صدر جامعہ فاروقیہ کراچی)

مرتب
محمد سلیمان رحمانی
(فاضل بنوری ٹاؤن کراچی)

تقریظات

حضرت مولانا مفتی محمد انعام الحق صاحب
استاذ و مفتی بنوری ٹاؤن کراچی

حضرت مولانا مفتی عبد المنان صاحب
استاذ و مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

حضرت مولانا نور البشر صاحب
استاذ حدیث و رفیق شعبۂ تصنیف
جامعہ فاروقیہ کراچی

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

مکتبہ عمر فاروق
4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34594144 Cell: 0334-3432345

جملہ حقوق بحق ناشر مکتبہ عمر فاروق محفوظ ہیں

نام کتاب .... بزم انور کی تحریریں
ازقلم .... ابن اسٹابر
۲۲واں ایڈیشن .... جولائی ۲۰۱۳ء
جدید تصحیح شدہ و اضافہ شدہ ایڈیشن
تعداد 4000
طابع .... الحمد پرنٹنگ پریس کراچی
ناشر .... مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
021-34594144 Cell: 0334-3432345
ای میل .... mfarooq12317@yahoo.com
maktabaumarfarooq@gmail.com

قارئین کی خدمت میں

کتاب ہذا کی تیاری میں صحیح کتابت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے تاہم اگر پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کا تدارک کیا جاسکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

مکتبہ معارف القرآن، احاطہ دارالعلوم کورنگی کراچی 021-35031565
دارالاشاعت، اردو بازار کراچی 021-32631834
سعدی اسلامی کتب خانہ، گلشن اقبال نمبر ۲ کراچی 0333-2305791
اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی 021-34927159
مکتبہ لدھیانوی، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی 021-34130020
قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی 021-32212220
مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ 081-2662263
کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ اسلامیہ، امین پور بازار فیصل آباد 041-2631204
مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور 042-37224228
مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور
مکتبہ علمیہ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ 092-3630594
مکتبہ عمر فاروق، محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور
دارالاخلاص، محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

فہرست عنوانات

بزم الانور کی تقریریں

بزم الانور کی تقریریں

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
تقریظات	۵	محنت کا انعام	۶۹
پیش لفظ	۱۳	دنیا کی حقیقت	۷۱
عرضِ مرتب!	۱۴	فضیلتِ قرآن	۷۴
اِنتساب	۱۶	نماز کی اہمیت	۷۷
سورۂ فاتحہ کے فضائل	۱۷	نماز کی فضیلت	۷۹
دین حق	۲۰	سب سے بڑا عقلمند کون؟	۸۲
حضرت محمد ﷺ کی ولادت	۲۳	اسلام میں عورت کا مقام	۸۵
حضور ﷺ کی آمد مسعود	۲۶	سکون قلب	۸۹
اسم محمد ﷺ	۲۹	علم مینارۂ نور ہے	۹۲
پیغمبر اسلام ﷺ غیر مسلم شخصیات کے نظر میں	۳۳	جذبہ، جہاد	۹۵
		سیرت محسنِ اعظم ﷺ	۹۹
حضور ﷺ کا انقلاب	۳۸	وجود باری تعالیٰ	۱۰۲
سیرت النبی ﷺ	۴۱	تقویٰ	۱۰۵
اصلاحِ معاشرہ	۴۴	قرآن کتاب انقلاب	۱۰۸
وقت کی اہمیت	۴۸	دعوت و تبلیغ کی اہمیت	۱۱۱
جہاد اور اس کے فوائد	۵۲	سب سے اونچا نبی ﷺ	۱۱۴
شوقِ شہادت	۵۵	شان صدیق اکبر ؓ	۱۱۸
حضور ﷺ سے مسلمانوں کی محبت	۵۸	دارالعلوم دیوبند اور خدمت اسلام	۱۲۱
فضیلتِ علم	۶۲	دور حاضر میں جہاد کی اہمیت	۱۲۵
اتحاد و ایثار و ہمدردی	۶۴	علم کی دولت کیسے ملے؟	۱۲۸
سلام کی اہمیت	۶۷	امانت داری کا ثمرہ	۱۳۱

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
استقامت کی حقیقت	۱۳۴	حقوق الوالدین	۲۱۷
تکبر کا انجام	۱۳۷	سیرت نبی آخر الزماں ﷺ	۲۲۰
سیرت النبی العظیم بزبانِ قرآن کریم	۱۴۰	عظمت صحابہ رضی اللہ عنہ	۲۲۳
مقام مصطفیٰ ﷺ	۱۴۳	مشکل کشا اور داتا کون؟ تشیع	۲۲۷
دینی مدارس کی اہمیت	۱۴۶	ترک جہاد کا وبال	۲۳۱
قتال فی سبیل اللہ	۱۵۱	بعثت نبی آخر الزماں نعمت عظمیٰ	۲۳۵
غیبت کی حقیقت اور اس کے نقصانات	۱۵۴	اسلام تلوار سے پھیلا یا اخلاق سے؟	۲۳۹
فضائل درود شریف	۱۵۶	تقویٰ کے ثمرات	۲۴۳
اعلانِ جہاد	۱۶۰	پردہ کی اہمیت	۲۴۵
ختم نبوت	۱۶۴	گانا بجانے کے نقصانات	۲۴۸
فضائلِ ماہِ رمضان	۱۶۷	اخلاقِ حسنہ	۲۵۱
گناہوں کے نقصانات	۱۷۰	صفائی اور پاکیزگی	۲۵۳
توبہ کی اہمیت	۱۷۳	رحمت للعالمین پیغمبر ﷺ	۲۵۵
حصہ دوم	۱۷۷	ناموس رسالت	۲۵۸
کلمہ طیبہ کا مقصد	۱۷۹	سیرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۲۶۳
سیرت النبی المعظم	۱۸۳	شانِ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ	۲۶۸
اطاعت رسول ﷺ	۱۸۷	شانِ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۷۲
اسلامی انقلاب اور جہاد	۱۹۰	سیرتِ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۲۷۶
مقام علم	۱۹۴	زبان کی حفاظت	۲۷۹
مقام معلم	۱۹۸	والدین کا درجہ قرآن وحدیث کی روشنی میں	۲۸۲
مسلمان مغلوب کیوں؟	۲۰۱	حمد باری تعالیٰ جل جلالہ	۲۸۴
سیرت امام الانبیاء ﷺ	۲۰۵	نعت رسولِ مقبول ﷺ	۲۸۵
بدعت کی حقیقت	۲۰۸	منقبتِ صحابہ رضی اللہ عنہم	۲۸۶
سنت پر عمل کیجئے	۲۱۱	ترانہ دیوبند	۲۸۷
حقوق العباد	۲۱۴		

فہرست عنوانات

تقریظ

حضرت مولانا حافظ نور البشر محمد نور الحق صاحب

استاذ الحدیث و رفیق شعبہ تصنیف جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی و مدیر معہد حسان بن عفان 36/B لانڈھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

امابعد! دینی مدارس میں جہاں مقررہ نصاب پڑھایا جاتا ہے اور طلبہ کی اخلاقی تربیت کی طرف توجہ دی جاتی ہے وہیں ان طلبہ کی ذہنی تربیت بھی کی جاتی ہے اور ان کے اندر پوشیدہ ان صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جن کے ذریعہ وہ مستقبل میں امت کے نافع بن سکیں۔

چنانچہ ایسی ہی غیر نصابی سرگرمیوں میں طلبہ کی وہ ہفتہ واری مجلسیں ہیں جو وہ اپنے اساتذہ کی نگرانی اور رہنمائی میں منعقد کرتے ہیں جن میں وہ خطابت کی مشق کرتے ہیں۔

زیر نظر رسالہ مبتدی طلبہ کے ذہنوں اور ان کی صلاحیتوں کو پیش نظر رکھ کر تیار کردہ تقریروں کا ایک مختصر مجموعہ ہے، یہ تقریریں عزیز گرامی مولوی زاہد عالم سلمہ (فاضل جامعہ فاروقیہ، مدرس مدرسہ انوار العلوم حیدری) کی تحریر کردہ ہیں، جبکہ مولانا محمد سلیمان صاحب (فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، مدرس مدرسہ انوار العلوم حیدری) نے ان کو مرتب کیا ہے۔

یہ تقریریں مبتدی طلبہ کے لئے دلچسپ اور مفید ہیں اور مختصر ہونے کی وجہ سے جلد یاد ہوجانے والی بھی ہیں۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس مجموعہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کی افادیت کو دوچند فرمائے اور مرتبین کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔

کتبہ:
العبد الفقیر الی اللہ
نور البشر محمد نور الحق عفا اللہ عنہما
مدرس جامعہ فاروقیہ کراچی
۲۲/ ۹/ ۱۴۲۳ھ-۲۸/ ۱۱/ ۲۰۰۲ء

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد انعام الحق صاحب

استاذ الحدیث و نائب مفتی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

حامداً و مصلیاً و مسلماً

اَمابعد! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر موضوع پر تقریر کرنے والے ہر دور میں موجود رہے ہیں، انہوں نے اپنی جودت طبع، فصاحت، بلاغت، متانتِ اسلوب، حلاوتِ لفظ، قرآن وحدیث کی دلیلیں، اشعار، زور بیاں اور قوتِ تاثیر سے لوگوں کے دل جیت لئے ہیں اور سامعین ان کی تقریر سننے کے لئے پروانے کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں، اسلام سے پہلے جاہلیت کے دور میں بھی تقریر وخطابت کا دور دورہ تھا، عرب کے لوگ بچپن ہی سے اپنے بچوں میں خطابت وتقریر کا ملکہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

عربوں کا دستور یہ تھا کہ ہر قبیلہ اور ہر برادری میں جنگ لڑنے والے شہسواروں کے ساتھ ساتھ بہترین مقرر اور شاعر بھی ہو جو ان کی تقویت اور شہسواروں میں لڑنے مرنے کا جذبہ ابھارنے کا سبب ہو۔

جب اسلام کا دور آیا تو فنِ خطابت کو روحِ ثریا تک پہنچا دیا اور اس دور میں فنِ خطابت نے وہ ترقی کی جو اس سے پہلے کبھی نہیں کی خود نبی کریم ﷺ پورے عالم میں سب سے بڑے خطیب اور مقرر تھے، قرآن مجید میں ہے......

”وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ“

نبی کریم ﷺ کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ تھی کہ قرآن مجید کی احکام کو لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کریں اور اس کا عملی نمونہ بھی پیش کریں۔ اس

لئے کامیاب خطیب وہ ہے کہ خطابت کے ساتھ ساتھ عالم باعمل بھی ہو ورنہ جو بات خود اپنی کان سننے کے لئے تیار نہ ہو دوسروں کے کان کیسے سن کر عمل کرے گی۔

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ تقریر وخطابت کا ملکہ خداداد ہوتا ہے تاہم محنت کرنے والوں کو اللہ پاک محروم نہیں کرتے۔ لہٰذا ابتدائی طلبہ کو درس وتدریس کے ساتھ تقریر وخطابت کا بھی مشق کرایا جائے تو وہ مستقبل میں ایک بہترین مقرر وخطیب بن کر قوم کے لئے ہادی وراہنما بن سکتے ہیں۔

مدرسہ انوار العلوم کورنگی ڈھائی کراچی کے ناظم تعلیمات مولانا زاہد عالم جابر صاحب کی لکھی ہوئی تقریروں کو مولانا محمد سلیمان رحمانی صاحب مدرس مدرسہ انوار العلوم کورنگی نے ترتیب دے کر کتابی شکل دیدی ہے یعنی منتشر موتیوں کو ایک ہی لڑی میں پرو دیا ہے تاکہ ضیاع کا خطرہ نہ ہو۔

ماشاء اللہ تقریر کے اسلوب، طرزِ بیان، انتخابِ الفاظ، قرآن وسنت کی دلیل فصاحت وبلاغت بہت ہی عمدہ ہے اگر ہونہار طلبہ بھی اس کو یاد کریں گے تو میدان کو گرما سکیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا زاہد عالم جابر صاحب اور مولانا محمد سلیمان رحمانی صاحب کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے اور امت مسلمہ کے لئے ان تقریروں کو ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

کتبہ:
محمد انعام الحق
دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔
۵رشوال المکرم ۱۴۳۳ھ۔

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد عبد المنان صاحب

استاذ و نائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم!

أما بعد! دین کی نشر و اشاعت میں تقریر و خطابت کا ایک اہم مقام ہے اور ہر دور میں اس کی افادیت کا اعتراف کیا گیا ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات لوگوں تک بہتر انداز سے پہنچائے جاتے رہے ہیں۔ تاہم ایک بہتر اور مؤثر تقریر کے لئے بیشمار چیزوں کا لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً موضوع کی مکمل تیاری، آسان الفاظ کا انتخاب، سامعین کی ذہنی سطح کا لحاظ، مقررہ وقت کے اندر اپنی گفتگو کی تکمیل وغیرہ۔

الحمدللہ! ہمارے یہاں تقاریر و بیانات پر مشتمل بہت سی کتابیں شائع ہو چکی ہیں، جن سے لوگ خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں لیکن اس کے باوجود نئی کتابوں کی آمد جاری ہے اور بعد میں آنے والی کتاب میں کوئی ایسا پہلو ہوتا ہے جو اس نئی کتاب کی ضرورت کا احساس دلاتا ہے کسی شاعر نے اس نکتہ کو اس طرح بیان کیا ہے۔

ع سیف انداز بیان، بات بدل دیتا ہے
ورنہ دنیا میں کوئی بات نئی بات نہیں

بہرحال زیر نظر مسودہ ”بزم انور کی تقریریں“ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اس میں طلبہ کو بیان و تقریر سکھانے کے لئے مختلف موضوعات پر بہت سی تقاریر جمع کر دی گئی ہیں۔ اور یہ تمام تر کام مولانا زاہد عالم اور مولانا محمد سلیمان رحمانی صاحب زید مجدہما کی کاوشوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے مجھے پوری کتاب پر نظر ثانی کا موقع نہیں

ملا جستہ جستہ مقامات کے دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ مفید باتیں جمع ہوگئی ہیں۔ تاہم چونکہ یہ کتاب تقریر وخطابت کے موضوع پر ہے لہٰذا اس میں خطیبانہ رنگ غالب ہے اور اہل علم جانتے ہیں کہ باضابطہ تصنیف اور تقریر میں فرق بھی ہوتا ہے۔

بہرحال دینی مدارس اور اسکول کالج کے طلبہ کے لئے یہ ایک مفید کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت بخشے۔

واللہ المستعان

محمد عبدالمنان عفی عنہ
نائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
۲۵ / رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

استاد الحدیث و مفتی جامعۃ الرشید کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! عزیزم مولوی زاہد عالم جابر صاحب فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی کا مرتب کردہ کتاب ”بزم انور کی تقریریں“ مطالعہ کرنے کی سعادت ملی۔ بندہ کے خیال میں یہ کتاب طلبہ عزیز کی تقریریں صلاحیت کو اُجاگر کرنے میں انشاء اللہ بہت معین و مددگار ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ عزیز موصوف کو مزید اس نوعیت اور دوسری نوعیتوں کے علمی خدمات کی توفیق سے نوازے۔

عزیز طلبہ بھائیوں سے گذارش ہے کہ تقریر سیکھتے وقت اور تقریر کرتے وقت اخلاص وللہیت کا خوب استحضار رکھیں اور ایسے موضوع کا انتخاب کریں جس کی امت کو واقعی ضرورت ہو...... جہاں شریعت کے خلاف جو کام، رسوم و بدعت یا منکرات وجود میں آئے اسی موضوع پر تقریر کریں...... سطحی اور لفاظی کے بجائے اپنی تقاریر کو قرآن وحدیث کے دلائل کے ساتھ مرصع کریں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کہنے کی توفیق دے اس کے مطابق اپنے عمل کو بنانے کی کوشش کریں۔ عوام کی خوشنودی کی فکر کے بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے فائدے کو مدنظر رکھیں اور رات کو سونے سے پہلے اپنا محاسبہ بھی کریں واقعی عمل سنت و شریعت کے مطابق ہے یا کمی ہے اگر کچھ کمی ہو تو توبہ واستغفار کریں پھر ہمت بلند کریں اور بات کو نرمی پیار ومحبت کے لہجے میں کہنے سمجھانے کی کوشش کریں۔

واللہ ولی التوفیق والیہ المرجع والمآب

بندہ احسان اللہ شائق
خادم تدریس وافتاء، جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی
۵/شوال المکرم ۱۴۲۳ھ

تقریظ

حضرت مولانا محمد صدیق ارکانی

استاد الحدیث وناظم شعبۂ تصنیف وتالیف رجامعہ احتشامیہ جیکب لائن کراچی
ومدیر: ماہنامہ ''حق نوائے احتشام''

حدیثِ رسول مقبول ﷺ ''ان من البیان لسحرا'' کے مطابق بیان وتقریر کا ملکہ عطیہ خداوندی ہے جو محنت، مشق، تمرین اور فضل ایزدی کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔ آیت ''نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ①'' اور مقولہ ''العلم صید والکتابۃ قید'' کے بموجب اپنے مافی الضمیر کو حوالہ قرطاس کر کے منظرِ عام پر لانا کارِ خیر ہونے کے ساتھ ایک مشکل کام بھی ہے کیونکہ قارئین کرام اور مستفید وناقدین حضرات کی نظریں خامیوں اور لغزشوں کی طرف جلد جاتی ہے جس سے مقولہ ''من صنف فقد استهدف'' حرف بحرف صادق آجاتا ہے۔

موجودہ دور پُر آشوب ہے...... زمانہ پُرفتن ہے...... ضلالت وبدعت کی تاریکی ہرسو پھیلی ہوئی ہے...... عہد پروپیگنڈوں کا ہے اور ہر طرف میڈیا کا ڈنکا بج رہا ہے...... اس لئے پرمغز تحریروں اور دلسوز تقریروں سے دین اسلام کو اپنی اصلی شکل میں منظرِ عام پر لانا اور اسے گھر گھر پہنچانا وقت کی ضرورت اور دین کا تقاضا ہے......

اس ضرورت کے تحت جو حضرات بھی تحریر وتقریر اور میدانِ صحافت سے وابستہ ہوئے اور ہورہے ہیں وہ یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں، انہیں حوصلہ دینا، رہنمائی کرنا اور نوعمر کی مدد کرنا اخلاقی فریضہ ہے۔

اس وقت میرے سامنے ''بزم انور کی تقریریں'' کے نام سے دو کتابیں ہیں دونوں کے مولف حضرت مولانا ابنِ جابر رفاضل جامعہ فاروقیہ کراچی اور صاحب حضرت مولانا محمد سلیمان رحمانی رفاضل جامعہ علامہ بنوری ٹاون ہیں...... جس کے مطالعے سے اندازہ ہوا کہ ماشاء اللہ بیان کافی حد تک جاندار ہے...... زبان رواں ہے

...... اسلوب دلکش ہے...... قلم سیال ہے...... اور الفاظ مقفّٰی و مسجّٰی ہونے کے ساتھ پرکشش بھی ہیں...... اس کے مطالعہ سے ادائیگی مافی الضمیر کا ڈھنگ اور تقریر کا طریقہ آجائے گا (انشاء اللہ) نیز ہر بیان کو جس انداز سے مناسب اشعار سے مزین کیا گیا ہے وہ بھی باعثِ دلچسپی ہے...... اللہ تعالیٰ مؤلف، مرتب، انتظامیہ، ناشر اور معاونین کو بہت ہی جزائے خیر دے اور مزید کی توفیق دے۔

محمد صدیق ارکانی

استاذ الحدیث وناظم شعبۂ تصنیف وتالیف
جامعہ احتشامیہ جیکب لائن کراچی
ومدیر: ماہنامہ ''حق نوائے احتشام''

پیش لفظ

حامداً و مصلیاً و مسلماً

امابعد! مدرسہ انوار العلوم اکابر علماء کے زیر انتظام اور علامہ بنوری ٹاؤن کے زیر سرپرستی بچوں کی دینی تعلیم و تربیت میں مصروف ایک ابتدائی مدرسہ ہے جس کے شعبہ جات میں ایک شعبہ بزم علامہ انور شاہ کشمیریؒ ہے۔ جو مدرسہ کے طلبہ کرام کا بزم ہے۔ جس میں طلبہ کرام شریک ہو کر قرأت، نعت، نظم اور تقاریر سیکھنے کی مشق کرتے ہیں اور اپنے اندر صلاحیت، اور خود اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت مولانا زاہد عالم جابرؔ صاحب فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی (ناظم تعلیمات مدرسہ انوار العلوم) اور مولوی محمد سلیمان رحمانی فاضل علامہ بنوری ٹاؤن (مدرس: مدرسہ انوار العلوم) بزم علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے اہم ذمہ داران میں سے ہیں۔ جو بڑی جانفشانی کے ساتھ بزم کو چلا رہے ہیں۔ ان حضرات کی محنت کے ثمرات بزم کی کارکردگی جاننے والوں کے سامنے واضح ہیں جو الحمد للہ قابل تعریف ہے یہ کتابچہ ان کی کاوشوں کی ایک کڑی ہے۔

حضرت مولانا زاہد عالم جابرؔ صاحب مبتدی طلبہ کے ذہنی سطح اور مزاج کے مطابق تقریریں لکھ کر طلبہ کو دیا کرتے تھے جسے مولوی سلیمان رحمانی صاحب نے محفوظ کر لیا تھا چونکہ تقریریں مبتدی طلبہ کے لئے لکھی گئی ہیں اس لئے اس میں آسان الفاظ استعمال کئے گئے اور انداز بھی سہل رکھا گیا انہی خوبیوں کی وجہ سے مختلف مدارس کے ذمہ داران اور طلبہؒ کرام نے ان تقاریر کو شائع کرنے کے لئے بار بار اصرار کیا جس پر بندہ نے مولوی سلیمان رحمانی صاحب سے عرض کیا کہ ان تقریروں کو ترتیب دے کر کتابی شکل دی جائے تا کہ افادۂ عام ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتابچہ کو مفید عام بنائیں اور اس کی اشاعت پر محنت کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

مولانا حسین علی

استاد الحدیث و مدیر مدرسہ انوار العلوم کورنگی
زیر نگرانی:...... علامہ بنوریؒ ٹاؤن (ٹرسٹ
(سرپرست بزم علامہ انور شاہ کشمیریؒ)

عرضِ مرتب!

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد!

محترم قارئین! ''بزم انور کی تقریریں'' کا چالیسواں ایڈیشن بفضل خداوندی آپ کے ہاتھوں میں ہے جو اب مزید حسن وزیب کے ساتھ دو کلر میں اور اعلیٰ ورق اور معیاری جلد بندی کے ساتھ پیش خدمت ہے...... امید ہے کہ دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک اور روح کو طمانیت حاصل ہوئی ہوگی۔ اللہ جل شانہ اس کتاب کو اپنے بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اس کے نفع کو عام وتام بنائے اور اس کے ناشر محترم فیاض احمد صاحب کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس کتاب میں حضرت مولانا زاہد عالم جابر صاحب مدظلہ ناظم تعلیمات جامعۂ انوار العلوم کی لکھی ہوئی ان تقریروں کو یکجا کیا گیا ہے جو مولانا موصوف نے قرآن وحدیث اور اکابر علماء کے مواعظ اور کتابوں سے استفادہ کر کے ابتدائی درجات کے طلبہ کے اندر تقریری صلاحیت اجاگر کرنے کے لئے مختصر اور آسان کر کے لکھا تھا۔

سببِ طباعت یہ ہوئی کہ مولانا موصوف بزم علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ میں حصہ لینے والے طلبہ کو جو تقریریں لکھ کر دیتے تھے۔ جو بعد از تقریر طلبہ کرام سے ضائع ہو جاتا تھا۔ چونکہ ہر ہفتے چار پانچ تقریریں لکھ کر دینا ایک نہایت صعب اور دشوار کام ہے۔ اس لئے بندہ نے سوچا کہ کیوں نہ ان تقریروں کو طلبہ سے وصول کر کے ایک جگہ نوٹ کرتا جاؤں۔

چنانچہ اس کو جمع کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریروں کا ایک مجموعہ تیار ہو گیا اور اس کی فوٹو کاپی کرا کے مدرسہ میں رکھ دیا گیا۔ بزم میں حصہ لینے والے طلبہ اس مجموعے سے تقریریں فوٹو کاپی کرا لیتے تھے بعض طلبہ اس مجموعے کی پوری کاپی فوٹو کاپی کرا کر رکھ

سورۂ فاتحہ کے فضائل

الحمد للہ رب العٰلمین، والعاقبۃ للمتقین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد الانبیاء والمرسلین، وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ① الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ② مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ③ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ④ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ⑤ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ⑦

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ''کل کلامٍ لا یُبدأ فیہ بحمد اللہ فَھُوَ اَجْذَمُ'' او کما قال ﷺ۔

حمد تیری اے خدائے لم یزل
ہے یہ اپنی زندگی کا ماحصل
تو ہی خالق تو ہی خلاق ہے
تو ہی ربِّ انفس و آفاق ہے
تیری نعمت کی نہیں کچھ انتہا
شکر تیرا کیا کسی سے ہو ادا

محترم اساتذہ کرام اور میرے چمنِ انور کے ہم مکتب ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج مجھے اس بزمِ سعید میں جس موضوع پر لب کشائی کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ

''سورہ فاتحہ کے فضائل'' کے عنوان سے معنون ہے۔

سامعین محترم......! قرآنِ عظیم کی افتتاح جس سورت سے ہوتی ہے اس کو سورہ فاتحہ کہتے ہیں...... جو سورت قرآنِ کریم میں سب سے پہلے مکمل نازل ہوئی اس کو سورہ فاتحہ کہتے ہیں...... جس سورت کو مکہ اور مدینہ دونوں مقدس مقامات میں نازل ہونے کا شرف حاصل ہوا، اس کو سورہ فاتحہ کہتے ہیں...... جس سورت کو پورے قرآن کا خلاصہ قرار دیا جائے اس کو سورہ فاتحہ کہتے ہیں...... جس سورت کو حق تعالیٰ شانہ اپنے عرش کا خزانہ قرار دے اس کو سورہ فاتحہ کہتے ہیں...... جس سورت کو ''ام الکتاب، السبع المثانی، الشافیہ، الکافیہ، الاساس اور ''الحمد'' کے ناموں سے پکارا اور پہچانا جائے اس کو سورہ فاتحہ کہتے ہیں...... جس سورت کی تلاوت ہر نماز میں ہوتی ہو اس کو سورہ فاتحہ کہتے ہیں...... جس سورت کے بارے میں امام الانبیاء ﷺ ''لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب'' فرمائے اس کو سورہ فاتحہ کہتے ہیں...... جس سورت کے ابتدائی الفاظ کے متعلق خاتم الانبیاء ﷺ ''کلّ کلامٍ لایُبدأُ فیہ بحمد اللہ فھو اَجذَمُ'' فرمائے اس کو سورہ فاتحہ کہتے ہیں...... جس سورت کے بارے میں محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان ہو کہ ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اس سورت جیسی کوئی سورت، تورات، انجیل، زبور، حتیٰ کہ قرآنِ مجید میں بھی نہیں ہے'' اس کو سورہ فاتحہ کہتے ہیں۔

سامعین مکرم......! حدیثِ قدسی ہے میرے پیارے آقا ﷺ اپنے خالق و مالک کا قول نقل فرماتے ہیں'' جب بندہ نماز میں کہتا ہے'' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱ '' تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' میرے بندے نے میری حمد کی...... اور جب بندہ کہتا ہے'' الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝۲ '' تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' میرے بندے نے میری تعریف و ثناء بیان کی...... اور جب وہ کہتا ہے'' مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝۳ '' تو حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں'' میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی...... اور جب بندہ کہتا ہے'' اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝۴ '' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' میرے بندے

میں تیری عبادت قبول کروں گا اور تیرا مددگار بنوں گا...... اور جب بندہ کہتا ہے ''اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۵'' تو اللہ جل شانہ فرماتے ہیں ''میرے پیارے بندے میں تیری یہ دعا قبول کر کے تیری چاہت پوری کر دوں گا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

کسی اللہ والے نے سورہ فاتحہ کا کیا خوب نقشہ کھینچا......!

حمد و ثنا ہو تیری کون و مکاں والے
اے رب! ہر دو عالم دونوں جہاں والے

بن مانگے دینے والے عرش و قرآن والے
گرتے ہیں تیرے در پہ سب آن، بان والے

یومِ جزا کا مالک ، خالق ہمارا تو ہے
سجدے ہیں تجھ کو کرتے تیری ہی جستجو ہے

امداد تجھ سے چاہیں سب کا سہارا تو ہے
تیری ہی بارگاہ میں یہ بھی اِک آرزو ہے

وہ رستہ دکھا تو پروردگارِ عالم
جس پہ چل گئے ہیں پرہیزگارِ عالم

نعمت ملی تھی جن کو ، تجھ سے نگارِ عالم
اور نام جن کا اب تک ہے یادگار عالم

معتوب ہیں جو تیرے ہی خالق یگانہ
گمراہ ہوئے جو تجھ سے اے صاحبِ خانہ

ہم عاجزوں کو یارب ان کی راہ نہ چلانا
کر اتنا کرم اب تو اے قادرِ توانا

وما علینا الا البلاغ المبین

دینِ حق

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''اِنَّ الۡاِسۡلَامَ یَہۡدِمُ مَا کَانَ قَبۡلَہٗ''

(او کما قال علیہ السلام)

آج بھی ہو جو ابراہیمؑ کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا
میری زندگی کا مقصد تیری دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مجاہد میں اس لئے نمازی

محترم اساتذۂ کرام اور میرے گلشن انور کے غنچو رساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں اس محفلِ سعید میں جس موضوع پر لب کشائی کرنا چاہتا ہوں وہ ''دینِ حق'' کے عنوان سے معنون ہے۔

سامعین گرامی! دنیا میں لوگوں پر ایک ہی دین فرض کیا گیا ہے وہ ہے ''دینِ اسلام'' اس کے علاوہ کوئی دین بھی قابل قبول نہیں...... ارشاد خداوندی ہے ''وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ'' چنانچہ اس دینِ اسلام کے مقابلے میں یہودیت...... عیسائیت...... مجوسیت...... دہریت...... بہائیت...... مرزائیت...... رافضیت...... قادیانیت وغیرہ سب کے سب مردود ہیں اور قبر میں اسی دین اسلام کے بارے میں پوچھا جائے گا...... مَنۡ رَّبُّكَ...... تیرا رب کون ہے؟...... مَا دِیۡنُكَ...... تیرا دین کیا ہے؟...... مَنۡ نَّبِیُّكَ...... تیرا نبی کون ہے؟۔

سامعین محترم !......خوش قسمت ہے وہ انسان جو یہ جواب دے گا...... دِيْنِيَ الْإِسْلَامُ...... میرا دین تو اسلام ہے۔ تب فرشتے اس سے کہیں گے ''نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ'' یعنی دلہن کی طرح آرام سے سو جا۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کی خدمت میں نماز حاضر ہوگی اور عرض کرے گی...... ''اَللّٰهُمَّ اَنَا الصَّلٰوۃُ '' اے اللہ! میں نماز ہوں اللہ رب العزت فرمائیں گے ''اِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ '' بے شک تو بھلائی پر ہے...... اس کے بعد روزہ حاضر ہوگا اور عرض کرے گا ''اَللّٰهُمَّ اَنَا الصَّوْمُ '' اے اللہ! میں روزہ ہوں۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے ''اِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ '' بیشک تو بھی بھلائی پر ہے...... اس کے بعد حج حاضر ہوگا اور عرض کرے گا '' اَللّٰهُمَّ اَنَا الْحَجُّ '' اے اللہ! میں حج ہوں، ربّ العزت فرمائیں گے ''اِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ '' ......تو بھی خیر پر ہے اس کے بعد دین اسلام حاضر ہو گا اور رب ذوالجلال سے عرض کرے گا ''اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَاَنَا الْاِسْلَامُ '' اے اللہ! آپ سلام ہیں، میں اسلام ہوں...... اللہ تعالیٰ فرمائیں گے'' اِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ ...... تو بھی بھلائی اور خیر پر ہے...... '' اَلْيَوْمَ بِكَ اُعْطِيْ وَبِكَ اٰخُذُ'' (او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم)...... ربّ ذوالجلال فرمائیں گے! آج کے دن تیرے ہی ذریعے میں فیصلہ کروں گا کہ کون جنت میں جائے گا اور کون جہنم میں۔

برادران اسلام ......! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے '' اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ '' کہ دین اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی اتباع مت کرو''

میرے غیور مسلمانو! یاد رکھیئے ؟ دین اسلام کسی خاص عمل کا نام نہیں ہے ...... دین اسلام کسی خاص شوق کا نام نہیں ہے...... دینِ اسلام اپنی چاہتوں کا نام نہیں...... دین اسلام اپنے معمولات کو پورا کرنے کا نام نہیں ہے...... دین اسلام اپنی عادت پوری کرنے کا نام نہیں ہے...... بلکہ دین نام ہے اپنے آپ کو رب کے حوالہ کرنے کا...... دین نام ہے اپنی من چاہی زندگی کو ترک کرکے رب چاہی زندگی کو

اپنانے کا...... دین نام ہے اتباعِ رسول کا...... دین نام ہے تسلیم و رضا کا...... اور دین نام ہے اپنی جان و مال اللہ کے راہ میں قربان کرنے کا۔

بس اس دلی دعا کے ساتھ میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں......!

یاالٰہی جسم میں جب تک کہ ہماری جان رہے
تجھ پہ صدقے تیرے محبوب کے قربان رہے
میں رہوں یا نہ رہوں مگر دعا ہے دل کی
دینِ محمد ﷺ رہے اور عزتِ قرآن رہے

(آمین یارب العٰلمین)

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو "دینِ حق" کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور شیطان کے مکر و فریب سے بچائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

حضرت محمد ﷺ کی ولادت

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

''اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ۝'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ ''اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَۃً'' (او کما قال علیہ السلام)

ہر اک ذرہ چمک اٹھا ہے مہتاب ضیا بن کر
فضا کو جگمگایا آپ ﷺ نے شمس الضحیٰ بن کر

میرے سرکار آئے دردِ عصیاں کی دوا بن کر
سکون قلبِ مضطر غم زدوں کا آسرا بن کر

خلیل اللہ ہے کوئی، کلیم اللہ ہے کوئی
مگر آقا میرے آئے ہیں محبوبِ خدا بن کر

صدرِ ذی وقار و معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے جس عنوان کو موضوعِ سخن بنا کر حاضر ہوا ہوں وہ ''حضرت محمد ﷺ کی ولادت'' سے معنون ہے۔

گرامی قدر سامعین......! خدا کی شان ہے کہ سرورِ دوعالم ﷺ کی ولادت مبارکہ سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد حضرتِ عبداللہ کا سایہ سر سے اٹھا دیا اور آپ کو یتیم پیدا کیا تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ میرا یتیم کسی دنیاوی سہارے کا محتاج نہیں بلکہ بچپن ہی سے ان کی تربیت وہ ذاتِ باری کرے گی جس نے اس کے

پر ختم نبوت کا تاج سجانا ہے کسی نے کیا خوب کہا......

پیدا ہوئے تو باپ کا سایہ اٹھا دیا
گھٹنوں چلے تو دادا عدم کو روانہ تھا
سائے پسند آئے نہ پروردگار کو
بے سایہ کردیا گیا اس سایہ دار کو

اس مکتب توحید میں اپنے محبوب محمد ﷺ کو ابوابو پکارنے کی عادت نہ پڑے بلکہ ''اَحد اَحد'' پکارنے کی عادت ڈالی جائے......

فاران میں کس ابو کو پکارے گا......طائف میں کس ابو کو پکارے گا
بدر میں کس ابو کو پکارے گا......احد میں کس ابو کو پکارے گا
خندق میں کس ابو کو پکارے گا......حنین میں کس ابو کو پکارے گا
بنو نضیر میں کس ابو کو پکارے گا......خیبر میں کس ابو کو پکارے گا
تبوک میں کس ابو کو پکارے گا......حدیبیہ میں کس ابو کو پکارے گا

ابھی سے خدا کو پکار؟ پکارنا تیرا کام ہے اور یتیمی کو سہارا دینا میرا کام ہوگا'' اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی''

ابھی دنیا میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کا پہلا ہی دن تھا کہ ایوان قیصر وکسریٰ میں ہنگامہ بپا ہوگیا...... آتشکدے بجھ گئے ...... کنگرے ٹوٹ گئے...... دُھائی مچ گئی کہ ایک والا آ گیا...... وہ دیکھو حرم کی طرف ...... ہُبل ...... لات ...... عُزّیٰ ...... مَنات ...... پر لرزہ طاری ہے ...... کپکپا رہے ہیں ...... کسی نے کہا اے ہمارے معبود تمہیں کیا ہوگیا؟ آواز آتی ہے ایک والا آ گیا...... ایک والا آ گیا۔

کسی کے گھر شادیانے بجتے ہیں...... کسی کے گھر دنیا کے ترانے بجتے ہیں...... وہ دیکھو آمنہ کے گھر...... نوریوں کے سردار کی قیادت میں ترانہ گایا جا رہا ہے...... ایک والا آ گیا...... ایک والا آ گیا'' سبحان اللہ ''

سامعین محترم......! کسی کے گھر بچہ ہو تو برادری مبارک باد دیتی ہے......

پڑوسی مبارکباد دیتی ہے...... قوم مبارک باد دیتی ہے...... دوست مبارک باد دیتی ہے...... رشتے دار مبارک باد دیتی ہے...... وہ دیکھو آج عبداللہ نہیں ہے لیکن دروازے پر نورانی ملائکہ مبارک باد دے رہے ہیں...... نوری بشر کے دروازے پر...... ملائکہ یتیم کے دروازے پر......!

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی
تیرے آنے سے رونق آ گئی گلزار ہستی میں

وما علینا الا البلاغ المبین

حضور ﷺ کی آمد مسعود

نحمدہ ونصلی ونسلّم علی رسولہ الکریم امّابعد! فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ" (صدق اللہ العظیم)

وقال النّبی صلّی اللہ علیہ وسلم "کنتُ نبیاً وآدمُ بین الماءِ والطّین"

(او کما قال صلّی اللہ علیہ وسلم)

- حضور آئے تو سرِّ آفرینش پاگئی دنیا
- اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آگئی دنیا
- بجھے چہروں کا زنگ اترا سُتے چہروں پہ نور آیا
- حضور آئے تو انسانوں کو جینے کا شعور آیا

محترم صدر جلسہ ومعزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد میمون ومحمود ومسعود ومبروک" سے معنون ہے۔

سامعین گرامی......! تاریخ کے اوراق پلٹیے اور دیکھیے اس دنیا میں حضور ﷺ کے آمد سے قبل کیا تھا...... ظلم ہی ظلم تھا...... کفر وشرک کا راج تھا...... ہر طرف ویرانی ہی ویرانی تھی...... حکومت شیطانی تھی...... قتل وغارتگری کا بسیرا تھا...... معمولی معمولی باتوں پر کٹ مرنا عام تھا...... بچیوں کو زندہ درگور کردیا جانا معیوب نہ تھی...... عورت حیوانوں کی سی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھی...... ہر ایک کا الگ الگ خدا تھا...... جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون نافذ تھا...... الغرض انسانیت تباہی وبربادی کے آخری

دہانے پر پہنچ چکی تھی۔

دفعتاً چمنستانِ دہر کی قسمت کا ستارہ ہویدا ہوا...... حضرتِ انسان کی خوش بختی کا ثاقب چمک اٹھا...... ظلمات کو اجالوں کی خبر ہوئی، کہ یتیم عبد اللہ...... جگر گوشۂ آمنہ...... شاہِ حرم...... حکمرانِ عرب و عجم...... قائدِ انسانیت...... فرمانروائے عالم...... شہنشاہِ کونین ﷺ بروزِ پیر ۹ ربیع الاوّل سنِ عام الفیل بمطابق ۲۲/اپریل ۵۷۱ عیسوی کو عالمِ قدس سے عالمِ امکان میں...... بے بصر کو بابصر کرنے کے لئے...... بے نظر کو بانظر کرنے کے لئے...... مردہ دلوں کو حیاتِ جاودانی دینے کے لئے...... قیاصر اور اکاسیر کی نخوت کا بھرم توڑنے کے لئے...... سینکڑوں، ہزاروں کے پجاریوں کو ایک کے در پر جھکانے کے لئے...... ملکوں کی دوری، اقوام کی بیگانگی، اختلاف الوان اور تفریقِ زبان مٹانے کے لئے...... سب کی زبانوں پر ایک ہی کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' جاری کرنے کے لئے...... قافلۂ نبوت کے آخری مقتدا اور قصرِ نبوت کے آخری ستون بن کر تشریف لے آئے۔

سامعین محترم......! آیئے! میں آپ کو حروفِ تہجی کی زبانی میرے آقا نورِ مجسم...... فخر دو عالم ﷺ کی آمد مسعود و محمود کا ایک نرالی شان سناؤں! چنانچہ معلم کائنات ﷺ کی آمد پر......!

الف: نے کہا...... اللہ کا رسول آرہا ہے
ب: نے کہا...... بانئ اسلام آرہا ہے
ت: نے کہا...... تاجدار مدینہ آرہا ہے
ث: نے کہا...... ثروت والا آرہا ہے
ج: نے کہا...... جلیل القدر آرہا ہے
ح: نے کہا...... حبیبِ خدا آرہا ہے
خ: نے کہا...... خاتم النبیین آرہا ہے
د: نے کہا...... دو جہاں کا والی آرہا ہے
ذ: نے کہا...... ''ذٰلک الکتاب'' کہنے والا آرہا ہے
ر: نے کہا...... رحمۃ للعالمین آرہا ہے

ز: نے کہا............زمانے کا امام آ رہا ہے
س: نے کہا............ساقیٔ کوثر آ رہا ہے
ش: نے کہا............شافعِ محشر آ رہا ہے
ص: نے کہا............صادق وامین آ رہا ہے
ض: نے کہا............ضعیفوں کا ماویٰ آ رہا ہے
ط: نے کہا............طاہر ومطہر آ رہا ہے
ظ: نے کہا............ظلم کا مٹانے والا آ رہا ہے
ع: نے کہا............عرب کا تاجدار آ رہا ہے
غ: نے کہا............غریبوں کا ماویٰ آ رہا ہے
ف: نے کہا............فقیروں کا مولیٰ آ رہا ہے
ق: نے کہا............قرآن والا آ رہا ہے
ک: نے کہا............کملی والا آ رہا ہے
ل: نے کہا............لوح وقلم والا آ رہا ہے
م: نے کہا............"محمد رسول اللہ" آ رہا ہے
ن: نے کہا............نبیوں کا سردار آ رہا ہے
و: نے کہا............"والضحیٰ" آ رہا ہے
ہ: نے کہا............ہادیٔ برحق آ رہا ہے
اور "ی" پکار اٹھا............یکتا اور انوکھا شان والا آ رہا ہے۔

شاعر کہتا ہے......!

- ارباب نظر کو کوئی ایسا نہ ملے گا
بندے تو مل جائیں گے مولا نہ ملے گا
- تاریخ اگر ڈھونڈے گی ثانیٔ محمدؐ
ثانی توبڑی چیز ہے سایہ نہ ملے گا

وما علینا الا البلاغ المبین

اسم محمد ﷺ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ط'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''إنّ لی أسماء أنا محمدٌ و أنا احمدُ''

(او کما قال ﷺ)

خوب نامِ محمد ہے اے مؤمنو!
جس میں نقطہ بھی رب کو گوارا نہیں

جو نبی کی محبت سے منہ پھیر لے
دونوں عالم میں اس کا گذارہ نہیں

نسبتِ مصطفیٰ ﷺ بھی بڑی چیز ہے
جس کی نسبت نہیں اس کی بخشش نہیں

محترم صدرِ جلسہ و معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع نہایت محترم و مکرم و معظم و محتشم ہے جو کہ ''اسمِ محمد ﷺ'' کے مبارک، مطہر اور منور عنوان سے معنون ہے۔

سامعین محترم......! اللہ جل شانہ کے بہت سارے نام ہیں...... ان اسماء میں سے دو نام بہت مشہور ہیں...... ایک ہے ''اللہ'' اور یہ حق تعالیٰ شانہ کا ذاتی نام ہے...... اور دوسرا ہے ''رحمٰن'' اور یہ ذاتِ باری تعالیٰ کا صفاتی نام ہے...... اسی طرح اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر...... ساقیٔ کوثر...... شافعِ محشر...... دونوں عالم کے ہادی

ورہبر ﷺ کے اسماء مبارکہ، مطہرہ میں دو نام بہت مشہور ہیں...... ایک ہے ''محمد ﷺ '' اور یہ آپ ﷺ کا ذاتی نام ہے...... اور دوسرا ہے ''احمد'' اور یہ آپ ﷺ کا صفاتی نام ہے۔

علماء فرماتے ہیں حق تعالیٰ شانہ کے اسمِ ذاتی اور آنحضرت ﷺ کے اسمِ ذاتی میں بہت زیادہ مماثلت پائی جاتی ہے...... چنانچہ لفظِ ''اللہ'' میں چار حروف ہیں تو لفظِ ''محمد ﷺ '' میں بھی چار حروف ہیں...... لفظِ ''اللہ'' میں ایک تشدید تو لفظِ ''محمد ﷺ '' میں بھی ایک تشدید...... اسمِ ''اللہ'' نقطوں سے خالی تو اسمِ ''محمد ﷺ '' بھی نقطوں سے خالی...... اسمِ ''اللہ'' میں ایک سکون تو اسمِ ''محمد ﷺ '' میں بھی ایک سکون...... اسمِ ''اللہ'' میں ایک حرف مکرر ہے تو اسمِ ''محمد ﷺ '' میں بھی ایک حرف مکرر ہے...... اسمِ ''اللہ'' کے اعداد ۶۶ جفت ہے تو اسمِ ''محمد ﷺ '' کے اعداد ۹۲ جفت ہے۔

(سبحان اللہ)

خلاقِ عالم نے اپنے محبوب ﷺ کا نامِ نامی، اسمِ گرامی ''محمد ﷺ '' اس وقت رکھا تھا جب کچھ بھی نہ تھا...... قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس طرح آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ بے نظیر تھی...... آپ ﷺ کا یہ اسمِ گرامی بھی بے مثل ہی تھا...... آپ ﷺ سے قبل کسی کے ذہن میں اس اسمِ گرامی کا خیال تک نہ گذرا تھا...... حتی کہ جب آپ ﷺ کی ولادت کا زمانہ قریب آ گیا تو کاہنوں، نجومیوں اور اہلِ کتاب نے آپ ﷺ کا نام لے کر آپ ﷺ کی آمد کی بشارتیں اور فضیلتیں سنائیں تو لوگوں نے اسی نئے نبی منتظر کی حرص وطمع میں اپنی اولاد کا نام ''محمد'' رکھنا شروع کر دیا۔

سامعین مکرم......! امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اسم ''محمد'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس اسمِ گرامی میں چار حروف ہیں......!

(۱) ''م'' اس کا معنی ہے............ امن اور امانت والا۔

(۲) ''ح'' جس کا معنی ہے...... حبیبِ خدا۔

(۳) ''م'' ثانی کا معنی ہے...... میمون ومبارک۔

(۴) ''د'' جس کا معنی ہے...... دین کی علامت...... گویا جو ذات امن اور امانت والا ہو...... خدا کا حبیب ہو...... جس کی آمد باعثِ میمون و مبارک ہو...... جو ہستی دینِ کامل و اکمل کی علامت ہو...... اس عظیم و کریم ہستی کو ''محمد ﷺ'' کہتے ہیں۔

حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ اسم ''محمد'' کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''محمد'' وہ ہے جس میں کثرت کے ساتھ تعریف کے اوصاف پائے جائیں...... اور ''محمد'' اس کو کہتے ہیں جس کی اتنی تعریف کی جائے جتنی کسی اور بشر کی نہ کی جائے...... چنانچہ حضور اکرم ﷺ کی جتنی تعریفیں آج تک ہو چکی ہیں...... اور ہو رہی ہیں اور قیامت تک ہوگی...... ساری اولادِ آدم علیہ السلام میں آج تک کسی کی نہیں ہوئی...... بلکہ میں تو کہتا ہوں......!

انسان جس کی تعریف کریں............ اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔

ملائکہ جس کی تعریف کریں............ اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔

جنات جس کی تعریف کریں............ اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔

حیوانات جس کی تعریف کریں............ اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔

نباتات جس کی تعریف کریں............ اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔

جمادات جس کی تعریف کریں............ اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔

طیور جس کی تعریف کریں............ اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔

عرش جس کی تعریف کرے............ اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔

فرش جس کی تعریف کرے............ اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔

انبیاء جس کی تعریف کریں............ اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔

اولیاء جس کی تعریف کریں............ اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔

اتقیاء جس کی تعریف کریں............ اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔

اصفیاء جس کی تعریف کریں............ اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔

سارا جگ جس کی تعریف کریں............ اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔

بلکہ میں تو ایک قدم آگے بڑھ کر کہتا ہوں جس کی تعریف خود رب العالمین کرے

اس عظیم ہستی کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا..........!

اللہ، اللہ نام حبیب خدا
کتنا شیریں اور کس قدر جاں فزا

پھول سے کھل گئے لب سے لب مل گئے
جب زبان پر محمد ﷺ کا نام آگیا

اور اس دعوت وفکر کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں!

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دھر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کردے

وما علینا الا البلاغ المبین

پیغمبر اسلام ﷺ غیر مسلم شخصیات کے نظر میں

نحمدہ ونصلی ونسلّم علیٰ رسولہ الکریم اما بعد ! فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

''وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ۝۴'' صدق اللہ العظیم

ہر ابتداء سے پہلے ہر انتہا کے بعد
ذاتِ نبی ﷺ بلند ہے خدا کے بعد
دنیا میں احترام کے لائق جتنے بھی لوگ
میں سب کو مانتا ہوں مگر مصطفیٰ ﷺ کے بعد

صدرِ ذی وقار و معزز حاضرین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع ہے ''پیغمبر اسلام ﷺ غیر مسلم شخصیات کی نظر میں''

سامعین محترم!...... سچائی اپنا آپ منوا کر رہتی ہے ...... یہ کیسے ممکن ہے کہ دن ہو اور کوئی آفتاب کا انکار کرے ...... سورج ہو اور کوئی اس کی تابانی کا انکار کرے ...... چودھویں رات کی چاند ہو اور کوئی اس کی چاندنی کا انکار کرے ...... دریا اور سمندر ہو اور کوئی اس کی جولانی کا انکار کرے ...... ہوا ہو اور کوئی اس کی روانی کا انکار کرے ...... آگ ہو اور کوئی اس کے جھلسانے کا انکار کرے ...... گلستان ہو اور کوئی اس کی خوشنوائی کا انکار کرے ...... رنگ برنگی پھول ہو اور کوئی اس کی رعنائی کا انکار کرے ...... بالکل اسی طرح امام الانبیاء ...... خاتم الانبیاء ...... محبوبِ ربِّ کبریاء ...... ساقی کوثر ...... شافعِ محشر ...... محمدِ مصطفیٰ ، احمدِ مجتبیٰ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہو اور کوئی ذی شعور، غیر متعصب انسان ان کے بے شمار اور بے حساب فضائل وشمائل اور محاسن

وکمالات کا انکار کرے یہ بھی ممکن نہیں۔

حاضرین مکرم !...... میرے آقا سرکارِ دو عالم ﷺ کائنات کے وہ عظیم انسان ہیں جن کی صداقت، امانت اور دیانت کا اقرار صرف ان کے ماننے والوں نے ہی نہیں بلکہ ان کے جانی دشمن بھی کرتے ہیں...... میرے آقا نورِ مجسم ﷺ وہ واحد شخصیت ہیں جن کے چاہنے والے ہر مذہب وملت، ہر ملک اور ہر طبقے میں موجود ہیں...... میرے آقا فخرِ دو عالم ﷺ وہ عظیم المرتبت ہستی ہیں جب ان کا ذکرِ مبارک ہوتا ہے تو پوری انسانیت کی گردنیں آپ ﷺ کے احسانوں کے پاداش میں احتراماً جھک جاتی ہیں...... آخر ایسا کیوں نہ ہو شاعر کہتا ہے!

آپ ﷺ کے جلووں سے ہر طرف اُجالا ہے
ظلمتوں سے انسان کو آپ ﷺ نے نکالا ہے
غرق بحرِ عصیاں میں کب کے ہوگئے ہوتے
ہم گناہ گاروں کو آپ ﷺ نے سنبھالا ہے
ان کی اک نظر سے قبل ان کی اک نظر کے بعد
ہر طرف اندھیرا تھا ہر طرف اُجالا ہے
صرف اتنا سمجھی ہے عقل ٹھوکریں کھا کر
ان کی منزلِ رفعت، رفعتوں سے بالا ہے

سامعین مکرم !...... وقت کی نزاکت میرے پیشِ نظر ہے...... گھڑی کی سوئی بھی بڑی بے رحم ہے...... میرے بعد بھی دیگر معزز مقررین ہیں...... آیئے! اب ذرا ان مشہور ومعروف غیر مسلم شخصیات میں سے چند کے اقوال سنتے ہیں جنہوں نے پیغمبر اسلام ﷺ کی مقدس ذات کے بارے میں اظہارِ خیال فرمایا ہے...... چنانچہ مشہور غیر مسلم ''برنارڈ شا'' کہتے ہیں...... میں نے اس عظیم ہستی محمد (ﷺ) کا مطالعہ کیا...... وہ حیران کن شخصیت ہے! میری رائے میں محمد (ﷺ) کو انسانیت کا نجات دہندہ ماننا چاہیے۔

معروف غیر مسلم تھامس کارلائل نے کہا...... محمد (ﷺ) کا پیغام براہ راست فطرتِ دل کی آواز ہے۔ اس کے مقابلے میں باقی جو کچھ ہے، ہوا سے ہلکا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کہتا ہے...... مذہبی شخصیات میں محمد (ﷺ) کامیاب ترین شخصیت ہیں۔

مشہور ہندو ''دیوان چند شرما'' کہتا ہے...... محمد (ﷺ) رحم و کرم اور مہربانی کا پیکر تھا۔ ان کے مقدس وجود کے اثر کو محسوس کئے بغیر کوئی شخص نہیں رہ سکتا تھا اور کبھی انہیں بھول نہیں سکتا تھا۔

مائیکل ہارٹ نے کہا...... محمد (ﷺ) تاریخ عالم کی واحد ہستی جو مذہبی اور دنیاوی دونوں سطحوں پر حد انتہا تک کامیاب ہوئے۔

مسٹر کلارک کہتے ہیں...... حضرت محمد (ﷺ) کی تعلیمات کو یہ خوبی ملی ہے کہ اس میں وہ تمام اچھی باتیں موجود ہیں جو دیگر مذاہب میں نہیں پائی جاتی۔

مشہور ہندوستانی شاعر کنور مہندر سنگھ بیدی آنحضرت ﷺ کے حضور یوں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں:

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمد (ﷺ) پہ اجارہ تو نہیں

مغربی دانشور آرنلڈ ٹوائن لکھتے ہیں...... محمد (ﷺ) نے اسلام کے ذریعے انسانوں میں رنگ و نسل اور طبقاتی امتیاز کا یکسر خاتمہ کر دیا...... کسی مذہب نے اس سے بڑی کامیابی حاصل نہیں کی جو محمد ﷺ کے مذہب کو نصیب ہوئی...... آج کی دنیا جس ضرورت کے لئے رو رہی ہے اسے صرف اور صرف مساواتِ محمدی ﷺ کے ذریعے پورا کیا جا سکتا ہے۔ جولز میر مین کہتے ہیں...... تاریخ عالم کے عظیم ترین لیڈر محمد (ﷺ) تھے کوئی اور نہیں۔

موہن داس گاندھی نے کہا...... محمد (ﷺ) کے اقوال مسلمانوں کے لئے ہی نہیں دنیا کے تمام انسانوں کے لئے علم و حکمت کا خزانہ ہے۔

مشہور مغربی مؤرخ جان ولیم ڈریپر نے کہا...... نسل انسانی پر محمد (ﷺ) کی قد آور ہستی نے ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

معروف مستشرق آر، وی، سی، ووڈلے، کہتے ہیں...... آپ (ﷺ) کی عظمت دیکھئے جنہوں نے ایک جہاں کو بدل ڈالا لیکن اپنا مثالی طرز زندگی وہی رکھا۔

مسٹر گبن کہتے ہیں...... محمد (ﷺ) کا پیغام شک وشبہ اور ابہام سے پاک ہے۔ اور قرآن توحید الٰہی کی عظیم الشان شہادت ہے۔

سٹنیلے لین پول نے کہا...... محمد (ﷺ) کا جذبہ اور ولولہ ایک انتہائی بلند اور مقدس مشن کے لئے وقف تھا۔ وہ خدائے واحد کے پیغمبر تھے اور انہیں یہ حقیقت زندگی کی آخری سانس تک ایک ایک لمحہ یاد رہی۔

ریورنڈ سمتھ لکھتے ہیں: محمد (ﷺ) قیصر تھے بغیر قیصری لشکروں کے...... مذہبی مقدس تھے بغیر ظاہری آن بان کے...... نہ ان کا کوئی باڈی گارڈ تھا اور نہ محل ومحلات ...... اگر کسی بھی شخص کو یہ کہنے کا حق پہنچتا تھا کہ وہ خدائی حکومت قائم کر رہا ہے تو وہ صرف محمد (ﷺ) تھے۔

مسٹر ڈینس نے کہا...... محمد (ﷺ) نے انسانی تہذیب کو مٹنے سے بچا لیا۔

ممتاز مغربی اسکالر مانسیور یفل کہتے ہیں ...... پیغمبر اسلام نے عورتوں کو جو مفید احکام دیئے ہیں کسی نے نہیں دیئے...... یہ عورتوں پر آپ (ﷺ) کے احسانات ہیں۔

معروف غیر مسلم ایلنونس لیمرٹین کہتے ہیں ...... عظیم مفکر...... بلند پایہ خطیب ...... پیغمبر...... قانون ساز سپہ سالار...... تصورات اور عقائد کا فاتح ...... سچے نظریہ حیات کو قائم کرنے والا...... باطل خداؤں اور صنم پرستی اور وہم پرستی کو مٹانے والا...... ۲۱۰ دنیاوی سلطنتوں کا بانی اور ان پر ایک آسمانی روحانی بادشاہت کا نقیب...... یہ ہے محمد (ﷺ) انسانی عظمت کو ناپنے کے جتنے پیمانے لا سکتے ہو لے آؤ ؟...... اور پھر خود سے پوچھو! کیا دنیا میں اس سے بڑا انسان بھی کوئی گزرا ہے؟؟؟ اللہ اکبر کبیرا۔

حاضرین مجلس......! اب میرے پاس فقط چند ساعات مستعار ہیں......

لیکن دل عشق نبی میں سرشار ہے ...... اور زبان، توصیفِ نبی ﷺ میں مشکبار ہے ...... اس بزمِ سعید میں محبانِ رسول ﷺ کے بھرمار ہیں ...... توجہ سے نہ سننے والوں کا یہاں بیٹھنا بیکار ہے ...... اجروثواب کا ان سے وعدہ ہے جن کے دل و دماغ بیدار ہے ...... تو میں عرض کررہا تھا کہ: غیر مسلم مداح رسول کی ایک طویل فہرست لگا تار ہے ...... ان سب کے اقوال نقل کرنا اس مختصری وقت میں نہایت دشوار ہے ...... ان میں سے کن کن کا نام لوں، اور کن کا نام نہ لوں ذہن میں اِک خلفشار ہے ...... پیغمبر اسلام ﷺ کی صداقت ورفعت وعظمت کو دیکھ کر عقلِ انسانی حیران و پریشان ہے ...... مشہور ہندو شاعر جگن ناتھ آزاد بھی میرے پیارے آقا ﷺ کی خدمت میں گلہائے عقیدت پیش کرنے کے لئے بیقرار ہے ...... وہ کہتے ہیں!

وہی یونان کہلاتا تھا جو تہذیب کی دنیا
وہی روئے زمیں پر آج تخریب کی دنیا
یہ تحقیق وتجسس کا جہاں تھا آج ویرانہ
افلاطون کی خرد، سقراط کی دانش تھی افسانہ
غرض دنیا میں چاروں سمت اندھیرا ہی اندھیرا تھا
نشانِ نور گم تھا اور ظلمت کا بسیرا تھا
کہ دنیا کے افق پر دفعۃً سیلابِ نور آیا
جہانِ کفروباطل میں صداقت کا ظہور آیا
حقیقت کی خبر دینے بشیر آیا نذیر آیا
شہنشاہی نے جس کے قدم چومے وہ فقیر آیا
اور مبارک ہو زمانے کو کہ ختم المرسلین آیا
سحابِ رحم بن کر رحمۃ للعالمین آیا

وما علینا الا البلاغ المبین

حضور ﷺ کا انقلاب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

"وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ ؕ"

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم "بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ"

(أو کما قال ﷺ)

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی

محترم اساتذۂ کرام اور قابل قدر طلباء ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے "محمد عربی ﷺ کے انقلاب" کے بارے میں لب کشائی کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین گرامی......! خدا فراموشی کا نتیجہ خود فراموشی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے علم و عقل...... دولت و اقتدار...... روشن دماغی...... دل کا احساس...... دانش کدے و کتب خانے...... شعراء کی محفلیں...... اور علماء کی مجلسیں سب کچھ موجود ہونے کے باوجود جب خدا فراموشی آتی ہے تو خود فراموشی کی نحوست سے محفوظ رہنا ممکن نہیں۔ خود فراموشی انفرادی نوعیت کی ہو تو اس کے مضر اثرات محدود ہوتے ہیں...... اور اگر وہ اجتماعیت کی صورت اختیار کرے تو پھر پورا معاشرہ بگاڑ اور فساد کی لپیٹ میں آجاتا ہے...... زندگی کا پورا نظام تباہ و برباد ہوجاتا ہے...... ساری سوسائٹی تہہ وبالا ہو

کر رہ جاتی ہے......اور ''ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ'' کا نقشہ سامنے ہوتا ہے۔

سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل یہی حالت تھی......انسانیت تباہ و برباد تھی......اس کی کوئی کل درست نہ تھی......پورا معاشرہ فساد کی لپیٹ میں تھا......کوئی اس کو ذرا سہارا دینے کو تیار نہ تھا......اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ کو واضح اور مکمل دین عطا فرمایا گیا، آپ ﷺ نے پوری دنیا کو چیلنج کیا اے دنیا والو......! تمہاری زندگی کا پورا نظام غلط ہے، تمہاری عادتیں، اخلاق، تمہارے رسوم مُسلّمات سب غلط ہیں، آپ ﷺ نے تنِ تنہا اس دعوت کا آغاز کیا اور جان کی بازی لگا دی خطرات میں اپنے آپ کو ڈال دیا اور باطل سے ٹکرا گئے ایک موقع پر جب چچا نے شکوہ کیا اور کام کو موقوف کرنے کی بات کی تو فرمایا چچا! اگر وہ میرے ایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے ہاتھ میں سورج رکھ دیں تب بھی میں اپنے مشن سے باز نہ آؤں گا، تیئیس ٢٣ سال میں آپ ﷺ نے وہ انقلاب برپا کیا کہ بقول مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ اختلاف استعداد کے باوجود ایک چیز ہزاروں، لاکھوں افراد میں نمایاں ہو کر سامنے آئی وہ ایک بجلی تھی جو سب میں کوند رہی تھی......ایک روح تھی جو سب میں تڑپ رہی تھی......وہ بادشاہ ہو یا گدا......امیر ہو یا غریب......حاکم ہو یا محکوم......قاضی ہو یا گواہ......افسر ہو یا سپاہی......استاد ہو یا شاگرد......عابد و زاہد ہو یا کاروباری......غازی ہو یا شہید......توحید کا نور......اخلاص کی روح......قربانی کا ولولہ......خلق کی ہدایت و راہ نمائی کا جذبہ بالآخر ہر کام میں خدا کی رضا جوئی کا جوش ہر ایک کے اندر کام کر رہا تھا، وہ جو کچھ بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں اور جو کچھ بھی کر رہے ہوں یہ فیضان حق سب میں یکساں اور برابر تھا۔

گرامیٔ قدر حاضرین......! آج وہ ہدایت ربّانی اور دعوت آسمانی موجود ہے......لیکن پھر بھی ایک بھائی دوسرے بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے......ایک انسان دوسرے انسان کا گھر اور دوکان جلا رہا ہے اور لوٹ رہا ہے......ایک دوسرے کی آبرو پامال کر رہا ہے......ہر طرف ظلم وستم خود غرضی اور زر پرستی کا بازار گرم ہے۔

سامعین گرامی!……اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے خدا فراموشی اور خود فراموشی کو اپنے اوپر مسلط کر لیا ہے ورنہ سیرت کے جلسے بہت ہو رہے ہیں، عید میلاد النبی ﷺ کے لئے بڑے بڑے جلوس نکل رہے ہیں، بارگاہ رسالت میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی جا رہی ہے، لیکن وہ فضا اور ماحول نہیں بن رہے ہیں جو صحابہ کے دور میں تھا۔

چنانچہ وہ ماحول اور فضا اگر آپ پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے سرور کائنات ﷺ کی تعلیمات کی طرف رجوع ضروری ہے اسی میں ہمارا علاج ہے۔ شاعر کہتا ہے……!

مؤمن جو فدا نقشِ قدم پاکِ نبی ہو
ہو زیر قدم آج بھی عالم کا خزینہ
گر سنتِ نبوی کا کرے پیروی امت
طوفان سے نکل جائے گا پھر اس کا سفینہ

وما علینا الا البلاغ المبین

تک یاد کرتی ہے۔

آج لوگ حاتم طائی سے محبت رکھتے ہیں اس کی جود و سخا کی وجہ سے...... نوشیرواں سے محبت رکھتے ہیں اس کے عدل و انصاف کی وجہ سے...... رستم اور اسفندیار کا تذکرہ بڑے فخر سے کرتے ہیں ان کی شجاعت اور مردانگی کی وجہ سے...... سقراط و افلاطون کا نام پیار سے لیتے ہیں ان کے علم و حکمت کی وجہ سے...... فردوسی اور سعدی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت رکھتے ہیں ان کی قوتِ گویائی کی وجہ سے...... سحبان سے محبت رکھتے ہیں اس کی خطابت اور طلاقتِ لسانی کی وجہ سے...... لبید اور متنبی کا تذکرہ کرتے ہیں ان کی فصاحت و بلاغت کی وجہ سے...... تو میں اس ذات اقدس ﷺ کی سیرت کیوں بیان نہ کروں جو تمام کمالات کا مجموعہ تھی پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان لوگوں میں جو کمال پایا جاتا تھا وہ ناقص تھا اور میرے پیغمبر ﷺ کا ہر کمال کامل تھا۔

سامعین محترم......! میں حاتم طائی کی سخاوت کو مانتا ہوں...... مگر حاتم کی سخاوت کا اس ذات اقدس ﷺ کی سخاوت کے ساتھ کیا مقابلہ جس نے دوست کو بھی فائدہ پہنچایا اور دشمن کو بھی...... جس نے ظاہر کو بھی مالا مال کیا اور باطن کو بھی...... میں نوشیرواں کے عدل و انصاف کو تسلیم کرتا ہوں...... مگر نوشیرواں کے عدل و انصاف کو اس رسول ہاشمی ﷺ کے عدل سے کیا نسبت جس نے عرب کے انتقامی اور ظالمانہ ماحول میں عدل و انصاف کے میٹھے چشمے جاری کر دیئے۔ اور جس نے اعلان کیا اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرے تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اور جس نے بدلہ لینے کے لئے اپنی کرامت کے عام آدمی کے سامنے ننگی کر دی...... میں رستم اور اسفندیار کی شجاعت کو تسلیم کرتا ہوں...... مگر اس عظیم بہادر کے کیا کہنے! جس نے بغیر لشکر اور بغیر ہتھیاروں اور مال و دولت کے سالہا سال تک عرب کے وحشی درندوں کا تن تنہا مقابلہ کیا...... میں سقراط و افلاطون کے علم و حکمت سے انکار نہیں کرتا...... مگر اس باب العلم والحکمت کے کیا کہے جس کے فیضان علم سے سقراط اور

سیرت النبی ﷺ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''إنما بُعِثتُ مُعَلِّمًا''. (أو کما قال علیہ السلام)

کس نے ذرّوں کو اُٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا وہ حسن کائنات
پھر کسی نے اسے عالم آشکارا کر دیا

قابل صد احترام جناب صدرِ محفل و معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج اس بزمِ سعید میں میرا موضوعِ سخن ''آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ'' کے عنوان سے معنون ہے ۔

سامعین گرامی......! ویسے تو سیرت کے معنی لغت میں کسی کی کارکردگی یا کارناموں کا احاطہ کرنے کے آتے ہیں لیکن آج تک کوئی مصنف......کوئی محدث ......کوئی محقق......کوئی مدقق......کوئی مفسر......کوئی مفکر......کوئی مدبر......کوئی مؤرخ......اور کوئی مقرر ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے آنحضرت ﷺ کی پوری سیرت کا احاطہ کیا ہو۔ چنانچہ میں وقت کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے سیرت کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالوں گا۔

گرامی قدر حاضرین......! جب میں تاریخ کا مطالعہ کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ مؤرخین نے ایسی بڑی بڑی شخصیتوں کے تذکرے قلمبند کئے ہیں جنہیں دنیا آج

افلاطون جیسے سینکڑوں ارباب علم وحکمت پیدا ہو گئے...... مجھے سحبان کی قوتِ خطابت سے انکار نہیں...... مگر اس عظیم خطیب کے کیا کہنے! جس کی تاثیر خطابت سے پتھر بول پڑے اور سنگدل انسانوں کی زندگیوں کی کایا پلٹ گئی...... پھر بات صرف اتنی نہیں کہ صرف یہی کمالات ہمارے پیغمبر ﷺ میں پائے جاتے ہیں بلکہ ہمارا تو دعویٰ ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام کو جو کمالات فرداً فرداً عطا کئے گئے...... وہ سارے کمالات رب کائنات نے بیک وقت حضور ﷺ میں جمع کر دیئے تھے۔ قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
تیرا کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

اور ایک شاعر کہتا ہے!

حسنِ یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

دعا ہے...... اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ﷺ کی سیرت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں...... آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

طوفان ہے …… مادیت کا سیلاب ہے …… یورپی اقوام کا اتحاد ہے …… ایمانی افکار و نظریات پر حملے ہیں …… فرقہ واریت کے زہریلے ناگ ہیں …… لسانی، قومی اور وطنی تعصبات کی آگ ہے …… ایک ایسے معاشرہ میں جس میں …… نوجوان نسل کی دین سے بعد المشرکین کی دوری ہے …… مذہبی روایات سے بغاوت ہے …… مسلمان مذہب کے نام پر بٹ چکے ہیں …… دین کے نام پر فرقہ بندیاں ہو رہی ہیں …… اسلام کے حسین چہرے کو مسخ کرنے کی ہر ممکن کوشش کو بروئے کار لایا جا رہا ہے …… اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا جا رہا ہے …… اسلامی قوانین کو پامال کیا جا رہا ہے …… زبان کے بنیاد پر تقسیم ہو رہی ہے …… علاقائیت کے نام پر گروہ بندیاں ہو رہی ہیں …… قوموں کے نام پر جماعتیں بن رہی ہیں …… قتل و غارت گری عام ہے …… رقص و سرور کی محفلیں ہر گام ہیں …… تو اس نازک صورتحال میں معاشرہ کے ہر ہر فرد کو عموماً اور علماء و فضلاء …… ارباب مدارس و ائمہ مساجد …… زعمائے ریاست و رفقائے سیاست کو خصوصاً …… معاشرہ کے نقائص و بیماریوں کو تلاش کر کے ان کی اصلاح کے لئے انفرادی و اجتماعی طور پر جد و جہد میں ہر ممکن صلاح و کوشش کو بروئے کار لانا چاہئے۔

لیکن میرے بھائیو …… ! یہ کیسے ممکن ہو؟ اس معاشرہ کی اصلاح کیونکر ہو سکتی ہے؟ آیئے! ذرا قرآن سے پوچھتے ہیں، اے قرآن! ذرا بتانا …… وہ اسباب و ذرائع و وسائل کیا ہیں جن کے ذریعے معاشرہ کی اصلاح ہو سکے؟ زبان وحی یوں گویا ہوتی ہے ''فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ '' ارے ارباب عقل و دانش! کہاں بھٹکتے پھر رہے ہو؟ دیکھو! قرآن ہماری رہنمائی کر رہا ہے'' لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ '' اصلاح معاشرہ کی کلید و چابی مل گئی ہے …… قرآن کہتا ہے! تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو دین میں اور علم میں ایسا رسوخ اور کمال پیدا کرے کہ دین کی کلیات و جزئیات اس کے نوک زباں ہوں تا کہ معاشرہ کے بگاڑ کی وجہ اور فتنہ و فساد کے سبب کو ناقص اور محدود عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کی بجائے کامل

واکمل دین محمدی ﷺ کی کسوٹی پر پرکھنے کی اہلیت پیدا ہو...... قرآن وسنت کی روشنی میں مسائل ونقائص کا حل نکالنے کی صلاحیت پیدا ہو...... عدل وانصاف کی بنیاد پر مساوات واخوت کے نفاذ کی استطاعت پیدا ہو۔

سامعین محترم! آیئے! ذرا آگے بڑھیں! اے قرآن ہماری مزید رہنمائی کیجئے! قرآن کہتا ہے ''وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ '' تفقہ فی الدین کے بعد ''انذار'' کا مرحلہ ہے...... ترغیب وترہیب کا مرحلہ ہے...... یعنی اللہ کی سرزمین پر اللہ کے نظام کو نافذ کرنے کا درس دیا جائے...... اسلامی نظام کو رائج کرنے کی سعی کی جائے...... قرآن وسنت کو عام کرنے کی کوشش کی جائے ...... عدل وانصاف اور مساوات واخوت کو فروغ دیا جائے...... اور معاشرہ سے ہر قسم کی خرافات، ہزلیات، اغلوطات، رقص وسرور، عیاری وفحاشی، سود وجعلسازی اور بے حیائی کا قلع قمع کرنے کے لئے کمربستہ ہوا جائے ''لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ '' تبھی معاشرہ کی اصلاح ممکن ہے۔

سامعین مکرم...... ! اگر آپ اصلاح معاشرہ کے خواہاں ہیں...... اور ایک ایسے معاشرہ کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں جس میں گلشنِ اسلام سدا بہار ہو...... علم وفضل کا بھرمار ہو...... صلاح وتقویٰ کا پرچار ہو...... زہد وقناعت کا انبار ہو...... عدل و انصاف کا سرکار ہو...... امن وامان کا بہار ہو...... حلال تجارت ومعیشت کا پھوار ہو ...... ہمت وشجاعت بروئے کار ہوں ...... ہر سو ایمانی افکار ہوں ...... فرقہ بندی وعصبیت عار ہوں ...... دشمنان اسلام ذلیل وخوار ہوں...... دلوں میں اسلام کی عظمت وہیبت برقرار ہوں...... بھٹکی ہوئی انسانیت کے بنجر دل ''اللہ، اللہ'' کی ضربوں سے سرشار ہوں۔

تو میرے دوستو...... ! ہمیں قرآن وسنت کو مشعلِ راہ بنانا ہوگا...... ہمیں اسلام کے دامن سے چمٹنا ہوگا...... اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا ہوگا...... حبِّ خدا وعشق رسول ﷺ میں ڈوبنا ہوگا...... اسی میں ہی اصلاحِ معاشرہ اور اسلامی معاشرہ کے قیام کا راز مضمر ہے۔

اصلاحِ معاشرہ

نحمدہ ونصلّی ونسلّم علی رسولہ الکریم امّابعد! فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَ اَہۡلِیۡکُمۡ نَارًا''

وقال النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم: ''من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلك اضعف الایمان''

(صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم)

اٹھ از سرِ نو دہر کے حالات بدل ڈال
تدبیر سے تقدیر کے دن رات بدل ڈال
آقائی و خدمت کے خطابات بدل ڈال
کیا ظلم ہے مسلمان ہو مسلمان کا دشمن
اربابِ ہوس کار کی عادات بدل ڈال

محترم اساتذۂ کرام اور گلشنِ انور کے چہکتے مہکتے بلبلو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کے اس محفلِ سعید میں جس عنوان کو موضوعِ سخن بنا کر حاضر ہوا ہوں وہ ''اصلاحِ معاشرہ'' کے عنوان سے معنون ہے۔

سامعین محترم......! آج کے اس پرفتن و پرآشوب دور میں جب کہ امت مسلمہ پر ہر طرف سے یلغار ہے......لادینیت کا پرچار ہے...... عیسائیت اور یہودیت برسرپیکار ہے...... میڈیاں کی تباہ کاریاں برسرِ بازار ہے...... مغربیت کا

بس اس دعوتِ فکر کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کروں گا!

قرآن گھر میں ہے مگر ہم پڑھتے نہیں
ہم دل میں ذرا بھی اللہ کا خوف رکھتے نہیں

زلزلوں کی چیخوں سے اٹھ جاتے ہیں فوراً
ہم سن کے اذان کبھی اٹھتے نہیں

آتی ہے مصیبت تو خدا یاد آتا ہے
ورنہ کبھی سجدے میں سر جھکتا نہیں

کانوں میں اذان کی بھلا کیسے آئے آواز
بند کبھی ٹی وی کو کرتے نہیں

صورت سے تو انسان نظر آتے ہیں ہم
سیرت سے تو مسلمان مگر لگتے نہیں

وما علینا الا البلاغ المبین

وقت کی اہمیت

نحمدہ ونصلّی ونسلّم علی رسولہ الکریم امّابعد! فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''وَالۡعَصۡرِ ① اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ②''

وقال النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم : ''من استطاعَ اَنۡ یّعملَ خیراً فاتٍّ غیرُ مکرّرٍ علیکم أبداً'' (او کما قال صلّی اللہ علیہ وسلّم)

چہل سال عمرِ عزیزت گذشت
مزاجِ تو از حالِ طفلے نہ گشت
ہمہ با ہوا و ہوس ساختی
دمے با مصالح نہ پرداختی
مکن تکیہ بر عمرِ ناپائیدار
مباش ایمن از بازیٔ روزگار

محترم اساتذہ کرام اور بزمِ انور کے ہم مکتب ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے اس محفلِ سعید کی وساطت سے ''وقت کی اہمیت'' کے موضوع چند معروضات پیش کرنے کی جسارت کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین محترم!......اس کائنات کے ہر نظام کو اللہ جل شانہ نے وقت کے ساتھ جوڑ رکھا ہے......آسمان اور زمین، چرند اور پرند، جمادات اور نباتات، شجر وحجر اور بحر ونہر کی تخلیق بھی وقت کے ساتھ وجود پذیر ہوا ہے......جس پر شاہد ''خَلَقَ

"السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ" کی آیتِ بے غبار ہے...... حضرتِ انسان کی قیمتی زندگی بھی وقت کا مستعار ہے...... جس پر گواہ "اِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ" کی آیتِ آبدار ہے...... وقت کا لحاظ رکھنے والا شخص ہر قوم وملت میں صاحبِ معیار ہے...... اسلامی احکامات بھی وقت سے پیوستہ کار ہے...... چاہے نماز ہو یا روزہ، چاہے زکوٰۃ ہو یا حج سب میں وقت کا اعتبار ہے...... بلکہ میں تو ایک قدم آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ بے وقت جملہ عبادات ومعاملات بھی بیکار ہے۔

ہاں، ہاں! یہ وہی وقت ہے جسے اہلِ دانش نے "الوقت ذَھَبٌ" قرار دیا ہے...... یہ وہی وقت ہے جسے باشعور انسانوں نے "الوقت حیوٰۃٌ" فرمایا ہے...... یہ وہی وقت ہے جسے صوفیاءِ کرام نے "الوقتُ سیفٌ قاطعٌ" کہہ کر وقت کو دودھاری تلوار قرار دیا ہے...... جی ہاں! وقت وہ سرمایہ گرانمایہ ہے جو قدرت کی جانب سے ہر انسان کو یکساں مہیا ہیں...... جو انسان وقت کو معقول اور مناسب موقع پر کام میں لاتے ہیں، ان کو جسمانی اور روحانی مسرت نصیب ہوتی ہے...... اور اسی وقت کی صحیح استعمال سے ایک گنوار شخص مہذب اور ایک مہذب فرشتہ صفت بن جاتا ہے...... اور اسی کی برکت سے جاہل، عالم...... مفلس، تونگر...... نادان، دانا بن جاتے ہیں۔

معزز حاضرین! ...... وقت وہ عظیم نعمت ہے جس کی قدر وقیمت اور اہمیت کو بتلانے اور جتلانے کے لئے اللہ جل شانہ نے اپنی کلام مقدس میں کئی مقامات پر "وقت" کی قسمیں کھائی ہیں...... کہیں "والفجر" کہیں "والضحیٰ" کہیں "واللیل" اور کہیں "والعصر" فرمایا ہے...... اور نبی کریم ﷺ نے "اغتنم خمساً قبل خمسٍ، حیاتک قبل موتک، وصحتک قبل سقمک، وفراغک قبل شغلک، وشبابک قبل ھرمک، وغناک قبل فقرک" ارشاد فرمایا ہے...... کہ پانچ کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو! موت سے پہلے زندگی کو...... بیماری سے پہلے تندرستی کو...... مشغولیت سے پہلے فراغت کی گھڑی کو...... بڑھاپے سے پہلے جوانی

بڑھاپے سے پہلے جوانی کو...... اور فقیری سے پہلے مالداری کو...... اور ایک جگہ ارشاد فرمایا: کہ ہر روز صبح کو جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس وقت دن یہ اعلان کرتا ہے ''من استطاع اَنْ یَعملَ خیر اَفانی غیز مکرَّر علیکم اَبداً'' آج اگر کوئی بھلائی کرسکتا ہے تو کرلے آج کے بعد میں پھر کبھی نہیں لوٹوں گا۔

سامعین مکرم !...... وقت، افراد اور قوموں کا سرمایہ ہے...... جو فرد اور قوم اس سرمایہ کو ٹھیک استعمال کرتی ہے وہی قوم ترقی کے بامِ عروج پر پہنچ جاتی ہے...... اور جو قوم ضیاعِ وقت کی آفت کا شکار ہو جاتی ہے ایسی قوم زوال اور پستی کا مستحق بن جاتی ہے...... چنانچہ مسلمان قوم جو ایک درخشاں تاریخ رکھتی ہے...... جس کی جاہ وجلال اور عظمت وسطوت کے پرچم سرنگوں ہوئے کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا، وقت کی قدر اس کے مذہبی فرائض میں داخل ہے...... وقت کی پاسداری کرنا اس کی تاریخی خصوصیت میں شامل ہے...... جس کی بدولت وہ صدیوں تک پوری دنیا میں چھائی رہی علم وحکمت کے میدانوں میں ترقی کے زینے چڑھتی رہی...... عالم ہو یا متعلم، بادشاہ ہو یا گدا، حکمران ہو یا رعایا سب کے سب اسی کے بل پر کامیابی، کامرانی اور خوشحالی کے راہ پر گامزن رہی۔

لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج مسلمانوں کے یہاں سب سے ارزاں شئے وقت ہے...... جس کی نہ اہمیت ہے اور نہ ہی کوئی وقعت ہے...... ان میں سے بیشتر ٹائم پاس کرنے میں مست ہیں...... کبھی میراتھن ریس ہے تو کبھی بسنت ہے...... کہیں فلم بینی تو کہیں موسیقی کی سماعت ہے...... کبھی کرکٹ پر تو کبھی فٹبال کے نام پر ٹائم ضائع کرنے کی عادت ہے...... کہیں اپریل فول بنانے کی تو کہیں میسج بازی کی شرارت ہے...... کبھی ہڑتالوں کی شکل میں تو کبھی جلوسوں کی صورت میں ضیاعِ وقت ہے۔

بزمِ انور کے جیالو !...... یہ ہمارے لئے مقامِ عبرت ہے...... اب بھی نہ

سنبھلیں گے تو ہلاکت ہے...... یہی خدا کا دستور اور سنت ہے...... قرآن وحدیث کی یہی نصیحت ہے...... بس آخر میں میرے اشعار آپ سے مخاطب ہے......!

اے زاہد! منزل سے ہٹو گے تو مٹ جاؤ گے
وقت کے دھارے میں رہ ورنہ پھسل جاؤ گے

اگر تو مسلم ہے، تو وقت کے سانچے میں ڈھلنا سیکھ
ضیاع وقت کی مرض سے تم بھنور میں پھنس جاؤ گے

تیرے آباء درخشندہ ستارے تھے ان کے راہ چل
پھر سے انشاء اللہ تم ہر گرداب سے نکل جاؤ گے

وما علینا الا البلاغ المبین

جہاد اور اس کے فوائد

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

’’یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى الْقِتَالِ ‘‘ (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ’’اَلْجِهَادُ مُخْتَصَرُ طَرِیْقٍ اِلَی الْجَنَّةِ‘‘

(او کما قال علیہ السلام)

ہر سمت مچلتی کرنوں نے افسونِ شب غم توڑ دیا
اب جاگ اٹھے ہیں دیوانے دنیا کو جگا کر دم لیں گے
ہم ایک خدا کے قائل ہیں پندار کے ہر بت توڑیں گے
ہم حق کے نشان ہیں دنیا میں باطل کو مٹا کر دم لیں گے

محترم اساتذۂ کرام اور گلشن انور کے غیور مجاہد ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے ’’فرضیت جہاد‘‘ کے موضوع پر چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین گرامی......! جہاد کے بارے میں ایک مسلمان کا کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟ آپ اسے اچھی طرح سے سمجھ لیجئے...... یاد کر لیجئے...... دل میں اتار لیجئے...... اور مسلمانوں کے بچے بچے کو یاد کرا دیجئے۔

جہاد فی سبیل اللہ اسلام کے قطعی فرائض میں سے ایک فریضہ ہے۔ چنانچہ اس فرض کا منکر اسی طرح کافر ہے جس طرح نماز کا منکر کافر ہے...... جہاد کے فرض عین ہونے کے بعد اسے بلا عذر چھوڑنا گناہ ہے...... اور اس میں فضول بحث کرنا گمراہی ہے۔

سامعین مکرم......! جہاد کے فرضیت پر قرآن کریم کی ایک دو نہیں، بلکہ

بے شمار آیتیں روز روشن کی طرح واضح ہیں۔

آیئے ذرا قرآن سے پوچھتے ہیں اے قرآن! ذرا تم بتانا میرے رب نے جہاد کے بارے میں کیا اعلان کیا ہے؟ تو قرآن پکار اٹھتا ہے۔ ”كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (۲۱۶)“

اور کبھی اعلان کرتا ہے ”وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ“ اور تم قتال کرتے رہو اللہ کے راستے میں حتی کہ فتنے ختم ہو جائیں اور دین پورا کا پورا اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہ جائے۔

اور کبھی رب المجاہدین امام المجاہدین کو حکم دیتا ہے ”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ ۚ“ اے نبی ﷺ! آپ مومنین کو جہاد کے لئے تیار کیجئے؟ ......اور کبھی اعلان کرتا ہے ”فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً ۚ“

حاضرین محترم......! اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی عزت و مال و جان کو جہاد کے عمل کے ساتھ مقید کر دیا ہے اور ترک جہاد پر دردناک عذاب اور ذلت کے مسلّط کر دیئے جانے کی وعید سنائی ہے۔

میرے سر بکف مجاہد ساتھیو! جہاد ہی وہ نعمت عظمیٰ ہے جس کے ذریعے اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ ہوتا ہے......اور کفر کا فساد ختم ہو جاتا ہے......اگر جہاد نہیں ہوگا تو پوری زمین فساد کے شکنجے میں آ جائے گی......اور عبادت گاہیں مسمار کر دی جائیں گی۔

اے مسلمانو...! اٹھو......ارے پیغمبر کے جیالو! اٹھو......تمہارے ترک جہاد کی وجہ سے آج میری بابری مسجد کو ہندو بنیوں نے شہید کر دیا ہے......ارے محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے سپوتو! اٹھو......اپنی ماں بہنوں کی عصمت کی حفاظت کے لئے پہنچو...... ارے صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے نام لیواؤ! اٹھو......اور قبلہ اوّل بیت المقدس کو کلیسا میں تبدیل کرنے کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دو۔

لیکن سن لو!...... ارے مسلمانوں سن لو...... یہ کام جہاد کے بغیر ناممکن ہے۔

حاضرین مجلس......! جہاد ہی میں مسلمانوں کی قوت اور شوکت اور دبدبہ ہے...... اور جہاد ہی میں مسلمانوں کی وحدت اور اجتماعیت کا راز پنہاں ہے...... میدان جہاد اگرچہ موت کا میدان ہے مگر مسلمانوں کو اسی میدان میں زندگی ملتی ہے...... جہاد اگرچہ ایک مشکل عمل ہے مگر امت مسلمہ کو اسی عمل کی بدولت مشکلات سے نجات ملتا ہے...... جہاد اگرچہ گھر بار چھوڑ کر جان دینے کے لئے نکل جانے کا نام ہے مگر مسلمانوں کو اسی عمل کے ذریعے سے ''تمکین فی الارض'' اور ''خلافت فی الارض'' کی نعمتیں ملتی ہیں۔

مسلمانو!...... ارے مسلمانو! کب تک غفلت کی نیند میں پڑے رہو گے...... بیدار ہو جاؤ......؟ اس سے پہلے کہ دنیا کی گرفت تم پر مضبوط ہو جائے خود کو اس کی قید سے چھڑا لو...... اور توفیق اور سعادت مندی کا راستہ جہاد فی سبیل اللہ کو اختیار کر لو......؟ تمہیں میرے اشعار جگاتے ہیں!

پہنچا نہیں ہے کیا تمہیں پیغام جاہدو
یہ وقت ہے کہ دین کی حرمت پہ کٹ مرو

ناموس مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت ہے لازمی
پروانہ وار شمع رسالت پہ کٹ مرو

شمشیر خار دار کے قبضہ کو چوم کر
اسلام کی صداقت و عزت پہ کٹ مرو

بیکار زندگی ہے، جو ایثار بھی نہ ہو
مرد جری کے ہاتھ میں تلوار بھی نہ ہو

وما علینا الا البلاغ المبین

شوقِ شہادت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ ﴿۱۶۹﴾''

وقال النبی ﷺ ''اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ''

(او کما قال صلی اللہ علیہ وسلّم)

یوں بھی عبادت ہوتی ہے، ہم یوں ہی عبادت کرتے ہیں
اسلام کے گلشن کی ہم جان دے کر حفاظت کرتے ہیں

جینے کا ہمیں کوئی شوق نہیں، مرنے کی ہمیں کوئی فکر نہیں
وہ مر کے بھی زندہ رہتے ہیں جو دین کی حفاظت کرتے ہیں

میرے قابل قدر اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب و ہمسفر ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے ''صحابہ کے شوقِ شہادت'' کے موضوع پر لب کشائی کرنے کی جسارت کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین گرامی!...... جب میری نگاہ تاریخ کے اوراق پر پڑتی ہے تو مجھے ہر جگہ شہداء کا خون بہتا ہوا نظر آتا ہے...... اور تاریخی اوراق شہداء کے خون سے رنگین اور لبریز نظر آتے ہیں۔ آیئے......! صحابہ کے شوقِ شہادت کو دیکھنے سے پہلے صحابہ کے سردار اور رہبر کو دیکھتے ہیں امام الانبیاء، سرتاج المرسلین کی تمنا کیا ہے......؟ میرے مدنی آقا تڑپ کر فرماتے ہیں ''لَوَدِدْتُ اَنِّیْ اُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللہ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ

ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ "

سامعین محترم......! صحابہ میں شہادت کی تڑپ تھی، شہادت کا جذبہ تھا...... اگر صحابہ میں شوق شہادت نہ ہوتا تو بدر میں چودہ صحابہ شہید نہ ہوتے...... اگر صحابہ میں شوق شہادت نہ ہوتا تو احد میں ستر صحابہ شہید نہ ہوتے...... جس میں آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے...... اگر صحابہ میں شوق شہادت نہ ہوتا تو خندق میں چھ صحابہ شہید نہ ہوتے...... بیر معونہ میں سڑسٹھ (٦٧) شہید نہ ہوتے۔

مجھے کہنے دیجیے! اگر صحابہ میں شوق شہادت نہ ہوتا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اٹھائیس (٢٨) ہزار صحابہ اپنی جانوں کے نذرانے پیش نہ کرتے...... فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں چودہ (١٤) ہزار صحابہ شہید نہ ہوتے...... عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں سولہ (١٦) ہزار صحابہ شہید نہ ہوتے۔

ارے میں تو کہتا ہوں! اگر صحابہ میں شوق شہادت نہ ہوتا تو گھروں میں بیٹھ جاتے، اپنے بیوی بچوں میں بیٹھ جاتے...... ارے کس کو اپنے گھر کے نرم گداز بستر پر سونا پسند نہیں؟ لیکن سن لو......! جب میرے نبی کے یاروں نے نبی کا کلمہ پڑھ لیا تو انہیں گھروں میں بیٹھنا پسند نہیں آیا بلکہ میدانِ کارزار میں تلواروں کے سائے میں چلنا پسند آیا...... ارے یہ تو وہ صحابہ ہیں جنہوں نے نبی کی آبرو کی خاطر...... اللہ کے دین کی عظمت کی خاطر...... اور اللہ تعالیٰ کے پورے دین کو پوری دنیا میں پھیلانے کی خاطر...... اپنی بیویوں کو بیوا کروا دیا...... اپنی اولاد کو یتیم کروایا...... گھروں سے بے گھر ہو کر وطن سے بے وطن ہو کر پوری دنیا میں اسلامی پرچم لہرا دیا۔

اب آیئے......؟ ذرا اس صحابی رضی اللہ عنہ کی تڑپ کو دیکھتے ہیں جنہوں نے اپنے خون سے تاریخ اسلام کو رنگین قباء پہنائی اور اپنے سرمایہ زندگی سے گلشن اسلام کی آبیاری کی وہ کون تھا......؟ وہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے جو یہ دعا کرتے تھے "اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ "

اگر صحابہ کے شوق شہادت کو دیکھنا ہے تو آیئے! ذرا احد کے پہاڑ سے پوچھتے

ہیں اے احد! ذرا تو بتانا میرے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ تیرے سینے میں کس جذبہ اور شوق سے آیا تھا؟ تو احد کا پہاڑ بانگ دہل جواب دیتا ہے...... اے رفیق! کیا تجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا تمنا کرتے ہوئے یہ دعا کر رہے تھے...... اے اللہ! کل دشمن سے مقابلہ ہے...... اے رب کعبہ...... ! کل میرے مقابلے میں ایک بہادر شخص آئے میں اس پر وار کروں وہ مجھ پر وار کرے پھر میں اس پر وار کروں وہ مجھ پر وار کرے یہاں تک کہ میرے ہاتھ، ناک، کان کاٹ دیئے جائیں...... کل تیرے دربار میں حاضری ہو اور تو سوال کرے اے عبداللہ! یہ ناک، کان کہاں کٹوائے؟ تو میں جواب دوں اے اللہ! تیرے دین کی خاطر...... اور تو کہے ''صَدَقْتَ یَاعَبْدَاللہ''

میرے غیور مسلمانو......! جذبہ شہادت کو دیکھنا ہے تو حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو دیکھئے؟ جب دشمن کی تیر ان کے سینے میں پیوست ہوتی ہے تو جام شہادت نوش فرماتے وقت کہتے ہیں ''فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ. فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ'' اللہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا اللہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔

ایسا کیوں نہ ہو شاعر کہتا ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مؤمن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

وما علینا الا البلاغ المبین

حضور ﷺ سے مسلمانوں کی محبت

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

”اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَاَزۡوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمۡ ؕ“

(صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ”لَا یُؤۡمِنُ اَحَدُکُمۡ حَتّٰی اَکُوۡنَ اَحَبَّ اِلَیۡہِ مِنۡ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ“ (او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم)

جس کے دل میں عشق محبوبِ خدا حاصل نہیں
لاکھ مؤمن ہو مگر ایمان میں وہ کامل نہیں

محترم اساتذۂ کرام اور میرے قابل قدر طلباء ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے ”حضور ﷺ سے مسلمانوں کی محبت“ کے موضوع پر لب کشائی کرنے کی جسارت کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین محترم......! اللہ کی عبادت کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت وعظمت دل ودماغ میں پیوست ہو...... اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی محبت وعقیدت کے بغیر عبادت کرتا ہے تو وہ معتبر نہیں ہے...... اسی طرح حضور ﷺ کی اطاعت کے لئے ضروری ہے کہ حضور ﷺ سے محبت وعقیدت ہو...... حضور ﷺ سے محبت کے بغیر نہ اطاعت رسول کا کوئی اعتبار ہے...... اور نہ سنت نبویہ پر چلنے کا کوئی فائدہ ہے...... اور نہ ہی ایمان کامل ہو سکتا ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا......!

محمد کی غلامی دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اگر اس میں ہو کچھ خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

چنانچہ قرآن کریم نے اِس حقیقت کو واضح کیا ہے ''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ'' کہ نبی کی ذات مسلمانوں کے ہاں مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ اور مسلمانوں کو اپنی جانوں سے زیادہ ذاتِ نبی سے لگاؤ اور محبت ہونی چاہئے...... اور حضور ﷺ کی حدیث ''لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ'' سے بھی واضح ہوجاتا ہے کہ والدین اور اولاد اور اپنی جانوں اور تمام انسانوں سے زیادہ محبت حضور ﷺ سے ہونا تکمیلِ ایمان کے لئے ضروری ہے، اس حدیث کی تائید حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ! آپ مجھے اپنے والدین اور اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب اور پیارے ہیں مگر اپنی جان سے پیارے کس طرح ہوں گے؟ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا اگر میں تمہارے نزدیک تمہاری اپنی جان سے زیادہ پیارا نہ بن جاؤں تو تمہارا ایمان کامل نہیں ہوسکتا جب یہ بات سنی تو کچھ دیر تامل کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی پیارے ہوگئے...... سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا ''اَلْآنَ یَا عُمَرُ'' اے عمر اب تیرا ایمان کامل و مکمل ہوگیا۔

سامعین مکرم......! مسلمانوں کو حضور ﷺ سے محبت کیوں نہ ہو اس لئے کہ محبت کے تین اسباب ہوا کرتے ہیں (۱) جمال (۲) کمال (۳) نوال۔

چنانچہ یہ تینوں اسباب میرے محبوب ﷺ میں علیٰ سبیل الکمال موجود تھے۔ رہی بات سرکار دوعالم کے جمال کی...... حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے جمال کو کماحقہ تعبیر کر دینا ناممکن ہے...... نورِ مجسم ﷺ کی تصویر کشی قابو سے باہر ہے...... چنانچہ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا پورا جمال ظاہر نہیں کیا گیا ورنہ انسان آپ ﷺ کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے بس میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کے شعر پر اکتفا

روں گا وہ فرماتے ہیں۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِىْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خلقت مبرءً من كل عيب
كأنك قد خلقت كما تشاء

نہیں دیکھا میری آنکھوں نے تجھ جیسا حسیں کوئی
نہیں ماں جن سکی دنیا میں تجھ سا مہ جبیں کوئی
مبرّا تجھ کو عیبوں سے جہاں میں سب کیا پیدا
بنایا تجھ کو ویسا ہی کہ چاہا تو نے خود جیسا

اور رہی بات دوسرے سبب کمال کی تو بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں۔

جہاں کے سارے کمالات اک تجھ میں ہیں
تیرا کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

ایک اور عاشقِ رسول نے کہا!

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اور اب رہ گیا تیسرا سبب نوال یعنی سخاوت وعطایا...... سو ان کا بیان بھی ممکن نہیں بس ایک شاعر کے شعر پر اکتفا کروں گا۔

مَاقَالَ لَا. قَطُّ اِلَّا فِيْ تَشَهُّدِهٖ
لَوْ لَا التَّشَهُّدُ لَكَانَ لَاؤُهٗ نَعَمِ

حاضرین گرامی......! جب یہ تینوں اسباب میرے نبی کے اندر کامل طور پر پائے جاتے ہیں تو اس کا تقاضا ہے کہ ان سے محبت بھی کامل ہونی چاہیے۔ کسی نے کیا

خوب کہا......!

اے دل! اگر ہے تجھ کو محبت رسول کی
شیوہ بنا اپنا اطاعت رسول کی
وہ سر کٹے نہ جس میں ہو سودا رسول کا
وہ دل مٹے نہ جس میں ہو عزت رسول کی

......اور......

بتلا دو گستاخ نبی کو غیرت مسلم زندہ ہے
میرے نبی سے میرا رشتہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

وما علینا الا البلاغ المبین

فضیلتِ علم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

''يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ''

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ''مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ'' (او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم)

سبب کیا ہے؟ تو اس کو خود سمجھتا ہے
زوالِ بندۂ مؤمن کا، بے زری سے نہیں
جہاں میں جوہر اگر کوئی آشکارا ہوا
قلندری سے ہوا ہے، تونگری سے نہیں

محترم اساتذۂ کرام اور میرے ہم مشن طلباء ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے ''فضیلت علم'' کے موضوع پر چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین گرامی......! علم کا معنی آتا ہے جاننے کے چنانچہ علماء اور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر بالغ مسلمان مرد اور عورت پر اتنا علم حاصل کرنا ضروری ہے جس کے ذریعے سے وہ اپنے چوبیس گھنٹے کی زندگی شریعت کے احکام کے مطابق گزار سکے اور حلال اور حرام پاکی اور ناپاکی میں تمیز اور فرق کر سکے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے ''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ'' علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

سامعین محترم......! علم ہی وہ چیز ہے جس کے ذریعے انسان اور حیوان میں

تمیز کیا جاتا ہے...... اور علم ہی وہ نعمت ہے جس کی بدولت آدم علیہ السلام مسجود ملائک بنتے ہیں...... ہاں، ہاں علم ہی وہ کیمیائے سعادت ہے جو مخلوق کو خالق سے اور عبد کو معبود سے قریب تر کرتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے "قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝" یعنی جاننے والا اور نہ جاننے والے دونوں کبھی بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ حدیث میں آتا ہے جب کوئی آدمی علم کے راستے کو اختیار کرتا ہے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت کے راستے کو آسان کر دیتے ہیں اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جس طرح چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ ؎

رَضِينَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِينَا
لَنَا عِلْمٌ وَلِلْجُهَّالِ مَالٌ

یعنی ہم اللہ کی بنائی ہوئی تقدیر پر راضی ہیں وہ یہ ہے کہ ہمارے لئے تو علم مقرر کیا گیا اور جاہلوں کے لئے مال۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

برو دامن علم گیر ستوار
کہ علمت رساند بدار القرار ؎

جاؤ علم کے دامن کو مضبوطی سے تھام لو کیونکہ علم تمھیں جنت میں پہنچائے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں علم نافع عطا فرمائے اور دین متین کی عالی محنت کے لئے قبول فرمائے۔ (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

اتحاد و ایثار و ہمدردی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

”وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا“ (صدق اللہ العظیم)

وَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ”یَدُ اللّٰہِ عَلَی الۡجَمَاعَۃِ“ (او کما قال علیہ السلام)

فرد قائم ربط ملت سے ہے، تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں، اور بیرون دریا کچھ نہیں
خزانے کون سے دامن میں مسلمانوں کے نہیں
مگر یہ بات ہے کہ آپس میں اتحاد نہیں

محترم اساتذۂ کرام اور میرے گلشن انور کے غیور ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے ”اتحاد اور ایثار و ہمدردی“ کے عنوان پر چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین گرامی......! یہ بات تو ڈھکی چھپی نہیں کہ اس وقت بحیثیت مجموعی مسلمانوں کی ہوا اکھڑ چکی ہے...... نہ ان کی کہیں عزت و عظمت ہے اور نہ رعب و دبدبہ...... دنیا کا کوئی ملک بھی ان سے نہیں ڈرتا اور وہ ہر کسی سے ڈرتے ہیں...... عالمی سطح پر ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے...... ان کو ایک کمزور امت تصور کیا جاتا ہے ......حد تو یہ ہے کہ ان کے محبوب رہبر و رہنما اور کائنات کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمسخر کیا جا رہا ہے...... ازواج مطہرات کی بے حرمتی کی جا رہی ہے...... اسلام کے پہلے جانثاروں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف کتابیں لکھی جا رہی ہیں...... یہ سب کچھ اس

لئے ہو رہا ہے کہ اقوام عالم میں مسلمانوں کا وقار اور رعب و دبدبہ ختم ہو چکا ہے جس مسلمان سے کبھی قیصر و کسریٰ جیسی سپر طاقتیں لرزہ براندام تھیں، آج اس سے اسرائیل جیسا باؤلا درندہ بھی نہیں ڈرتا!

آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ سبب کیا ہے...... ؟ میں نے جب حالات کا سرسری جائزہ لیا...... تدبر اور تفکر کے میدان میں عقل سلیم کو بروئے کار لایا تو معلوم ہوا کہ عالمی سطح پر مسلمانوں کو کمزور اور ذلیل کرنے والے جو مختلف اسباب ہیں ان میں سے سب سے بڑا سبب مسلمانوں کا باہمی جدل و نزاع اور اختلاف و افتراق ہے...... مسلم اُمت چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں فرقوں اور جماعتوں میں بٹی ہوئی ہے...... ہر شخص اپنی ڈیڑھ انچ کی مسجد الگ بنانے کی فکر میں ہے...... کفر کے فتوے لگ رہے ہیں...... ایک دوسرے کو ختم کرنے کی کوشش جاری ہے...... مسلمانوں کا خون مسلمان ہی بہا رہا ہے۔

میرے غیور مسلمانو......! حیرت ہوتی ہے کہ یہ وہی امت ہے جسے حضور ﷺ نے مسلسل محنت اور تربیت کے بعد باہم شیر و شکر بنا دیا تھا۔ آپ ﷺ کے صحابہ مختلف علاقوں کے رہنے والے تھے، مختلف قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے، ان کی زبان اور رنگ و نسل بھی مختلف تھی مگر انہوں نے قومیت اور لسانیت کے تمام امتیازات مٹا دیئے تھے اور وہ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہتے تھے۔

آئیے......! میں آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اخوت اور بھائی چارگی اور ایثار و ہمدردی کا ایک جھلک نظارہ کراتا ہوں۔

حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں نکلا کہ وہ لڑائی میں شریک تھے۔ اور ایک مشکیزہ پانی کا میں نے اپنے ساتھ لیا کہ ممکن ہے وہ پیاسا ہو تو پانی پلاؤں، اتفاق سے وہ ایک جگہ اس حالت میں پڑے ہوئے ملے کہ دم توڑ رہے تھے اور جان کنی شروع تھی میں نے پوچھا پانی کا گھونٹ دوں؟ انہوں اشارہ سے ''ہاں'' کی اتنے میں دوسرے صاحب نے جو قریب ہی پڑے تھے اور وہ بھی مرنے کے قریب تھے ''آہ'' کی میرے چچازاد بھائی نے

آواز سنی تو مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کیا میں ان کے پاس پانی لے کر گیا وہ ہشام بن العاص تھے ان کے پاس پہنچا ہی تھا کہ ان کے قریب ایک تیسرے صاحب اسی حال میں پڑے دم توڑ رہے تھے انہوں نے ''آہ'' کی ہشام نے مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کیا میں ان کے پاس پانی لے کر پہنچا تو ان کا دم نکل چکا تھا ...... ہشام کے پاس واپس آیا تو وہ بھی جاں بحق ہو چکے تھے ...... ان کے پاس سے اپنے بھائی کے پاس لوٹا تو اتنے میں وہ بھی ختم ہو چکے تھے۔

سامعین محترم ......! یہ تھے ہمارے سلف صالحین کی ایثار اور ہمدردی جن کو دیکھ کر قیصر و کسریٰ میں زلزلہ آ گیا تھا ...... آیئے! میں آپ کو ایک اور واقعہ سناتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک صحابی کو کسی شخص نے بکری کی سری ہدیہ کے طور پر دی انہوں نے خیال کیا کہ میرے فلاں ساتھی زیادہ ضرورت مند اور وہ بڑا کنبہ والا ہے ان کے گھر والے زیادہ محتاج ہیں اس لیے ان کے پاس بھیج دی ان کو ایک تیسرے صاحب کے متعلق یہی خیال پیدا ہوا اور ان کے پاس بھیج دی غرض اس طرح سات گھروں میں پھر کر وہ سری سب سے پہلے صحابی کے گھر لوٹ آئی اسی پر قرآن کی آیت ''وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ'' نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتحاد اور اتفاق سے رہنے کی اور ایثار و ہمدردی کے صفت کو اپنا حرزِ جان بنانے کی توفیق عطا فرمائیں۔

آخر میں اس دعوتِ فکر کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں ......!

منفعت ایک ہے اس قوم کی ، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی ، دین بھی ، رمضان بھی ایک

حرم پاک بھی ، اللہ بھی ، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

وما علینا الا البلاغ المبین

سلام کی اہمیت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''وَاِذَا حُیِّیۡتُمۡ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡہَاۤ اَوۡ رُدُّوۡہَا ؕ''

(صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''اِنَّ اَوۡلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ مَنۡ بَدَاَ بِالسَّلَامِ''

(او کما قال ﷺ)

محترم اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے ''سلام کی اہمیت'' کے موضوع پر لب کشائی کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین گرامی......! اس وقت مسلمانوں میں بے راہ روی، آخرت سے غفلت، خوف اور تقویٰ سے دوری عام ہوتی جارہی ہے...... کھانے پینے، رہن سہن، شادی بیاہ اور تجارت ومعاملات غرضیکہ تمام شعبہائے زندگی میں فرمان نبوی ﷺ کو یکسر فراموش کیا جارہا ہے...... جس کے نتیجے میں بدامنی، خوف وہراس، بغض وعداوت، نفرت وعصبیت اور دیگر طرح طرح کی اخلاقی ومعاشرتی، اجتماعی وانفرادی برائیاں جنم لے رہی ہیں...... جس کے تباہ کن اور زہریلے اثرات سے ہر شخص حیران وپریشان نظر آرہا ہے...... یوں محسوس ہورہا ہے کہ ہر شخص اس بغض ونفرت کے ظلمت کدہ سے چھٹکارا حاصل کرکے اسلامی اخوت ومحبت کے دامن میں پناہ لینا چاہتے ہیں۔

معزز سامعین......! یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب ہم احکام خداوندی اور تعلیمات نبوی ﷺ کو دل وجان سے قبول کرکے اس پر عمل کریں۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ مسلمان پھر ایک مرتبہ یکجا اور ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور مسلمانوں میں وہ اخوت اور محبت پھر پیدا ہو جو صحابہ کے دور میں تھا تو زیادہ غور وفکر اور محنت اور زیادہ غور وخوض کی ضرورت نہیں...... سرور کائنات ﷺ نے اس کا

طریقہ بتایا ہے، جس طریقے کو عرب کے وحشی درندوں نے اختیار کیا تو وہ آپس میں شیر وشکر ہو گئے...... اور معلّمین اقوام بن گئے...... عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس طریقہ کو سنا تو مسلمان ہو گئے اور جنت الفردوس ان کے لئے جائے قرار بنادیئے گئے۔

سامعین محترم......! وہ طریقہ ہے سلام کا جو انسان کے دلوں سے بغض وحسد کا قلع قمع کر دیتا ہے...... نفرت وخصومت کا صفایا کر دیتا ہے...... عصبیت اور لسانیت کے شر کو مٹا دیتا ہے...... اخوت اور محبت کا دریا بہاتا ہے...... معاشرے کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنا دیتا ہے...... سب سے بڑھ کر ''سلام کرنا'' بندے کو ''عند الناس'' محبوب بنا دیتا ہے۔

میرے محبوب سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ''اَلْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِئٌ مِّنَ الْکِبْرِ'' یعنی سلام کا ابتداء کرنے والا تکبر سے بری ہو جاتا ہے اور ایک حدیث میں فرمایا سلام کا پہل کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔

میرے مدنی آقا ﷺ نے فرمایا ''لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ'' یعنی تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم مؤمن نہیں بن سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں وہ تدبیر نہ بتاؤں جس کو اختیار کر کے ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو، وہ یہ ہے کہ اپنے درمیان سلام کو خوب پھیلاؤ۔

اور ایک جگہ فرمایا ''یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ''

سامعین مکرم......! آپ ان حدیثوں سے سلام کی اہمیت کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سلام کو تکمیلِ ایمان اور آپس میں پیار ومحبت کا ذریعہ بتایا اور سب سے بڑی بات آپ ﷺ نے سلام کو دخول جنت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سلام کی اہمیت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

محنت کا انعام

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

"وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴿٣٩﴾ وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی ﴿٤٠﴾ ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ﴿٤١﴾" (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ "کَسْبُ الْحَلَالِ فَرِیْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَةِ"

نامی کوئی بغیر مشقت کے نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

محترم اساتذہ کرام اور میرے ہم نشین وہم مکتب ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج میں آپ حضرات کے سامنے "محنت کے انعام" کے موضوع پر چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

معزز سامعین......! حکماء کا مشہور مقولہ ہے "مَنْ جَدَّ وَجَدَ وَمَنْ زَرَعَ حَصَدَ" یعنی جو کوشش کرتا ہے وہ ضرور پاتا ہے جیسے کہ کھیتی وہی کاٹتا ہے جو بوتا ہے۔

حاضرین مجلس......! یہ بات تو روزِ روشن کی طرح صاف اور واضح ہے کہ جس قوم وملت نے بھی محنت کو اپنایا انہوں نے پوری دنیا سے اپنا لوہا منوایا اور اس کے مقابلے میں جس قوم نے بھی محنت سے جی چرایا وہ ہمیشہ ناکام ونامراد رہا۔

ہمارے محبوب سرورِ کائنات ﷺ نے محنت کرنے کی ترغیب دی ہے اور خود تمام کام اپنے ہاتھوں سے کرتے تھے، آپ ﷺ نے بکریاں بھی چرائیں، تجارت بھی کی، مزدوروں کی کھردرے ہاتھ کو لبِ نبوت سے چوما بھی اور فرمایا "کَسْبُ الْحَلَالِ

فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ ''یعنی حلال کمائی کرنا فرض کے بعد فرض ہے۔

ایک دن ہمارے پیارے نبی ﷺ کی خدمت میں ایک غریب آدمی آیا، عرض کیا یارسول اللہ! میں بہت غریب ہوں کچھ مدد کیجیے حضور ﷺ نے پوچھا، تم کیا کرتے ہو؟ بولا کچھ نہیں حضور ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھارے پاس کوئی چیز ہو تو لے آؤ'' وہ آدمی کچھ چیزیں لے آیا حضور ﷺ نے وہ چیزیں بکوا دیں اور پیسے اس کو دے دیئے پھر فرمایا ان پیسوں سے ایک کلہاڑی اور رسی لے آؤ! وہ آدمی بازار گیا ایک کلہاڑی اور رسی لے آیا رسول پاک ﷺ نے وہ کلہاڑی لی اپنے ہاتھوں سے اس میں لکڑی کا دستہ ڈالا پھر اس آدمی سے فرمایا اب جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاؤ...... انہیں بازار میں بیچو...... اس طرح اپنے بیوی بچوں کا پیٹ بھرو...... اس آدمی نے حضور پاک ﷺ کی باتوں پر عمل کیا روزانہ جنگل جاتا لکڑیاں کاٹ کر لاتا، انہیں بازار میں بیچتا اس نے دل لگا کر محنت کی خوب پیسے کمائے کچھ دنوں میں اس کے حالات ٹھیک ہو گئے ایک دن وہ آدمی حضور ﷺ کے پاس گیا حضور ﷺ اسے دیکھ کر مسکرائے پوچھا کیا حال ہے؟ عرض کیا یارسول اللہ! اب تو بڑے مزے میں ہوں! یہ سن کر حضور ﷺ بڑے خوش ہوئے۔

سامعین محترم......! یہی تو ہے محنت کا انعام......! شاعر کہتا ہے۔

محنت کرے گا جو بھی دولت اسے ملے گی
راحت اسے ملے گی عزت اسے ملے گی

جو قوم چاہتی ہے دنیا میں نام کرنا
زاہدؔ وہ جانتی ہے محنت سے کام کرنا

وما علینا الا البلاغ المبین

دنیا کی حقیقت

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم أما بعد! فأعوذ بالله من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

"وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾". (صدق الله العظیم)

وقال النبی ﷺ "كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ"

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

......اور بقولِ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ......

مبادا دل آں فرومایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

محترم اساتذہ کرام اور میرے ہم نشین ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے "دنیا کی حقیقت" کے موضوع پر لب کشائی کرنے کی جسارت کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین محترم......! دنیا دار الفناء ہے...... آخرت دار البقاء ہے...... دنیا دار الغرور ہے...... آخرت دار السرور ہے...... دنیا دار العمل ہے...... آخرت دار الجزاء ہے...... دنیا مچھر کا پر اور مکڑی کا جالا ہے...... آخرت دل کا سکون اور آنکھوں کا اجالا ہے...... دنیا سراب ہے، ڈھول ہے...... آخرت انمول ہی انمول ہے...... دنیا متاعِ قلیل ہے...... آخرت عطائے جلیل ہے۔

یہ دنیا بظاہر خوبصورت اور دلکش ہے جو بھی اس کو محبت بھری نظروں سے دیکھتا ہے یہ دنیا اس کو اپنی محبت میں پھنسا لیتی ہے...... اور جیسے جیسے محبت والفت بڑھتی جاتی

ہے دنیا اس سے دور ہوتی جاتی ہے...... اور دنیا اس کے ساتھ کھیل کھیلتی ہے...... اور اس کو "عَبۡدُ الدُّنۡیَا وَالدَّرَاھِمُ" بنا کر رکھ دیتی ہے...... اور اس کے دل و دماغ سے دین و اسلام کی محبت فراموش کر کے رکھ دیتی ہے۔

رب کائنات نے فرمایا ہے "وَمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ" یعنی دنیا کی یہ خوشنما زندگی سراسر دھوکے کا ایک سامان ہے...... جس کی حیثیت عند اللہ لنگڑے مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔

سامعین گرامی......! دنیا تو دار الامتحان ہے اور آپ حضرات جانتے ہیں کہ امتحان ہال میں ایک مخصوص وقت تک رہنا پڑتا ہے اس کے بعد ہال سے نکال دیا جاتا ہے اگر ہال میں آپ نے پرچہ ٹھیک اور درست حل کیا تو آپ کو کامیابی کا پروانہ ملتا ہے اور اگر پرچہ درست حل نہیں کیا تو ناکامی سے ہمکنار ہوتے ہیں دنیا کی مثال بھی اسی طرح ہے اگر اس میں ایمان اور اعمال والی زندگی کو اپنایا تو کامیابی کا پروانہ ملے گا ورنہ ناکامی آپ کا مقدر ہوگا۔

سرور کائنات ﷺ نے ہمیشہ اپنی امت کو دنیا کی محبت کو دل میں جگہ دینے سے منع فرمایا ہے اور دنیا کی ظاہری سرور و حسن و زیبا کو کفار کے لئے قرار دیا اور مومنین کے لئے اللہ تعالیٰ نے سکون و راحت کی جگہ جنت بنائی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَلدُّنۡیَا سِجۡنُ الۡمُؤۡمِنِ وَجَنَّۃُ الۡکَافِرِ" یعنی دنیا کفار کے لئے جنت ہے اور مؤمن کے لئے قید خانہ ہے، کفار دنیا میں جس طرح چاہے، جیسے چاہے کر سکتا ہے...... مؤمن کی مرضی تو آخرت میں چلے گی...... ہر مؤمن جنت میں من چاہی زندگی گذاریں گے...... لیکن اس دنیا میں مؤمن اپنا من چاہی زندگی نہیں گذار سکتا...... کیونکہ یہ دنیا اس کے لئے قید خانہ ہے یعنی مسلمان شریعت محمدی ﷺ کے پابند ہیں اپنا چلا نہیں سکتے ان کی مرضی تو جنت میں چلے گی۔

سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: "کُنۡ فِی الدُّنۡیَا کَاَنَّکَ غَرِیۡبٌ اَوۡ عَابِرُ سَبِیۡلٍ" یعنی دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی مسافر یا رہ گذر رہتا ہے ایک اور جگہ فرمایا: "حُبُّ

الدُّنیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ" یعنی دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔

اے ناداں انسان! اب تو ہوش میں آ...... دنیا پرستی اور زر پرستی سے باز آ...... دنیا اور اہل دنیا سے تعلق کو توڑ...... اور خلاق عالم سے واسطہ جوڑ۔

شاعر کہتا ہے......

دنیا سے دل لگا کر دنیا سے کیا ملے گا
یاد خدا کئے جا تجھ کو خدا ملے گا

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان اور اعمال والی زندگی اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت نکال دے۔ (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

فضیلتِ قرآن

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

''لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ''

وقال النبی ﷺ ''خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ'' (او کما قال ﷺ)

آں کتابِ زندہ قرآنِ حکیم
حکمتِ او لایزال ہست و قدیم
حرف او را ریب نے تبدیل نے
آیتش شرمندۂ تاویل نے
نوعِ انسانی را پیام آخرین
حامل او رحمۃ للعالمین

محترم اساتذۂ کرام اور میرے گلشن انور کے چہکتے مہکتے بلبلو......!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے ''فضیلت قرآن'' کے موضوع پر لب کشائی کرنے کی جسارت کرنا چاہتا ہوں۔

گرامی قدر سامعین......! قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی وہ آخری کتاب ہے جس میں سابقہ تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں کی معتدل اور مناسب تعلیمات درج ہیں ...... یہ کتاب کائنات کے لئے روح اور اس کی حقیقی حیات ہے...... اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو سب سے اعلیٰ وارفع قرار دیا فرمایا ''ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛۚ فِیْهِ ۛ'' یہی وہ کتاب ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

حاضرین محترم......! میں نے قرآن سے پوچھا بتا تیرا نام کیا ہے؟...... قرآن نے جواب دیا ''قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ'' میرا نام قرآن مجید ہے...... میں نے قرآن سے پوچھا بتا تیری زبان کیا ہے؟...... قرآن نے جواب دیا ''بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ'' میری زبان عربی ہے...... میں نے قرآن سے پوچھا تیری حفاظت کی کیا گارنٹی ہے؟...... قرآن نے جواب دیا ''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ'' میری حفاظت کا ذمہ خود خالق کائنات نے لیا ہے...... میں نے قرآن سے پوچھا تجھ میں کسی شک کی گنجائش تو نہیں؟...... تو قرآن نے جواب دیا ''ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ'' اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے...... میں نے قرآن سے پوچھا تو کہاں رہا؟...... قرآن نے جواب دیا ''فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ'' میرا مسکن لوح محفوظ تھا...... میں نے قرآن سے پوچھا تجھے کون لایا؟...... قرآن نے جواب دیا ''نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ○'' ...... میں نے قرآن سے پوچھا تو کس پر آیا؟ قرآن نے جواب دیا ''نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ'' ...... میں نے قرآن سے پوچھا تو کس کی طرف سے آیا؟...... قرآن نے جواب دیا ''تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ''...... میں نے قرآن سے پوچھا تو کس مہینے میں آیا؟...... قرآن نے جواب دیا ''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ'' ...... میں نے قرآن سے پوچھا تو کس رات میں آیا؟...... قرآن نے جواب دیا ''اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○''...... میں نے قرآن سے پوچھا تو کیوں آیا؟...... قرآن نے جواب دیا ''هُدًى لِّلنَّاسِ''...... حضور اکرم ﷺ نے قرآن کے بارے میں ارشاد فرمایا ''اَلْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَيْكَ'' قرآن یا تو تیرے حق میں گواہ ہوگا یا تیرے خلاف گواہ ہوگا۔ کملی والے نے فرمایا ''اِنَّ اَشْرَفَ اُمَّتِيْ حَامِلَةُ الْقُرْاٰنِ'' میری اُمت کے معزز لوگ حاملین قرآن ہوں گے ''خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ'' تم میں بہترین انسان وہ ہے جو قرآن کریم کو سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

سامعین مکرم......! یہ اس قدر مقدس کتاب ہے کہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ہم یہ قرآن پہاڑ پر اتارتے تو دیکھ لیتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف

سے دب کر پھٹ جاتا، یہ قرآن وہ راستہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ایمان والوں کو خوشخبری سناتا ہے۔

گرامی قدر احباب……! قرآن کریم ایسا بہترین ہم نشین ہے جس کی باتوں سے کوئی اکتاتا نہیں اور جتنا اس کو دہرایا جاتا ہے اس میں اتنا خوبصورتی آتی ہے جب قرآنی آیتوں سے قاریوں نے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرلیں……تو میں نے ان سے کہا کہ تمہیں اللہ کی مضبوط رسّی مل گئی ہے……اب اسے مضبوطی سے پکڑے رہو……اور یہ اعلان کرتے رہو۔

سنتے ، سنتے نغمہائے محفلِ بدعات کو
کان بہرے ہوگئے دل بدمزہ ہونے کو ہے
آؤ سنائیں تمہیں ہم نغمۂ توحید بھی
پارہ جس کی لحن سے طورِ ھدیٰ ہونے کو ہے
حیف گر تاثیر اس کی تیرے دل پر کچھ نہ ہو
کوہ جس سے "خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا" ہونے کو ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حاملین قرآن وعاملین قرآن بنائے (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

نماز کی اہمیت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ ؕ'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ ''مَنۡ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ اَقَامَ الدِّیۡنَ وَمَنۡ تَرَکَہَا ھَدَمَ الدِّیۡنَ'' (او کما قال علیہ السلام)

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکا

......اور......

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

میرے معزز ہمسفر وہم مکتب ساتھیوں اور میرے قابل قدر اساتذۂ کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سامعین گرامی......! آج میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کی ہے جس میں اللہ رب العزت نے نماز کی اہمیت اور فوائد کو بیان کیا ہے جس کا ترجمہ ہے ''بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے بچاتی ہے''۔

برادرانِ اسلام...... !اگر کسی کی نماز اس کو فواحشات سے......رسومات سے...... بدعات سے......خرافات سے......اغلوطات سے......منکرات سے نہ روکے......تو جان لیجئے! اس کی نماز میں ضرور خلل ہوگا، نقص ہوگا......جس کی وجہ سے نماز تاثیر سے خالی وعاری ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ اپنی نمازوں پر محنت کریں اور اس کو خشوع خضوع کے ساتھ ادا کریں، پھر اس وقت یہ نماز ہمیں بے حیائی اور برائی سے روکے گی ورنہ نہیں۔

معزز سامعین......! آپ حضرات کو معلوم ہے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ ① کلمہ شہادت کا دل سے یقین اور زبان سے اقرار کرنا ② نماز ③ روزہ ④ زکوٰۃ ⑤ حج بیت اللہ۔ ان پانچ چیزوں میں سے سب سے اہم اور بنیادی چیز نماز ہے اس کا اندازہ آپ ان آیات مبارکہ اور احادیث مطہرہ سے بخوبی لگا سکتے ہیں جن میں نماز کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے مسلمان اور کفار کے درمیان صرف نماز کا فرق ہے اور ایک جگہ فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے ''مَنْ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَکَھَا ھَدَمَ الدِّیْنَ'' یعنی جس نے نماز کو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے دین کو گرا دیا۔

گرامی قدر احباب......! توجہ فرمائیں...... میرے محبوب پیغمبر ﷺ کا مرضِ وفات میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے سہارے نماز کے لئے مسجد میں تشریف لانا...... نزاع کی حالت میں ''الصلوٰۃ'' ''الصلوٰۃ'' کی صدائیں لگانا...... عین لڑائی میں نمازوں کا اہتمام فرمانا...... ''جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ'' کا جملہ ارشاد فرمانا نماز کی اہمیت پر بیّن ثبوت ہے۔

بس اس دعوت فکر کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں......!

خدا کو مل کر منائیں چلو نماز پڑھیں
اذان سب کو بلائے چلو نماز پڑھیں
نمازیوں کو ملی دوجہاں کی خوشیاں
نماز سے رب کو منائیں چلو نماز پڑھیں
درِخدا سے ہر وقت دیکھتا ہے ہمیں
بہانہ اب نہ بنائیں چلو نماز پڑھیں

وما علینا الا البلاغ المبین

نماز کی فضیلت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

”وَاۡمُرۡ اَهۡلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصۡطَبِرۡ عَلَيۡهَا ؕ لَا نَسۡـَٔـلُكَ رِزۡقًا ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُكَ ؕ وَالۡعَاقِبَةُ لِلتَّقۡوٰى ①“

وقال النبی ﷺ ”الصلوٰۃ عماد الدین“ (او کما قال علیہ السلام)

آباد ہوئی عشرت گاہیں، ویران مساجد روتی ہے
طاری ہے فضا میں موسیقی، پامال اذانیں ہوتی ہے
برباد خزاں ہے مستقبل، ماضی کی بہاریں سوتی ہے
پھولوں کی بجائے کانٹوں میں شبنم کے شکستہ موتی ہے
یہ وقت عمل، کردار ہے شل، کیا دستِ دعا پھیلاتا ہوں
کہنے کو مسلماں میں بھی ہوں، لیکن کہتے شرماتا ہوں

محترم اساتذۂ کرام اور میرے ہمسفر ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے ”نماز کی فضیلت“ کے موضوع پر لب کشائی کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین محترم......! اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے رب کا فرمان ہے ”وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ ①“ اور خالقِ کونین نے ساری کائنات کو انسان کی خدمت میں لگا دیا...... انسان کو اللہ تعالیٰ نے رزق دینے کا وعدہ کیا ہے...... اور اس کے ساتھ انسان کو کسبِ حلال کا بھی مامور بنایا......

لیکن روزی دینے، کھلانے، پلانے کی ذمہ داری خود رب کائنات نے لے رکھی ہے۔

سامعین گرامی......! عبادات اور طاعات میں سب سے اعلیٰ وارفع عبادت نماز ہے اسکی ایک دلیل تو یہ ہے کہ تمام فرائض روئے زمین پر فرض ہوئے...... لیکن قربان جاؤں نماز کی شان وعظمت پر کہ وہ عرش عظیم میں ساتوں آسمانوں کے اوپر براہِ راست خود اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں اپنے پیارے محبوب ﷺ کو بطور تحفہ عطا فرمایا۔

گرامی قدر حاضرین......! نماز کے فضائل بہت زیادہ ہیں ان سب کا بیان کرنا اس مختصر سے وقت میں ممکن نہیں بس میں چند حدیثوں پر اکتفاء کروں گا۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ موسم خزاں میں ایک درخت کے قریب سے گزرے تو نبی کریم ﷺ نے ایک شاخ کو پکڑ کر جھاڑا تو پتے گرنے لگے اس کے بعد سرکار دوعالم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا...... اے ابوذر رضی اللہ عنہ! پوچھو تو ذرا میں نے ایسا کیوں کیا؟...... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ! بتائیں آپ نے ایسا کیوں کیا؟...... آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو اس سے گناہ اسطرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت سے پتے جھڑ رہے ہیں۔ (اللہ اکبر کبیرا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا ذرا مجھے بتاؤ اگر تمہارے گھر کے دروازے پر ایک جاری نہر ہو اور کوئی آدمی روزانہ پانچ مرتبہ اس میں غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم میں میل کچیل باقی رہے گا؟...... صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا ہرگز نہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا پانچوں نمازوں کی یہی مثال ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ گناہوں کے میل کو...... نفسانی میل کو...... شیطانی کھیل کو...... اور سب سے بڑھ کر بے حیائی کو مٹا دیتا ہے۔

سامعین مکرم......! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور ہمارے دیگر اسلاف کے نماز کے اہتمام کے ان گنت واقعات مؤرخین ومحدثین نے بیان کئے

ہیں کہ وہ حضرات خوشی میں...... غمی میں...... سفر میں...... حضر میں...... صحت میں...... مرض میں...... تنگی میں...... فراخی میں...... غرض ہر حال میں جماعت کی نمازوں کا اہتمام فرماتے تھے۔ حتی کہ عین حالت جنگ میں بھی جماعت سے نماز کی پابندی ان سے نہ چوکتی تھی۔

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز
قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز کا پابند بنا دے۔ (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

سب سے بڑا عقلمند کون؟

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ‌ؕ''

وقال النبی ﷺ ''اَلۡكَيِّسُ مَنۡ دَانَ نَفۡسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعۡدَ الۡمَوۡتِ وَالۡعَاجِزُ مَنۡ اَتۡبَعَ نَفۡسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰه'' (او کما قال علیہ السلام)

یقول الشاعر:

الدُّنۡيَا بَابٌ كُلُّ النَّاسِ دَاخِلُوۡهَا
وَالۡمَوۡتُ شِرۡبٌ كُلُّ النَّاسِ شَارِبُوۡهَا۔

محترم اساتذۂ کرام اور میرے ہم خیال وہم مکتب ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع سخن ہے ''سب سے بڑا عقلمند کون''

سامعین گرامی......! دنیا میں ہر چیز کے بارے میں اختلاف اور جدال و جدال ہوا ہے لیکن موت ایک ایسا اٹل فیصلہ ہے کہ کوئی بھی اس میں اختلاف نہ کر سکا اور سب اس کو مانتے ہیں کہ ایک نہ ایک دن ہمیں بھی اس دار فانی سے کوچ کرنا ہے لیکن خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ایمان اور اعمال والی زندگی گزار کر اس دنیا سے جاتے ہیں۔

سرور دو عالم ﷺ کا ارشاد پاک ہے ''اَلۡكَيِّسُ مَنۡ دَانَ نَفۡسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعۡدَ الۡمَوۡتِ وَالۡعَاجِزُ مَنۡ اَتۡبَعَ نَفۡسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰه'' یعنی سب سے بڑا عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو کنٹرول میں رکھے اور موت کے بعد آنے والی زندگی جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے اس کی تیاری کرے اور بے وقوف ہے وہ شخص جو اپنی نفس کی

الزَّھْرَاء ‘‘یعنی اے قبر! تجھے خبر بھی ہے کہ ہم کس کا جنازہ لائے ہیں، یہ بیٹی ہے رسول اللہ ﷺ کی، یہ خاتون ہے علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کی، یہ والدہ ہے حضرت حسنین کی، یہ فاطمۃ الزہراء قبر میں آئی ہیں۔ قبر سے آواز آئی۔ ’’یَا اَبَاذَرْ! مَا اَنَامَوْضِعُ حَسَبٍ وَّلَانَسَبٍ اِنَّمَا اَنَامَوْضِعُ عَمَلُ الصَّالِحِ فَلَا یَنْجُوْ مِنِّی اِلَّا مَنْ کَثُرَخَیْرُہٗ وَسَلِمَ قَلْبُہٗ وَخَلَصَ عَمَلُہٗ‘‘ یعنی اے اباذر! قبر حسب ونسب بیان کرنے کی جگہ نہیں یہاں تو عمل صالح کا ذکر کرو...... یہاں تو وہی آرام پائے گا جس کا دل مسلمان ہوگا اور جس کے اعمال صالح ہوں گے۔

شاعر نے کیا خوب کہا......

تجھ کو ارے غافل فکر عقبیٰ کچھ نہیں
نہ کہا دھوکہ عشق دنیا کچھ نہیں
آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

وما علینا الا البلاغ المبین

اسلام میں عورت کا مقام

نحمده ونصلى ونسلم على رسوله الكريم اما بعد! فأعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

''مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ'' (صدق اللہ العظیم)

محترم صدر جلسہ و معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع ''اسلام میں عورت کا مقام'' کے عنوان سے معنون ہے۔

سامعین گرامی......! لفظ ''عورت'' کا معنی لغت میں ''چھپانے کی چیز'' کے ہیں...... اس لغوی معنی کو سنتے ہی ایک ذی شعور انسان جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ادنیٰ عقل و فراست سے نوزا ہو بخوبی جان لے گا کہ جہاں عورت ہوگی وہاں پردہ ضرور ہوگا...... گویا عورت اور پردہ لازم اور ملزوم ہے ...... اور یہی پردہ شریعت کو مطلوب ہے ...... جو معاشرے کی طہارت اور ماحول کی نظافت کا ضامن ہے ...... ہاں! وہی پردہ جس کے اندر بقائے انسانیت اور احیائے نسلیت کا راز مضمر ہے ...... جس کے بغیر اس کائنات میں امن وامان اور سکون وآشتی کا قیام ناممکن ہے۔

سامعین مکرم......! عورت ذات کو اسلام نے جو مرتبہ اور مقام عطا فرمایا ہے اس سے دیگر مذاہب تہی دامن ہے...... چنانچہ تاریخ کے اوراق شاہد ہے کہ اسلام سے قبل لفظ ''عورت'' ناقابل سماعت تھی...... عورت کی قدر راہ پڑی چیز سے زیادہ نہ تھی...... بچیوں کو زندہ درگور کیا جانا معیوب نہ تھا...... عورت نجاست کا ڈھیر اور شیطان

کی نمائندہ متصور تھی ...... ایام مخصوص میں ان کے لئے الگ جگہ مقرر تھی ...... بچی کی ولادت کی خبر انتہائی ناگوار تھی ...... عورت ذات محض ایک کھلونا تھا ...... بے حیائی اور بے پردگی سرِ عام تھی ...... ہر گلی اور کوچے میں عورت کی عزت کا نیلام تھا۔

لیکن میرے محبوب ﷺ کے آمد مسعود سے عورت کو دنیا میں جینے کا صحیح حق ملا ...... معاشرے میں باعزت مقام ملا ...... کہیں بیٹی، کہیں بہن، کہیں بیوی اور کہیں ماں جیسی عظیم الشان صفات ملی ...... عورتوں کو گھر کی مالکن ہونے کا شرف ملا ...... تین بچیوں کی تربیت کرنے پر جنت کی نوید ملی ...... ماں کے قدموں تلے جنت کی بشارت ملی۔

سامعین محترم ......! مجھے فخر ہے کہ دینِ اسلام عورت ذات کے متعلق کسی بھی قسم کی تحقیر، توہین اور تذلیل آمیز نظریات نہیں رکھتا ...... بلکہ مجھے کہنے دیجئے! اس عورت ذات نے مجھے زندگی عطا کی ہے، لہٰذا میں اس سے زندہ رہنے کا حق نہیں چھین سکتا ...... اس نے میری نجاستیں دھو کر مجھے صاف وشفاف رکھا ہے، لہٰذا میں اسے نجس مخلوق قرار نہیں دے سکتا ...... اس نے مجھے انگلی سے پکڑ کر زمین پر چلنے کا طریقہ سکھایا ہے، لہٰذا میں اس کے پاؤں تلے سے زمین نہیں چھین سکتا ...... اس کا ودیعت کردہ خون میری رگوں میں دوڑ رہا ہے، لہٰذا میں اسے شیطان کا دروازہ یا گناہوں کا محل نہیں کہہ سکتا ...... اس نے اپنی زندگی کی ہر سانس کے ساتھ مجھے دعاؤں سے نوازا ہے، لہٰذا میں اسے حقارت آمیز گالیاں نہیں دے سکتا ...... اس نے مجھے کامل ومکمل بنایا ہے، لہٰذا میں اسے نامکمل نہیں کہہ سکتا ...... اس نے مجھے گھر کی پرسکون اور پرامن ماحول عطا کی ہے، لہٰذا میں اسے فتنہ وفساد کی جڑ قرار نہیں دے سکتا ...... یہ میرا لباس ہے، لہٰذا میں اسے ننگِ انسانیت کا طعنہ نہیں دے سکتا۔

معزز حاضرین ......! آج پھر اس صنفِ نازک پر مختلف انواع کے ظلم ڈھائے جا رہے ہیں ...... آزادیٔ نسواں کے پُرفریب نعروں سے ان کو دھوکہ دیا جا رہا ہے ...... کہیں فیشن اور کہیں مقابلۂ حسن کے نام پر ان کو سرِ عام ننگا کیا جا رہا ہے ...... ہر کس و

ناکس عورت ذات کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا رہا ہے...... اور آزادی کے نام پر عورت کو بہن، بیٹی، بیوی اور ماں بننے کی اعزاز سے روکا جا رہا ہے...... عورتوں کو کلبوں اور محفلوں میں نچایا جا رہا ہے...... ان کی عزت و ناموس کو ہر گلی کوچے میں لوٹا جا رہا ہے...... باریک کپڑوں میں ملبوس ہونا قابلِ عزت مانا جا رہا ہے...... بھرے سڑک میں مختصر لباس میں چلنے پھرنے کو ترقی کہا جا رہا ہے...... ''الامان، الحفیظ'' اب تو ان سے ہاکی اور کرکٹ بھی کھلوایا جا رہا ہے...... الغرض بنت حوا کو ذلیل و خوار کیا جا رہا ہے...... جس کو آزادیٔ نسواں کا نام دیا جا رہا ہے۔

شاعر کہتا ہے......!

آزادی یہ نہیں کہ عورت بے حیا ہو جائے
فیشن یہ نہیں کہ عورت بے قبا ہو جائے

اسلام ہی ہے سب کے لئے بے مثل چراغ بہنو!
روشنی یہ نہیں کہ عورت بے ضیاء ہو جائے

حاضرین مجلس......! یہی ناسور اور ناپاک اور عیاش لوگ قرآنی احکام میں تاویل کر رہے ہیں...... علماء ربانیین کو دقیانوسیت کے القاب دے رہے ہیں...... عورتوں کو ان کے اصلی مقام اور مرتبہ بتانے والوں کو تنگ نظر کہا جا رہا ہے...... عورتوں کو ان کا حق دلوانا ظلم بتایا جا رہا ہے...... ہمارے مسلم حکمران بھی ان ناپاک نعروں کے مستی میں جھوم رہے ہیں...... مسلمانوں کے نام نہاد دانشور غیر مسلموں اور فرنگیوں کی تقلید میں پیش پیش نظر آ رہے ہیں۔

افسوس میرے مسلمان بھائیو! اب تو ہوش کے ناخن لیجئے...... اب تو اپنے ضمیر کو جھنجوڑیئے...... خدارا اب تو اپنی قومی حمیت اور ایمانی غیرت سے کام لیجئے...... ورنہ سنیئے! تمہاری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں...... تمھیں عزیز الحق مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار جگاتے ہیں......!

دستِ قدرت نے بتا کب حسن کو عریاں کیا
ابر میں پانی، شرر کو سنگ میں پنہاں کیا

مشک کو نافے میں رکھا اور بو کو پھول میں
پھول کو کانٹے میں رکھ کر حفظ کا سامان کیا

درصدف میں، سیم وزر کو کان میں مخفی کیا
جب کبھی باہر نکالا دربدر حیران کیا

حسن کی ہر اک ادا جب اس طرح مستور تھی
حسنِ زن کو تو نے ظالم کس لیے عریاں کیا

وما علینا الا البلاغ المبین

سکون قلب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

''اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ○'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ ''مَثَلُ الَّذِیْ یَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْكُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ'' (او کما قال علیہ السلام)

نہیں ہے ابتداء تیری، نہیں ہے انتہا تیری
عبادت کر رہے ہیں روز و شب ارض و سماء تیری
حجر میں، پھول میں، کانٹوں میں، ذروں میں، فضاؤں میں
نظر آتی ہے ہر سو شاہدِ مطلق ادا تیری
تیری تسبیح پڑھتے ہیں فلک والے، زمیں والے
ہوا کی سرسراہٹ میں بھی ہے حمد و ثنا تیری

محترم صدر جلسہ اور معزز سامعین......!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے ''سکون قلب'' کے عنوان کا سہارا لے کر چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین گرامی......! آج دنیا میں ہر انسان سکون قلب کا متلاشی ہے ہر نوع انسانی اس جستجو اور سعی میں ہے کہ کسی طرح اس کو ''سکون قلب'' حاصل ہو جائے۔ چنانچہ

کسی نے سکون قلب کو...... خوبصورت عمارتوں اور بنگلوں میں تلاش کیا
کسی نے سکون قلب کو...... بینک بیلنس کی بہتات میں تلاش کیا
کسی نے سکون قلب کو...... مال و دولت کی کثرت میں تلاش کیا

وَالْمَیِّتْ'' اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے والے کی مثال اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہے تو سمجھ لو کہ اس کے دل پر غفلت کی نیند طاری ہے۔

میرے مدنی آقا ﷺ نے فرمایا...... تمہارے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے...... سنو! اور وہ دل ہے۔

حاضرین گرامی......! اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے سے دل کو جو برکت، لذت، حلاوت، طہارت اور سرور وطمانیت حاصل ہوتی ہے وہ کسی ایسے شخص سے مخفی نہیں جو کچھ دن اس پاک نام کی رٹ لگا چکا ہو اور ایک زمانہ تک اس کو حرزِ جان بنا چکا ہو۔

ایسا آخر کیوں نہ ہوں خود خالق قلب کا فرمان ہے ''اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ''

یعنی دلوں کو راحت صرف اور صرف میری یاد سے حاصل ہوگا۔

اس دعا کے ساتھ میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں...... تمام حضرات سے گذارش ہے کہ ''آمین'' ضرور کہیئے گا......!

اللہ وہ دل دے کہ تیرے عشق کا گھر ہو
دائم رحمت کی تیری اس پہ نظر ہو
دل دے کہ تیرے عشق میں یہ حال ہو اس کا
محشر کا اگر شور ہو، تو نہ خبر ہو

وما علینا الا البلاغ المبین

کسی نے سکون قلب کو...... صدارت وزارت میں تلاش کیا
کسی نے سکون قلب کو...... تجارت وزراعت میں تلاش کیا
کسی نے سکون قلب کو...... زرق برق کپڑوں میں تلاش کیا
کسی نے سکون قلب کو...... نرم گداز بستروں میں تلاش کیا
کسی نے سکون قلب کو...... نت نئے فیشنوں میں تلاش کیا
کسی نے سکون قلب کو...... سونا چاندی کی چمک دمک میں تلاش کیا

لیکن رب کائنات فرماتے ہیں! ارے سکون قلب کے متلاشیو! کہاں بھٹکتے پھر رہے ہو...... سنو سنو! ''اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ'' میں نے تو دل کا چین اور سکون اپنی یاد اور ذکر میں رکھا ہے، اگر سکون قلب چاہتے ہو تو مجھ سے دل لگاؤ شاعر نے کیا خوب کہا......

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

سامعین محترم ......! حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ بڑے پائے کے بزرگ گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ قلب پر چھ ٦ قسم کی حالتیں وارد ہوتی ہے...... یعنی حیات اور موت...... صحت اور بیماری...... بیداری اور نیند...... حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قلب کی حیات ہدایت ہے...... اگر ہدایت ہوگئی ہے تو سمجھ لیں کہ دل زندہ ہے...... اور قلب کی موت گمراہی وضلالت ہے...... اگر کسی قسم کی دل میں گمراہی پیدا ہوجائے تو سمجھ لیں کہ دل مردہ ہے...... اور قلب کی صحت، طہارت اور صفائی ہے...... اور اس طہارت کا حصول ایمان اور توحید کی بدولت ہوتی ہے...... اور اس کے مقابلے میں بیماری گندے تعلقات کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے...... اور دل کی بیداری، ذکر الٰہی میں ہے...... جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے اس کا دل بیدار رہتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ''مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ

علم مینارۂ نور ہے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ① خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ② اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ③ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ④ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ⑤'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ''

ہر طرف تیرگی تھی نہ تھی روشنی
آپ ﷺ آئے تو سب کو ملی روشنی
اسوۂ مصطفیٰ کی یہ تعریف ہے
روشنی، روشنی، روشنی، روشنی
خلقتِ اوّلین خاتم المرسلین
آپ ﷺ پہلی کرن، آخری روشنی
ایک امی لقب کا یہ اعجاز ہے
آدمی کو ملی علم کی روشنی

میرے محترم مہمانان گرامی اور عزیز دوستو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج جس موضوع پر مجھے آپ حضرات کے سامنے اظہار مافی الضمیر کا حکم دیا گیا ہے وہ ''علم'' ہے۔

علم ایک ایسا موضوع ہے کہ جس پر اگر بولنا شروع کیا جائے تو انتہا ممکن نہیں اور

اگر لکھنے کا آغاز کیا جائے تو شاید کتابوں کے جلدوں کی جلدیں بھر جائیں۔ تو اس مختصر سے وقت میں، میں آپ حضرات کے سامنے قرآن وسنت کی روشنی میں علم کی فرضیت اور اہمیت کے بارے میں کچھ معروضات پیش کرنا چاہوں گا۔

میرے عزیز دوستو!...... علم کے معنی جاننے اور آگاہی کے ہیں اللہ تعالی کے اپنے بندوں پر بے حد احسانات ہیں۔ جن میں سے ایک احسان علم ہے جو اس نے اپنے بندوں کو عطا کیا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ '' یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان چاہے وہ مرد ہو یا عورت سب پر فرض ہے۔

یہ وہ علم ہے جس کے متعلق غارِ حرا میں سب سے پہلی وحی ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ① '' نازل ہوئی...... علم وہ عظیم نعمت ہے جس کے متعلق خود ''عَلَّامُ الْغُيُوْبِ'' نے ''رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا'' کی دعا سکھائی...... علم ہی وہ تفریق ہے جو اللہ تعالی نے انسان اور جانوروں کے درمیان پیدا فرمائی...... انسان زمین پر اللہ تعالی کا خلیفہ اور نائب ہے، اسے علم ہی کی وجہ سے باقی مخلوقات پر فضیلت حاصل ہے...... علم ہی وہ دولت ہے جس کی وجہ سے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا۔

تو ان باتوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ علم ہی انسان کے لئے عظمت کی بنیاد اور منارۂ نور ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے بارے میں ارشاد فرمایا۔ ''اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا'' بیشک میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں...... آپ ﷺ صبح وشام یہ دعا مانگا کرتے تھے ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا'' یعنی اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والا علم کا سوال کرتا ہوں۔

سامعین گرامی...... ! آج ہم نے سمجھ لیا کہ اگر ہم نے دینی علم حاصل کرنا ہے تو عصری علم کو چھوڑنا پڑے گا اور اگر عصری تعلیم حاصل کرنی ہے تو دینی علم سیکھا ہی نہیں جا سکتا۔ جبکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مسلمان علم کی طرف سب سے زیادہ توجہ دیتا۔ کیونکہ قرآن مجید نے دین کے بنیادی احکام کے ساتھ ساتھ دنیاوی علم، فلسفہ، تاریخ،

غذائیت اور سائنسی علوم پر غور و فکر کی بھی دعوت دی۔

حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے ''اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ'' یعنی ماں کی گود سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو اور یہ بھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا کہ مال افضل ہے یا علم......؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

> علم انسان کو ذی شرف بنا دیتا ہے......اور مال انسان کو ذلیل کر دیتا ہے......علم انسان کو سخی بنا دیتا ہے......اور مال انسان کو بخیل بنا دیتا ہے......علم دوسروں کو دینے سے اضافہ ہوتا ہے......اور مال دوسروں کو دینے سے کم ہوتا ہے......علم انسان کی خود حفاظت کرتا ہے......اور مال کی حفاظت انسان کو خود کرنی پڑتی ہے۔

علم عظمت اور سربلندی کا ذریعہ ہے۔ زیور علم سے آراستہ لوگ اللہ کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ اللہ کے نزدیک عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتا قرآن پاک کا اعلان ہے ''قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ'' یعنی کیا وہ لوگ جو علم والے ہیں اور وہ لوگ جو علم والے نہیں برابر ہو سکتے ہیں؟ اور جو لوگ نور ایمان سے منور ہو کر علم سے کام لیتے ہیں ان کے لئے ارشاد فرمایا ''يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ'' یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے درجات بلند فرمائے گا جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو یہ درس دیتا ہے کہ علم کی تلاش میں نکلو اور حکمت کے موتی جہاں سے ملے انہیں حاصل کرو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اے اللہ! جو علم تو نے ہمیں دیا ہے اسے ہمارے لئے مفید بنا اور ہمیں ایسا علم عطا فرما جو ہمیں نفع دے اور اس علم پر عمل کرنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

جذبۂ جہاد

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ (۱۶۹)'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ ... ''اِعۡلَمُوۡا اَنَّ الۡجَنَّۃَ تَحۡتَ ظِلَالِ السُّیُوۡفِ''

(او کما قال علیہ السلام)

یہ بات عیاں ہیں دنیا پر ہم پھول بھی ہیں تلوار بھی ہیں
یا بزم جہاں مہکائیں گے یا خون میں نہا کر دم لیں گے

ہر سمت مچلتی کرنوں نے افسون شب غم توڑ دیا
اب جاگ اٹھے ہیں دیوانے دنیا کو جگا کر دم لیں گے

محترم صدر جلسہ اور میرے معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے ''جذبہء جہاد'' کے موضوع پر لب کشائی کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین گرامی...... ! رب کا فرمان ہے ''یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ عَلَی الۡقِتَالِ ؕ'' اے نبی آپ مؤمنین کو جہاد کے لئے تیار کیجئے......؟ میرے مدنی آقا رب کا یہ پیغام سن کر کمر بستہ ہو گئے...... مدینے کی درودیوار سے ''حَیَّ عَلَی الۡجِہَاد اور یَاخَیۡلَ اللہ ارۡکَبِیۡ'' کی صدائیں بلند ہونے لگی...... کفار کے ایوانوں میں زلزلے آنے لگے...... قیصر وکسری کی ہوا اکھڑنے لگی...... کفار کے دلوں میں دین اسلام کی

حضرت عمیر ﷜ کے اشعار میرے کانوں میں پڑتے ہیں تو دل ہل کر رہ جاتا ہے۔

رَكْضًا إِلَى اللهِ بِغَيْرِ زَادِ ...... إِلَّا التُّقَى وَعَمَلِ الْمَعَادِ
وَالصَّبْرِ فِي اللهِ عَلَى الْجِهَادِ ... وَكُلُّ زَادٍ عُرْضَةُ النَّفَادِ
غَيْرُ التُّقَى وَالْبِرِّ وَالرَّشَادِ

جذبہ جہاد کو دیکھنا ہے تو ابو ایوب انصاری ﷜ کو دیکھئے! ۹۰ سال کی عمر ہے جہاد کے لئے میدان میں نکل رہے ہیں بچوں نے عرض کیا ابا جان آپ آرام فرمائے ......؟ آپ نے بہت جہاد کر لیا اب ہم آپ کے بدلے جہاد کریں گے۔

میرے ابو ایوب انصاری ﷜ سے رہا نہ گیا بول پڑے مجھے جہاد سے مت روکو ......؟ میرے بیٹوں سنو! اگر مجھے اللہ کے راستے میں موت بھی آ گئی تو میری لاش کو بھی اللہ کے راستے میں چلانا۔ ’’اللہ اکبر‘‘ یہی ہے جذبہ جہاد۔

سامعین گرامی......! جذبہ جہاد کی بدولت ہی ابو بکر ﷜ ......صدیق بن گئے ......عمر ﷜ ......فاروق بن گئے ......عثمان ﷜ ......غنی بن گئے ......علی ﷜ ......حیدر کرّار بن گئے ...... خالد ﷜ ......سیف اللہ بن گئے ......حمزہ ﷜ ......اسد اللہ بن گئے۔ معاویہ ﷜ کاتب وحی بن گئے ......ابو عبیدہ ﷜ امین الامہ بن گئے۔

میرے غیور نوجوانو......! میرے آج کے اس سلسلہ گفتگو میں اس شخص کا بھی ذکر ہے جس کے حسن زیب پر دنیا والے فخر کیا کرتے تھے ......جس گلی اور کوچے سے گذرتے لوگ اپنے پاؤں کے پنجوں کے بل کھڑے ہو کر ان کے حسن کی زیارت کیا کرتے تھے ......صرف یہ بات نہیں بلکہ آسمان والے بھی ان کے دیدار کے لئے اترتے تھے۔

قیصر روم نے جن ساٹھ صحابہ ﷢ کو قید کر لیا تھا ان میں یہ خوش نصیب صحابی بھی تھے جنہیں دنیا حذیفہ سہمی ﷜ کے نام سے یاد کرتی ہے قیصر روم کی نظر جب حذیفہ ﷜ سہمی پر پڑتی ہے تو فریفتہ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے میں تجھے اپنی بادشاہت کا

عظمت جاگزین ہونے لگی...... اسلام کی دعوت چارسو پھیلنے لگی .... میرے محبوب پیغمبر ﷺ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کبھی بدر کے میدانوں میں...... کبھی احد کے دلگداز چٹانوں میں...... اور کبھی خندق کے غاروں میں...... اور کبھی تبوک کے تپتے صحراؤں میں...... اور کبھی خیبر کے نخلستانوں میں...... اور کبھی حنین کے ریگستانوں میں ''اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِبْ'' کے رجزیہ پڑھتے ہوئے، کفار کے ایوانوں کو ملیامیٹ کرتے چلے گئے۔

کملی والے نے سوال کیا اے ربا! کب تک جہاد کرتا رہوں؟ عرش سے آواز آئی ''وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ'' اے نبی جہاد کرتے رہیے حتی کہ کفر کا نام ونشان مٹ جائے اور دین پورا کا پورا اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہ جائے۔ اور چار دانگ عالم میں اسلام کا بول بالا ہو جائے۔

کملی والے نے سوال کیا اے رب شہید کو کیا ملے گا؟ عرش سے نداء آئی میرا دیدار نصیب ہوگا یہ جواب سن کر کملی والے سے رہا نہ گیا فرط شوق دیدار میں بول پڑے ''لَوَدِدْتُ اَنِّیْ اُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللہ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ''

نبی کے جاںنثاروں نے جب نبی کے اس جذبۂ جہاد کو دیکھا تو ان سے رہا نہ گیا بول پڑے۔

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَی الْجِهَادِ مَابَقِیْنَ اَبَدًا

سامعین محترم......! صحابہ کرام کے دلوں میں شوق شہادت کا دریا موجزن تھا...... دین اسلام کی سربلندی کے لئے ان کے تن، من دھن قربان تھے...... دین اسلام کو گندی نظروں سے دیکھا جانا ان کے لئے ناقابل برداشت تھا...... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''اَیَنْقُصُ الدِّیْنُ وَاَنَا حَیٌّ'' میں زندہ رہوں اور دین میں کوئی کمی آئے یہ میں برداشت نہیں کرسکتا۔

ایک حصہ دیتا ہوں اس شرط پر کہ تو نبی کا کلمہ چھوڑ دے۔ خذیفہ سہمی رضی اللہ عنہ کہتا ہے مجھے تیری بادشاہت کی ضرورت نہیں۔ قیصر روم کہتا ہے اس کو قید کر دیا جائے اور سات دن تک کھانا بند کر دیا جائے مان جائے گا...... سات دن کے بعد قیصر روم کے سامنے لایا جاتا ہے...... پھر وہی سوال دہرایا جاتا ہے...... حضرت خذیفہ سہمی رضی اللہ عنہ شیر کی طرح للکار کر کہتا ہے...... مجھے تیری بادشاہت کے مقابلے میں شہادت کی موت قبول ہے۔ قیصر روم کہتا ہے اس کے دونوں ہاتھوں میں کیل ٹھونک دی جائے چنانچہ جلاد حکم کی تعمیل کرتا ہے اور کیل ٹھونک دی جاتی ہے اور دونوں ہاتھوں سے خون کے فوارے جاری ہو جاتے ہیں اس کے بعد دوبارہ قیصر روم کے سامنے لایا جاتا ہے قیصر روم کہتا ہے اے خوبصورت جوان! تو اپنے حسن پر رحم کر میں تجھے آدھی سلطنت دیتا ہوں اور اپنی اکلوتی بیٹی سے تیرا نکاح کراتا ہوں لیکن تو نبی کا کلمہ چھوڑ دے!

خذیفہ سہمی رضی اللہ عنہ سے رہا نہ گیا بول پڑے میں تیری بادشاہت کو ٹھکرا سکتا ہوں...... شادی کے بغیر زندگی گزار سکتا ہوں...... لیکن نبی کا کلمہ نہیں چھوڑ سکتا۔ قیصر روم حکم دیتا ہے تیل کی کڑھائی گرم کی جائے! اور اس میں اس کو ڈال دیا جائے چنانچہ تیل کی کڑھائی گرم کی جاتی ہے اور خذیفہ سہمی رضی اللہ عنہ کو اس میں ڈال دیا جاتا ہے کچھ دیر کے بعد قیصر روم حکم دیتا ہے اسے نکالو! اب تک اس کی ہڈی بھی گل گئی ہو گی۔ حضرت خذیفہ سہمی رضی اللہ عنہ کو نکالا جاتا ہے لیکن ان کے ایک بال بھی تر نہیں ہوتا۔

آخر ایسا کیوں نہ ہو...... شاعر کہتا ہے۔

فانوس بن کر جس کی حفاظت خود ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

وما علینا الا البلاغ المبین

سیرت محسن اعظم ﷺ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ ''اِنَّمَا بُعِثۡتُ مُعَلِّمًا'' (او کما قال علیہ السلام)

رخِ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھا تو دیوں نے جلنا سیکھا
یہ کرم ہے مصطفیٰ ﷺ کا شب غم نے ڈھلنا سیکھا

یہ زمیں رکی ہوئی تھی یہ فلک تھما ہوا تھا
چلے جب میرے محمد ﷺ تو جہاں نے چلنا سیکھا

محترم صدر جلسہ و معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج اس بزمِ سعید میں میرا موضوع سخن ''سیرت النبی ﷺ'' کے مبارک عنوان سے معنون ہے۔

سامعین گرامی......! ویسے تو سیرت کا معنیٰ لغت میں کسی کی کارکردگی یا کارناموں کو احاطہ کرنے کے آتے ہیں۔ لیکن آج تک کوئی مصنف......کوئی محدث ......کوئی مؤرخ......کوئی مفکر......کوئی مدبر اور کوئی مقرر ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے آنحضرت ﷺ کی پوری سیرت کا احاطہ کیا ہو......! چنانچہ میں وقت کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے سیرت کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالوں گا۔

حاضرین گرامی......! میرے آقا کی صورت حسین ہے......سیرت بہترین ہے......صورت میں جمال ہے......سیرت میں کمال ہے...... میرے محبوب پیغمبر

ﷺ کی سیرت کا باب اتنا وسیع ہے کہ اماں صدیقہ...... پیغمبر کی رفیقہ...... ازواج میں لطیقہ...... امت پہ شفیقہ...... اخلاق میں خلیقہ...... کائنات میں باسلیقہ...... شان میں عجیبہ...... نہایت خوش نصیبہ...... خدا کی حبیبہ...... باغ نبوت کی عندلیبہ وہ فرماتی ہیں ''كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ'' سارا قرآن میرے مصطفیٰ ﷺ کی سیرت ہے۔

سامعین محترم......! میرا پیغمبر ﷺ امی ایسا ہے کہ ساری کائنات میں ان کا استاد نظر نہیں آتا...... اور استاد ایسا ہے کہ ساری کائنات ان کی شاگرد ہیں...... یتیم ایسا ہے کہ نہ باپ نہ دادا، پورے مکہ میں لاوارث نظر آتے ہیں...... اور وارث ایسا ہے کہ ساری امت لاوارث کا وارث ہی محمد ﷺ ہیں...... حسین ایسا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے دیکھنے والوں نے انگلیاں کاٹیں...... میرے محمد ﷺ کو دیکھنے والوں نے اپنے بچے شہید کروائے...... گردنیں کٹوائیں...... جانیں قربان کردیں...... حسین ایسا ہے کہ خدا نے اپنے محبوب بنالیا...... اور حیا اتنی ہے کہ عرب کی کنواری لڑکیاں بھی حیا کا مقابلہ نہ کرسکیں...... بہادر اتنا ہے کہ اکیلا غزوۂ حنین میں کھڑے ہو کر کہتے ہیں ''أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِبْ''.......... نرم دل اور مہربان اتنا ہے کہ ساری زندگی کسی کو انگلی کا اشارہ بھی نہ کیا...... میرے محبوب ﷺ کی عجیب سیرت ہے بیک وقت حضور ﷺ میں دو چیزیں ہیں۔

میرے مدنی آقا بہادر بھی ہیں...... شریف بھی ہیں...... حسین بھی ہیں...... باحیا بھی ہیں...... امی بھی ہیں...... استاد بھی ہیں...... یتیم بھی ہیں...... اور وارث بھی ہیں۔

سامعین مکرم......! مجھے کہنے دیجئے! میرے نبی مسکرا کر دیکھے تو جنت کا منظر بن جاتا ہے...... غصے میں آجائے تو قیامت کا منظر بن جاتا ہے...... قدم اٹھائے تو سنت بن جاتی ہے...... گفتگو کرے تو حدیث بن جاتی ہے...... عمل کرے تو شریعت بن جاتی ہے...... جوان کی نکاح میں آئے مومنین کی ماں بن جاتی ہے...... مکے آئے تو مکرمہ بن جاتا ہے...... مدینہ آئے تو منورہ بن جاتا ہے...... ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو صدیق بن جاتا ہے...... عمر رضی اللہ عنہ آئے تو فاروق بن جاتا ہے...... عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو ذوالنورین بن جاتا ہے

……علی ؓ آئے تو…… حیدر کرار بن جاتا ہے…… معاویہ ؓ آئے تو کاتب وحی بن جاتا ہے…… ابوعبیدہ ؓ آئے تو امین الامۃ بن جاتا ہے…… ڈاکو اور لٹیرے آئے تو محافظ ونگہبان بن جاتا ہے…… ظالم وستم گر آئے تو عادل اور ہمدرد انسان بن جاتا ہے…… فاسق و فاجر آئے تو زاہد و پارسا بن جاتا ہے…… عرب کا چرواہا آئے تو زمانے کا مقتداء بن جاتا ہے…… یہ سب کچھ کیسے ہوا تھا؟ کیونکر ہوا تھا؟ یہ انقلاب کیسے آیا تھا؟

میں عرض کروں یہ انقلاب حضور ﷺ کی محنت سے بپا ہوا تھا………… یہ انقلاب حضور ﷺ کی سیرت پر چلنے اور عمل کرنے سے بپا ہوا تھا…… یہ تبدیلی سیرت النبی ﷺ کی انقلابی تعلیمات کی برکت سے آئی تھی…… یہ تغیر سیرت النبی ﷺ کو اپنا امام اور مقتدا بنانے سے پیدا ہوا تھا۔

گرامیٔ قدر سامعین……! آج بھی وہ ہدایت ربانی اور دعوت آسمانی موجود ہے…… اور سیرت کے جلسے بھی بہت ہو رہے ہیں…… عید میلاد النبی ﷺ کے لئے بڑے بڑے جلوس بھی نکل رہے ہیں…… بارگاہ رسالت ﷺ میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی جارہی ہے۔

لیکن! وہ فضا اور ماحول نہیں بن رہے ہیں جو صحابہ کے دور میں تھا…… چنانچہ اگر آپ وہ ماحول اور فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے سرور کائنات ﷺ کی سیرت کی طرف رجوع ضروری ہے…… اسی میں ہمارا علاج ہے۔

شاعر کہتا ہے……!

اصلاح عالم کا اب سامان ہونا چاہیے
سب کا دستور العمل سیرت النبی ﷺ ہونا چاہیے

یہی ہے آرزو سیرت مصطفی ﷺ عام ہو جائے
سب سے اونچا پرچم، پرچم اسلام ہو جائے

وما علینا الا البلاغ المبین

وجود باری تعالیٰ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

’’وَمِنۡ اٰیٰتِہٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِکُمۡ وَاَلۡوَانِکُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلۡعٰلِمِیۡنَ‘‘

وقال النبی ﷺ ’’مَنۡ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخۡلِصًا دَخَلَ الۡجَنَّۃَ‘‘

(او کما قال علیہ السلام)

میری ہستی ہے خود شاہد وجود ذات باری کی
دلیل ایسی ہے یہ جو عمر بھر رد ہو نہیں سکتی

محترم اساتذۂ کرام اور میرے ہم سفر ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے ’’وجود باری تعالیٰ‘‘ کے عنوان پر چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین گرامی......! کائنات کا حسن ہی وہ سب سے پہلی چیز ہے جو صاحب ذوق انسان کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے...... یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ کائنات تو ہوتی...... مگر اس پر حسن وجمال کی نقاب نہ ہوتی...... زمین ہوتی...... مگر اسمیں ندی نالوں کا شور نہ ہوتا...... ستارے ہوتے...... مگر روشنی نہ ہوتی...... پھول ہوتے...... مگر رنگ وبو نہ ہوتا...... پربت ہوتا...... مگر ستاروں کا جھرمٹ نہ ہوتا...... زمین ہوتی...... مگر سبزے کی چادر نہ ہوتی...... چاند ہوتا...... مگر چاندنی نہ ہوتی...... سورج ہوتا...... مگر کرنیں نہ ہوتی...... بلبل ہوتی...... مگر اس کی نوانجی نہ ہوتی...... گویا کان ہوتے...... مگر اس کی سماعت کا کوئی سامان نہ ہوتا...... نگاہ ہوتی...... مگر نگاہ نوازی نہ ہوتی...... انسانی علم ونظر آج

تک اس سوال کا جواب نہیں دے سکا کہ یہاں تخلیق کے ساتھ حسن کیوں ضروری ہے مگر قرآن جواب دیتا ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے ہے تا کہ انسان کائنات کا مشاہدہ کرے اور بلا اختیار پکار اٹھے...... فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ○۔

گرامیٔ قدر احباب......! میں نے خدا کو نہیں دیکھا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ موجود نہیں ہے...... میں نے نیو یارک نہیں دیکھا مگر اسے مانتا ہوں...... میں نے کوہ آتش فشاں کو نہیں دیکھا مگر اسے مانتا ہوں...... میں نے سمندر سے جواہر و یواقیت نکلتے نہیں دیکھے مگر مانتا ہوں...... میں نے انسان کو چاند پر جاتے نہیں دیکھا مگر میں مانتا ہوں...... میں نے سونے کی کان آج تک نہیں دیکھی مگر مانتا ہوں...... میں نے ایٹم بم کا عملی مظاہرہ نہیں دیکھا مگر مانتا ہوں...... میں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو نہیں دیکھا مگر مانتا ہوں...... میں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نہیں دیکھا مگر مانتا ہوں...... میں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا نہیں مگر مانتا ہوں...... میں نے ہلاکو خان اور چنگیز خان کو دیکھا نہیں مگر مانتا ہوں...... میں کیوں مانتا ہوں......! آپ سب کیوں مانتے ہیں؟ صرف اس لئے کہ ہم نے ان کے وجود کے متعلق بااعتماد لوگوں سے سنا ہے اس لئے ہم ان کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں...... مجھے کہنے دیجئے! کہ اگر ہم اَن دیکھی چیزوں کے وجود کو عام لوگوں کے کہنے پر تسلیم کر سکتے ہیں تو جس خدا کے وجود کی گواہی لاکھوں سچے اور مقدس انسان دیں اور جس کے وجود کی گواہی سچوں کا سردار...... صدیقین کا بادشاہ...... امینوں کا سرخیل...... دیانتداروں کا سپہ سالار محمد رسول اللہ ﷺ دے...... تو میں کیوں تسلیم نہ کروں......؟

حاضرینِ مجلس......! اس سے بڑا ستم اور تعصب کیا ہوگا کہ عام لوگوں کے کہنے پر تو اَن دیکھی چیزوں کے وجود کو تسلیم کر لوں لیکن محبوبِ کونین ﷺ کے کہنے پر خدا کے وجود کو تسلیم نہ کروں...... بلکہ میں تو ایک قدم آگے بڑھ کر صاف صاف کہتا ہوں کہ جب میرے آقا نے کہہ دیا کہ خدا ہے تو اب مجھے خدا کے وجود پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں آپ ﷺ کا فرمودہ میرے لئے کیا بلکہ ہر مسلمان کے لئے آخری

حجت ہے...... ارے میں تو واشگاف کہتا ہوں کہ...... میں نے عرش معلی کو نہیں دیکھا ...... مگر مانتا ہوں...... میں نے ملائکہ کو نہیں دیکھا...... مگر مانتا ہوں...... میں نے جنت کو نہیں دیکھا...... مگر مانتا ہوں...... میں نے دوزخ کو نہیں دیکھا...... مگر مانتا ہوں ...... میں نے حوروں کو نہیں دیکھا...... مگر مانتا ہوں...... میں نے سدرۃ المنتہی کو نہیں دیکھا...... مگر مانتا ہوں...... کیوں مانتا ہوں...... صرف اور صرف اس لئے مانتا ہوں کہ میرے آقا نے بتایا...... کائنات کے سردار نے بتایا...... نبیوں کے سالار نے ان سب چیزوں کے وجود کی گواہی دی۔

سامعین گرامی......! اصل بات یہ ہے کہ وجود باری تعالیٰ کے مسئلہ کا تعلق عقل سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق دل سے ہے...... ذرا دل سے پوچھو کہ وہ ایک بالاتر ہستی کی ضرورت محسوس کرتا ہے یا نہیں؟...... تو دل سے بلا اختیار آواز آتی ہے ''اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ''...... ہاں ہاں میں ہی تیرا معبود برحق ہوں میرے وجود کو تسلیم کرلو اور مجھ ہی سے ڈرو...... شاعر نے کیا ہی پیاری بات کہی ہے......!

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

وما علینا الا البلاغ المبین

تقویٰ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

’’اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ‘‘ (صدق اللہ العظیم)

وَقَالَ النَّبِی ﷺ ’’ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُوْا اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ‘‘ (او کما قال ﷺ)

اگر اپنے عمل میں ہم سجالیں ان ﷺ کی سنت کو
تو یہ تپتا ہوا صحرا گل وگلزار ہوجائے
الٰہی اس قدر تاثیر دیدے فکرِ مسلم کو
کہ رخ اپنا بدلنے کے لئے تیار ہوجائے

محترم اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے ’’تقویٰ‘‘ کے موضوع پر چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین گرامی......! قرآن پاک میں تقویٰ اور ورع کو انسان کے لئے اعلیٰ واشرف مراتب قرار دیا گیا ہے...... لیکن آج لوگ......!

صدر اور وزیر بننے کو اعلیٰ واشرف سمجھ رہے ہیں
آج لوگ ڈاکٹر بننے کو اعلیٰ واشرف سمجھ رہے ہیں
آج لوگ پائلٹ بننے کو اعلیٰ سمجھ رہے ہیں
آج لوگ انجینئر بننے کو اعلیٰ سمجھ رہے ہیں
آج لوگ ماسٹر بننے کو اعلیٰ سمجھ رہے ہیں

آج لوگ گورنر اور منسٹر بننے کو اعلیٰ سمجھ رہے ہیں
آج لوگ پروفیسر بننے کو اعلیٰ سمجھ رہے ہیں
آج لوگ استاد بننے کو اعلیٰ سمجھ رہے ہیں
آج لوگ قاری بننے کو اعلیٰ سمجھ رہے ہیں

لیکن رب کائنات کہتا ہے...... ''اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ''

میرے نزدیک سب سے اشرف و افضل و اعلیٰ و بالا مراتب پر وہ شخص فائز ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ دار ہو۔

سامعین محترم......! تقویٰ ہی وہ انمول خزانہ ہے جس کے ذریعے انسان ملائکہ سے سبقت کر جاتا ہے...... تقویٰ ہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے خالق کون و مکان ملائکہ کے روبرو ابن آدم کی مدح سرائی بیان کرتا ہے...... ارے سنیے! تقویٰ ہی وہ شے ہے جس کے اختیار کرنے پر قرآن پکار اٹھتا ہے...... اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾

اور تقویٰ ہی وہ نسخۂ کیمیا ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ بگڑی بناتے ہیں اور رزق کی فراوانی عطا فرماتا ہے'' ومن یتق اللہ یجعل له مخرجاویرزقه من حیث لایحتسب''

میرے مدنی آقا ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری شکل و صورت کو نہیں دیکھتے بلکہ وہ تو تمہارے دلوں کے تقویٰ کو دیکھتے ہیں۔

سامعین مکرم......! میں آپ کو میرے آقا کے ایک غلام کا تقویٰ سناتا ہوں ایک دن خلیفہ اوّل امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی رفیقہ حیات سے میٹھا حریرہ تیار کرنے کی خواہش کی۔

چنانچہ بیوی نے میٹھا تیار کر کے پیش کیا بیوی نے سوچا کہ یہ کھانا حضرت کو بہت پسند ہے اس لئے ہر مہینے آمدنی سے کبھی ایک درہم کبھی نصف درہم بچا کر جمع کرتی گئی پھر ایک دن خوشی خوشی حضرت کے کھانے کے ساتھ میٹھا بھی پیش کر دیا۔ صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ میٹھا حریرہ کہاں سے آیا؟ عرض کیا کہ تنخواہ سے کچھ بچاتی رہی ہوں اور جمع کر کے آج یہ حریرہ تیار کیا ہے۔ اور آپ کی خدمت میں پیش کر رہی ہوں۔

یہ جواب سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے افسوس کا اظہار کیا اور حکم دیا کہ جس قدر رقم سے یہ حریرہ تیار ہوا ہے اس قدر میری ماہانہ تنخواہ سے رقم کم کر دی جائے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بغیر بھی میرا گزر بسر ہو سکتا ہے۔ اللہ اکبر! یہ ہے تقویٰ۔

سامعین گرامی......! اگر آپ کو تقویٰ دیکھنا ہے تو آیئے میں آپ کو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ سناتا ہوں ایک مرتبہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شہر سے ایک بکری چوری ہو گئی۔ بہت تلاش کرنے کے باوجود نہ مل سکی۔ شبہ ہوا شاید کسی نے اس کو ذبح کر دیا ہو یا ذبح کر دے گا۔

چنانچہ امام صاحب نے بکری کے ریوڑ رکھنے والوں سے بکری کی عمر پوچھی کہ بالعموم کتنے برس زندہ رہ سکتی ہے؟ انہوں نے کہا سات برس۔ چنانچہ آپ نے سات سال تک بکری کا گوشت نہیں کھایا۔

سبحان اللہ! یہ ہے ہمارے سلف صالحین کا تقویٰ جس کی وجہ سے اللہ رب العزت نے ان کو دنیا میں بھی چمکایا اور آخرت میں بھی ان کے لئے اعلیٰ مقام تیار کر رکھا ہے اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمان ”اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ“ کے مصداق ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں بھی تقویٰ والی زندگی گزارنے اور سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

قرآن کتاب انقلاب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

”لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ۚ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۶۴﴾“

(صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ”اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَرۡفَعُ بِھٰذَا الۡکِتَابِ اقواماً ویضع بہ آخرین“ (او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم)

نہ ہو جب تک اصول زندگی قرآنی
نہیں ممکن مساوات و اخوت کی فراوانی

کیوں نہ ہو ممتاز اسلام، دنیا بھر کے دینوں میں
وہاں مذہب کتابوں میں، یہاں قرآن سینوں میں

محترم اساتذہ کرام اور میرے ہم سفر ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع ہے ”قرآن کتاب انقلاب“

سامعین گرامی......! کچھ دیر کے لئے حال سے رشتہ توڑ کر ان بھاگتی دوڑتی گاڑیوں اور ترقی یافتہ دور سے نظریں ہٹا کر پندرہ صدیاں پیچھے لوٹ جائیں تاریخ کے صفحات کھنگالیں اور دیکھیں دنیا میں کیا تھا؟ ظلمت ہی ظلمت تھی...... اندھیرا ہی اندھیرا تھا...... ظلم وستم کا دور دورہ تھا...... جور و جفا عام تھا...... شراب نوشی اور زنا کاری معیوب نہ تھی...... چوری اور ڈاکہ زنی پر فخر کیا جاتا تھا...... انسان انسان کے خون کا پیاسا تھا......

بچیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا...... عورت حیوانوں کی سی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھی...... کمزوروں اور ضعیفوں کا کوئی پرسان حال نہ تھا...... جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون تھا...... قبائلی لڑائیاں سالہا سال تک جاری رہتی تھیں...... انتقام در انتقام کا سلسلہ چلتا رہتا تھا...... افراتفری تھی...... اضطراب تھا...... بے چینی تھی...... بدی کا راج تھا اور بے حیائی کا غلبہ تھا...... انسانیت کا ٹمٹماتا ہوا چراغ بجھنے کو تھا...... وہ رب جو خزاں میں بہار پیدا کرتا ہے...... وہ رب جو ظلمتِ شب کے بعد نورِ سحر پیدا کرتا ہے...... وہ رب جو قحط سالی میں کہلاتے انسانوں...... بلبلاتے حیوانوں اور تڑپتے کیڑے مکوڑوں پر رحم کرتے ہوئے بارش برساتا ہے...... اسی رب کو جو میرا آپ کا اور ہر شے کا رب ہے...... اسے اشرف المخلوقات کی حیوانوں سے بدتر حالت پر رحم آ گیا اور اس نے کائنات کے مقدس ترین انسان کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیج دیا، اور اپنے پیغمبر ﷺ کو قرآن کی صورت میں انسانیت کا دستور دیا، ہدایت کا منشور دیا۔ راہِ زندگی کا نور دیا، قرآن کی انقلابی تعلیمات نے انقلاب برپا کر دیا اور ایسا انقلاب کہ دنیا اس کی مثال لانے سے قاصر ہے۔

قرآن نے شہر بدل دیئے...... گاؤں بدل دیئے...... عقائد بدل دیئے...... سوچنے کے انداز بدل دیئے...... راستے بدل دیئے......، منزل بدل دی...... معیشت بدل ڈالی...... تجارت بدل ڈالی...... معاشرت بدل ڈالی...... ثقافت بدل ڈالی...... سیاست بدل ڈالی...... حکومت بدل ڈالی...... زندگیاں بدل ڈالی...... زندگیوں کے رخ بدل ڈالے...... ظاہر بدل ڈالا...... باطن بدل ڈالا...... انسان بدل ڈالا...... ڈاکو اور لٹیرے، محافظ اور نگہبان بن گئے...... ظالم اور ستم گر، عادل اور ہمدرد انسان بن گئے...... فاسق و فاجر، زاہد و پارسا بن گئے...... عرب کے چرواہے، زمانے کے مقتدا اور رہنما بن گئے...... شرابی اور بدکار زاہد و شب بیدار بن گئے...... جو ذرّہ تھا...... وہ گہر بن گیا، مدعو تھا...... داعی بن گیا، قطرہ تھا...... دریا بن گیا، پیاسا تھا...... ساقی بن گیا، لوہا تھا...... پارس بن گیا، جاہل تھا...... عالم بن گیا، برا تھا...... نیک بن گیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ تھا...... صدیق بن گیا، عمر رضی اللہ عنہ تھا...... فاروق بن گیا، عثمان رضی اللہ عنہ تھا...... ذوالنورین بن گیا، علی رضی اللہ عنہ تھا

......حیدر کرار بن گیا، معاویہ رضی اللہ عنہ تھا...... کاتب وحی بن گیا، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھا......امین الامۃ بن گیا، یہ سب کچھ کیسے ہوا، کیونکر ہوا؟ یہ انقلاب کیسے آیا؟ میں عرض کروں یہ انقلاب رسول اللہ ﷺ کی محنت سے بپا ہوا...... یہ انقلاب قرآن کے پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے بپا ہوا...... یہ تبدیلی قرآن کریم کی انقلابی تعلیمات کی برکت سے آئی...... یہ تغیر قرآن کو اپنا امام اور مقتدا بنانے سے بپا ہوا۔

آج بھی قرآن ہمارے پاس موجود ہے اور اسی طرح موجود ہے جس طرح نازل ہوا تھا اس کی کسی آیت میں تبدیلی نہیں ہوئی اس کا کوئی حرف...... کوئی زیر...... کوئی زبر...... کوئی شوشہ نہیں بدلا...... لیکن ارے مسلمان! تم کتنے بدنصیب ہو تمہارے گھر میں خزانہ ہے مگر تم دوسروں سے بھیک مانگتے پھر رہے ہو...... تمہارے پاس روشنیوں کا منبع ہے مگر تم امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس اور چین سے روشنی مانگ رہے ہو...... تمہارے سامنے آبِ شیریں کا دریا بہہ رہا ہے مگر تم "اَلْعَطَش اَلْعَطَش" پکار رہے ہو، ارے چھوڑ دو لینن اور اسٹالن کو، ماؤزے تنگ اور مغربی جمہوریت کے سراب کو تم قرآن کا دامن تھام لو، سارا یورپ تمہارے قدموں میں آ گرے گا۔ جدید دنیا کسی نئے نظام کی تلاش میں ہے ارے اٹھو......؟ اور اس کے سامنے قرآنی نظام پیش کرو افسوس ہے تم پر کہ تم خزانے کے سانپ بنے بیٹھے ہو۔ نہ خود قرآن سے فائدہ اٹھاتے ہو نہ دنیا کے استفادہ کے لئے اسے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہو۔ شاعر کہتا ہے......

اصلاح عالم کا بس اب سامان ہونا چاہیے
سب کا دستور العمل قرآن ہونا چاہیے

یہی ہے آرزو تعلیم قرآن عام ہو جائے
ہر اک پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو قرآن حکیم پڑھنے، پڑھانے، سمجھنے، سمجھانے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

دعوت وتبلیغ کی اہمیت

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم أمابعد! فأعوذباللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

’’وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ‘‘ (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ ’’بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً‘‘ (او کما قال ﷺ)

پلٹ دی جس نے کایا اِک نظر میں بزمِ ہستی کی
کوئی اعجاز تھا یا عزمِ مردانہ محمد ﷺ کا
عرب کا ذرہ ذرہ آج تک سرشار وحدت ہے
کبھی گردش میں آیا تھا وہ پیمانہ محمد ﷺ کا

محترم اساتذۂ کرام اور میرے دینی بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع ہے ’’دعوت وتبلیغ کی اہمیت‘‘

سامعین گرامی……! ربّ کائنات کا فرمان ہے ’’وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا‘‘ یعنی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور تفرقہ بازی نہ کرو…… مفسرین اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عبارۃ النص کے طور پر مسلمانوں کو ایک جماعت بنانے کا حکم دیا ہے اور اسی آیت میں ربّ ذوالجلال نے جماعت کا منشور بھی متعین کر دیا ہے وہ ہے حبل اللہ یعنی قرآن مجید۔

اب رہی بات کہ اس جماعت کا کام کیا ہوگا: خود ربّ کائنات نے اس کا اعلان کر دیا ’’کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ‘‘ یعنی تم بہترین امت ہو جو نکالی گئی ہے لوگوں کے نفع رسانی کے لئے

تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔ اور خود بھی ایمان کے صفات کے ساتھ متصف رہتے ہو۔

اور ایک جگہ فرمایا: ”وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۝“ ”اس شخص سے بھلی بات کس کی ہوسکتی ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے اور خود بھی نیک عمل کرے اور کہے کہ میں بھی عام مسلمانوں میں سے ہوں۔

سرور دو عالم ﷺ نے دعوت وتبلیغ کی تاکید اور اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”مَنْ رَّاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ“ ”تم میں سے جو بھی خلاف شرع کام ہوتے ہوئے دیکھے تو اسے چاہیئے کہ اس کو ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔

سامعین محترم......! حضور ﷺ کے ختم نبوت کی وجہ سے دعوت وتبلیغ کا کام تمام مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ چنانچہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین نے اس فریضہ کو حسن اسلوبی کے ساتھ انجام دیا...... جس کا بیّن ثبوت تاریخ کے اوراق اور اطراف عالم میں پھیلی ہوئی ان بزرگ ہستیوں کے مقبرے ہیں...... جو ”بَلِّغُ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ“ پر عمل کرتے ہوئے اقوام عالم میں پھیل گئے تھے۔ پھر زوال مسلمین کی وجہ سے یہ فریضہ کچھ زمانے تک رُکا رہا...... اللہ تعالیٰ مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو نور سے بھر دے انہوں نے اپنی کاوشوں اور جہد مسلسل کے ذریعے پھر سے دعوت وتبلیغ کے فریضے کو زندہ کیا اور اس میں ایک نئی روح پھونکی جس کی چمک دمک آج ہندوستان سے لے کر یورپ اور افریقہ سمیت دنیا کے ایک سو اسی ممالک میں نظر آرہی ہے اور آہستہ، آہستہ وہ فضائیں اور ماحول بنتے جارہے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں تھے اور اسی دعوت وتبلیغ کی محنت سے وہ اخوت اور بھائی چارہ دیکھنے کو مل رہا ہے جس کا صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں دور دورہ تھا۔

سامعین مکرم...... ! اگر اللہ تعالیٰ کی رضا اور نصرت حاصل رہی تو وہ دن دور نہیں جب پورے دنیا میں علوم محمدی کا بول بالا ہوگا اور اسلام کا جھنڈا ہر سو لہرایا جائے گا بس اس دعوت فکر کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں......

وفا کے پھول ہر اک گام پر بچھائے چلو
لہو کے دیپ ہر اک موڑ پہ جلائے چلو

میرا لہو، میری عالم میں واپسی کے لئے
پکارتا ہے تمہیں فرض منصبی کے لئے

بہار دین محمد ﷺ کی تازگی کے لئے
اُٹھو سفینۂ عالم کی رہبری کے لئے

بھنور میں کشتی ملت ہے ڈگمگاتی ہوئی
بڑھو کہ سامنے جنت ہے جگمگاتی ہوئی

وما علینا الا البلاغ المبین

سب سے اونچا نبی ﷺ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

''اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ① وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ② الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ③ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ④'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ ''کُنْتُ نبیاً وادمُ بین الماءِ والطِّین''

کتابِ فطرت کے سرِورق پہ جو نام احمد رقم نہ ہوتا
تو نقشِ ہستی ابھر نہ سکتی وجود لوح و قلم نہ ہوتا
تیرے غلاموں میں بھی نمایاں جو تیرا عکس کرم نہ ہوتا
تو بارگاہِ ازل سے تیرا خطاب خیر الامم نہ ہوتا

محترم اساتذۂ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے جس موضوع پر لب کشائی کی جسارت کرنا چاہتا ہوں وہ ہے ''سب سے اونچا نبی ﷺ''

سامعین گرامی......! ان آیات کریمہ میں جو میں نے آپ حضرات کے سامنے پڑھی اللہ پاک نے اپنے محبوب ﷺ کو تین خصوصی انعامات عطا فرمانے کا ذکر کیا ہے...... ① شرح صدر...... ② وضع وزر...... ③ رفع ذکر...... لطف کی بات یہ ہے کہ یہ تینوں انعامات آپ ﷺ کی ذات گرامی کو بن مانگے اور بغیر درخواست کے عطا فرمائے گئے...... آپ کو معلوم ہے کہ بعض چیزیں استاد شاگرد کو...... والد بیٹے کو......

بڑا چھوٹے کو...... مانگنے پر عطا کرتا ہے اور بعض چیزیں بن مانگے اس کی صلاحیت کو دیکھ کر دے دی جاتی ہیں اسی طرح یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو تین عظیم الشان نعمتیں عطا فرمانے کا فیصلہ کیا ہے...... ① شرح صدر...... ② وضع وزر ③ رفع ذکر......

سامعین محترم......! جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا...... ''اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى'' یعنی آپ فرعون کے دربار میں جا کر میری حقانیت اور وحدانیت کا پیغام اس کو پہنچاؤ......؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دربار خداوندی میں ایک درخواست پیش کی'' قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝۲۵ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۝۲۶ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝۲۷ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۝۲۸ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۝۲۹ هٰرُوْنَ اَخِي ۝۳۰ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ۝۳۱ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ۝۳۲ ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پانچ چیزوں کی درخواست بارگاہ خداوندی میں پیش کیا...... میرا شرح صدر فرما دیجئے...... میرا کام آسان فرما دیجئے...... میری زبان کی گرہ کھول کر اسے فصیح بنا دیجئے...... میرے اہل بیت سے میرا وزیر بنا دیجئے...... اور مولائے کریم نے موسیٰ علیہ السلام کی یہ درخواستیں قبول فرمائی ان کے سوال کرنے پر...... مگر میں قربان جاؤں آمنہ کے لال پر کہ جب آپ ﷺ کی باری آتی ہے تو دربار شاہی سے خود ہی فیصلہ صادر فرما کر اپنے محبوب کو اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ ''اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱'' یعنی میں نے آپ کا شرح صدر فرما کر آپ کو دین ودنیا کی نعمتوں سے مالا مال کیا۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صدر کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا شرح صدر سے دو نعمتیں علم اور حلم مراد ہیں یعنی سرور دو عالم کو منصب نبوت کے شایان شان جو علم ومعارف ہو سکتے تھے وہ اس کثرت سے عطا فرما دیئے گئے کہ ان کو شمار کرنا کسی امت کے بس کی بات نہیں...... نبوت کے علوم...... شریعت کے علوم

...... جہاد کے علوم ...... عبادت کے علوم ...... ریاضت کے علوم ...... امارت کے علوم ...... طریقت کے علوم ...... معرفت کے علوم ...... گویا کہ کوئی علم آپ سے دور نہیں رکھا گیا جو منصب نبوت کے لئے ضروری تھا ...... حضور ﷺ کا علم بھی بے مثال ...... حضور ﷺ کا حلم بھی بے مثال ...... علم نے دماغ روشن کر دیئے ...... حلم نے دل روشن کر دیئے ...... میرا نبی علم والا ...... میرا نبی حلم والا ...... دونوں نعمتیں بے مثال دونوں نعمتیں لازوال ...... ''وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝'' ...... یعنی ہم نے آپ ﷺ کا بوجھ اتار دیا ...... بوجھ کیا تھا ...... مخلوق کی فکر ...... توحید کی فکر ...... دین کی فکر ...... مشرکین کی فکر ...... یہی فکر آپ ﷺ پر بوجھ بنی ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت عطا فرما کر یہ بوجھ آپ ﷺ سے اتار دیا اور آپ پوری طرح مطمئن ہو گئے ...... ''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝'' (یعنی ہم نے آپ کا نام بلند کر دیا)

چنانچہ کلمہ حضور ﷺ کے ذکر کے بغیر نامکمل ...... اذان حضور ﷺ کے ذکر کے بغیر نامکمل ...... تکبیر حضور ﷺ کے ذکر کے بغیر نامکمل ...... نماز حضور ﷺ کے ذکر کے بغیر نامکمل ...... قبر کا سوال جواب حضور ﷺ کے ذکر کے بغیر نامکمل ...... خلاصہ یہ ہے کہ انسان اعضاء کے بغیر نامکمل اور ایمان مصطفیٰ کے بغیر نامکمل۔

سامعین مکرم! حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے محبوب! جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہیں آپ کا بھی ذکر کیا جائے گا ...... کلمے میں پہلے میرا ذکر ...... پھر تیرا ذکر ...... تکبیر میں پہلے میرا ذکر ...... پھر تیرا ذکر ...... نماز میں پہلے میرا ذکر ...... پھر تیرا ذکر ...... نمازِ جنازہ میں پہلے میرا ذکر ...... پھر تیرا ذکر ...... قبر میں پہلے میرا ذکر ...... پھر تیرا ذکر ...... حشر میں پہلے میرا ذکر ...... پھر تیرا ذکر۔

''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝'' ...... لات وعزّیٰ کے پجاریوں ...... شرک و بدعت کے علمبرداروں ...... اور غیر اللہ کے چڑھاوے کھانے والوں ...... تم مٹ جاؤ گے ...... تمہارا لات وعزّیٰ مٹ جائے گا ...... میرے محمد ﷺ کا پرچم چار دانگِ عالم میں

لہرائے گا...... عرب کا نبی یہ ہوگا...... عجم کا نبی یہ ہوگا...... عرش کا نبی یہ ہوگا...... فرش کا نبی یہ ہوگا...... انبیاء کا نبی یہ ہوگا...... اولیاء کا نبی یہ ہوگا...... اصفیاء کا نبی یہ ہوگا...... اتقیاء کا نبی یہ ہوگا...... بلکہ مجھے کہنے دیجئے! خدا ربّ العالمین ہے...... مصطفیٰ رحمۃ للعالمین ہے...... جہاں جہاں میرے خدا کی خدائی کا ڈنکا بجے گا...... وہاں وہاں میرے مصطفیٰ کی مصطفائی کا ڈنکا بجے گا۔

خدا مدح آفرینِ مصطفیٰ بس
محمد حامدِ حمدِ خدا بس

وما علینا الا البلاغ المبین

شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

’’وَالَّذِیۡ جَآءَ بِالصِّدۡقِ وَصَدَّقَ بِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ﴿۳۳﴾‘‘

وقال رسول اللہ ﷺ ’’ لِاَبِیۡ بَکۡرِ الصِّدِّیۡقِ اَنۡتَ صَاحِبِیۡ فِی الۡغَارِ وصاحِبِیۡ فِی الۡجَنَّۃِ‘‘ (او کما قال ﷺ)

صدیق ؓ یار و یاورِ محبوبِ کردگار
اور صاحبِ رسول ﷺ ہیں فی الغارِ والمنار

صدیق ؓ پیشتر ہوئے داخل جو غار میں
یہ ہے دلیلِ قیم و برہانِ آشکار

صدیق ؓ جب تلک نہ کسی دل میں آئیں گے
اس دل میں نہیں آئیں گے نبوت کے تاجدار

محترم اساتذۂ کرام اور گلشن انور کے چہکتے مہکتے بلبلو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے اس شخصیت کی مناقب بیان کرنا چاہتا ہوں جو فنافی الرسول بھی ہے...... رفیقِ قبر بھی ہے...... رفیقِ حشر بھی ہے...... یارِ غار بھی ہے...... نبوّت کا وفادار بھی ہے۔

علامہ ابن حجر مکی ؒ لکھتے ہیں صدیق ؓ کی ولادت پر ہاتف نے آسمان سے آواز دی ’’اَمَۃَ اللہ بِتَحۡقِیۡقِیۡ اَبۡشِرِیۡ بِالۡوَلَدِ الۡعَتِیۡقِ اِسۡمُہٗ فِی السَّمَآءِ صِدِّیۡقٌ وَبِالۡخَاتَمِ النَّبِیِّیۡنَ فِی الۡغَارِ رَفِیۡقٌ‘‘ آواز آئی کہ اللہ کی بندی! یہی ابوبکر صدیق جن

کا نام عبداللہ ہے...... ان کے والد کا نام ابوقحافہ عثمان ہے...... کنیت ابوبکر ہے...... لقب عتیق وصدیق ہے...... مشہور محمد کا رفیق ہے...... یہی وہ بچہ ہے جو آخری نبی کا قیامت تک رفیق ہے...... یہی ابوبکر صدیق ہے جو وصی رسول ہے۔

سامعین توجہ کیجئے......؟ پورے صحابہ میں افضل، اعلیٰ بالا، سب سے پہلا نبی پاک ﷺ کا رفیق، مصطفیٰ کا وزیر، مصطفیٰ کا مشیر، مصطفیٰ کا محافظ ابوبکر صدیق ہے پوری کائنات میں شہید بہت ہیں، بہادر بہت ہیں، محدث بہت ہیں، مفسر بہت ہیں، عالم بہت ہیں، حجاج بہت ہیں، مفتی بہت ہیں، مگر صدیق ؓ ایک ہے۔

لوگ کہتے ہیں دمادم مست قلندر علی کا پہلا نمبر...... ان کا بھی پہلا نمبر ہے مگر شجاعت میں...... ابوبکر کا پہلا نمبر ہے مگر خلافت میں۔

خدا کی قسم حضرت علی ؓ حضرت عثمان ؓ کے خلیفہ ہیں...... حضرت عثمان ؓ حضرت عمر ؓ کے خلیفہ ہیں...... حضرت عمر ؓ صدیق اکبر ؓ کے خلیفہ ہیں پیغمبر ﷺ کا خلیفہ تو صرف ابوبکر صدیق ؓ ہے...... جس کا لقب خلیفۃ الرسول بنا...... صدیق ؓ وہ آدمی ہے جس کے بارے میں پیغمبر ﷺ نے فرمایا ساری دنیا پر میرا احسان ہے مجھ پر صدیق کا احسان ہے۔ میں کہتا ہوں حضرت علی ؓ اور ابو بکر ؓ میں بڑا فرق ہے...... نہ سمجھے تو بیڑا غرق ہے۔ علی کے گھر کو پیغمبر ﷺ نے آباد کیا پیغمبر ﷺ کے حجرے کو صدیق نے آباد کیا علی ؓ داماد ہے تو ابوبکر صدیق ؓ خسر ہے۔

سامعین گرامی......! نبی سچا تھا تو ابوبکر ؓ صدیق بن گیا...... نبی ﷺ عادل تھا تو عمر ؓ عادل بن گیا...... نبی سخی تھا تو عثمان سخاوت کا بادشاہ بن گیا...... نبی بہادر تھا تو علی حیدر کرار بن گیا۔

بہادر حضرت خالد ؓ بھی ہیں...... حضرت طارق ؓ بھی فاروق ؓ بھی ہیں...... مگر صدیق ؓ ایک ہے قرآن نے جس کو صدیق کہا...... مصطفیٰ ﷺ نے جس کو صدیق کہا...... وہ ابوبکر ؓ ہے...... صدیق ؓ نے سب سے پہلے اسلام کی

تصدیق کی...... صدیق ؓ نے سب سے پہلے نبوت کی تصدیق کی...... صدیق ؓ نے سب سے پہلے کلمہ طیبہ کی صدا بلند کی...... صدیق ؓ نے سب سے پہلے اسلام کے لئے مار کھائی...... صدیق ؓ نے سب سے پہلے معراج کی تصدیق کی...... صدیق ؓ نے سب سے پہلے اپنے محبوب کو کندھا دیا......

جی ہاں، مجھے کہنے دیجئے! کون صدیق اکبر......! وہ صدیق اکبر ؓ جس کے قول وفعل میں صداقت تھی...... جن کی طبیعت میں شفقت ومحبت تھی...... جن کے قلب منور میں روحانیت تھی...... جن کی دعا میں مقبولیت تھی...... جن کے کردار میں بلندی ورفعت تھی...... جن کی جلوت وخلوت میں رسول اللہ ﷺ کی سنت تھی...... جن کو حاصل نبیِ آخرالزماں ﷺ کی خلافت تھی...... امامت کے ساتھ ساتھ جن کے ہر فیصلے میں عدالت تھی...... جن کے مال میں سخاوت تھی...... راہ خدا میں گھر کا گھر لٹا دینا جن کی عادت تھی...... وہ صدیق اکبر ؓ! جن کا ہر عمل اتباع رسول ﷺ اور ہر سانس رضاء رسول ﷺ میں صرف ہوتا تھا ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ منشاء رسالت کے مطابق اور مزاج رسول ﷺ میں ڈھلا ہوا تھا۔

سامعین محترم......! صدیق اکبر ؓ نے ہر مقام پر اسلام کے پرچم کو بلند کیا سب کچھ لٹا کر سب کچھ نثار کر کے آخری وقت امت سے کفن بھی نہیں مانگا وہ بھی اپنی پھٹی پرانی چادروں میں ملبوس ہو کر دار فانی سے سرخرو ہو کر رخصت ہو گیا اور جاتے جاتے دنیا کو سبق دے گیا کہ صدیق وہ ہوتا ہے جو اسلام کو سب کچھ دیتا ہے اسلام سے کچھ نہیں لیتا۔

پہلوئے مصطفیٰ میں بنا آپکا مزار
پہنچی وھیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا
پروانے کو شمع، بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے خدا کا رسول بس

وما علینا الا البلاغ المبین

دار العلوم دیوبند اور خدمت اسلام

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

''اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا ''

وَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ ''اَنَّ اللّٰہَ لَا یَنۡتَزِعُ الۡعِلۡمَ مِنَ النَّاسِ اِنۡتِزَاعًا وَّلٰکِنۡ یَّقۡبِضُ الۡعُلَمَاءَ فَیَرۡفَعُ الۡعِلۡمَ مَعَھُمۡ '' (رَوَاہُ الۡمُسۡلِمۡ) (او کما قال ﷺ)۔

قابل قدر اساتذۂ کرام اور گلشن انور کے جیالے دوستو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے خیالات ...... آپ کے فکر ...... سوچ ...... آپ کا ذہن ...... مرکز علوم نبوت ...... مرکز علوم قرآن ...... دار العلوم دیوبند کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس مرکز اسلام نے جو دعویٰ کیا کہ یہ علوم قرآن کا مرکز ہے ...... علوم نبوت کا مرکز ہے ...... یہ ادارہ تحریک اسلام کے لئے خادم پیدا کرے گا تو یہ اپنے دعویٰ میں کتنا سچا نکلا اس کی طرف آپ کی ذہن کو مبذول کرانا چاہوں گا۔

سامعین گرامی ......! دار العلوم دیوبند کی ابتداء ایک انار کے درخت کے سایہ سے شروع ہوئی دار العلوم دیوبند نے ایک صدی میں نوے ۹۰ ہزار علماء حق تیار کئے ہیں ایک سو پینسٹھ ۱۶۵ ملکوں میں ان کے شاگرد ہیں پورے ایشیاء میں دار العلوم دیوبند کی دینی، مذہبی، تالیفی، تصنیفی، تعلیمی، قومی، ملکی، ملی، اصلاحی اور فنی خدمات ہر شہر ، ہر قصبہ، ہر دیہات میں دن رات مسلّم ہے۔

جب ہندوستان میں کفر کا طوفان تھا ...... شرک براجمان تھا۔ بدعات، رسومات، رواجات میں مبتلاء انسان تھا ...... خرافات ہزلیات اُغلوطات کا شکار انسان تھا ...... اسلام برائے نام تھا ...... ہر کام غلط تھا ...... عقیدہ خام تھا ...... جہالت کا اندھیرا تھا ......

ظلم کا بسیرا تھا...... گمراہی کا ڈیرہ تھا...... انگریز کی حکمرانی تھی...... حکومت شیطانی تھی ...... ہر طرف حیرانی تھی...... پریشانی تھی...... ہر سو ویرانی تھی۔

جب علماء کو پھانسی پر لٹکایا گیا، دریائے شوروعبور کرایا گیا، حق گو لوگوں کا سر اڑایا گیا'' اَلْکُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ '' کا سماں تھا...... نقشہ الحفیظ والامان تھا...... بڑے بڑے جاگیردار، سرمایہ دار، اور زمیندار حکومت کے وفادار تھے...... ملک کے غدار تھے...... مذہب سے بیزار تھے...... اعلیٰ عہدوں کے طلبگار تھے...... اکثر عیار ومکار اور بیکار تھے...... مناصب کے نشے میں سرشار تھے...... مسلمان ذلیل وخوار تھے...... قرآن کے نسخے جلائے گئے...... اسلام کے نقشے مٹائے گئے...... مجاہدوں پر مقدمے چلائے گئے...... درختوں پر لٹکائے گئے...... کالجوں کی تعلیم تھی...... مسلمانوں میں نہ تنظیم تھی ...... نہ اسلامی تعلیم تھی...... حق پرستوں کا گروہ برسر پیکار تھا...... ہندوستان میدان کارزار تھا...... سب سے بڑا دشمن انگریز تھا، جو بڑا اشرانگیز تھا۔

برادران اسلام......! ایسے نازک موقع پر علماء حق نے انگریز کا ہر معاملہ میں مقابلہ کیا لیکن جب ظاہری طور پر میدان کارزار میں انتہائی دشواریاں آئی اور حالت یہاں تک پہنچ گئے کہ اب میدان میں انگریز سے دوبدو مقابلہ مشکل ہوگیا تو قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ڈالی اور اس کا مقصد وہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

میری خواہش ہے کہ دارالعلوم کا ہر تعلیم یافتہ انگریز کے محل میں شگاف کردے اور اس مدرسہ کا ہر فیض یافتہ سامراج کے لئے زہر قاتل بنے، انگریز کے خلاف بغاوت کے جرم میں خواہ دارالعلوم کی اینٹ سے اینٹ بج جائے مگر انشاء اللہ تعالیٰ جنگ ہر حالت میں جاری رہے گی۔

سامعین محترم......! دارالعلوم دیوبند نے ہزاروں مفسر، محدث، مفتی متکلم، محقق، مدقق، مناظر، معلم، مبلغ، مؤرخ، مدبر، مفکر، سیاستدان، صحافی، شاعر، ماہر تیار کئے اور ہزاروں فقہاء، علماء، فضلاء، فصحاء، بلغاء، ادباء، صلحاء، اتقیاء، اذکیاء، اصفیاء،

غیر مقلدیت، فتنہ خارجیت، فتنہ رافضیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

انشاء اللہ قیامت تک یہ سلسلۂ فیوضات، بابرکات دن رات جاری وساری رہے گا ان کی شاخیں لاکھوں در لاکھوں ہیں جس میں مدرسہ انوار العلوم بھی ہے۔

ماشاء اللہ لیل ونہار معروف کار مشغول حسب معمول ومقبول ہیں ''اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ'' آخر میں چند اشعار کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

دیوبند نے اسلام کا پرچم دنیا میں لہرایا ہے
ظلم وستم کے دور کے اندر حق کا دیپ جلایا ہے

دیوبند کے تاریخ کے اندر ہر کردار نرالا ہے
رب کی قسم اسلاف کا میرا ہر شاہکار نرالا ہے۔

مخزنِ علم نبی آنکھوں کا تارا دیوبند
معدنِ فضل وہدی ہم سب کا پیارا دیوبند

پنجۂ شیطان سے چھٹنے کا سہارا دیوبند
دیوبندی ہم ہیں ''سن'' اور ہے ہمارا دیوبند

وما علینا الا البلاغ المبین

دور حاضر میں جہاد کی اہمیت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

’’وَقَاتِلُوۡهُمۡ حَتّٰى لَا تَكُوۡنَ فِتۡنَةٌ وَّيَكُوۡنَ الدِّيۡنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ‘‘

وقال النبی ﷺ ’’اِعۡلَمُوۡا اَنَّ الۡجَنَّةَ تَحۡتَ ظِلَالِ السُّيُوۡفِ‘‘

(او کما علیہ السلام)

زنجیر جنوں کا تحفہ ہے زنجیر سے کیا گھبرانا ہے
ہم ہاتھ بڑھائے ہیں پہنائے جسے پہنانا ہے

سوچا ہے کفیل اب کچھ بھی ہو ہر حال میں اپنا حق لیں گے
عزت سے جیے تو جی لیں گے یا جام شہادت پی لیں گے

محترم صدر جلسہ و معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے ’’دور حاضر میں جہاد کی اہمیت‘‘ کے موضوع پر لب کشائی کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین گرامی......! رب کا فرمان ہے ’’ تِلۡكَ الۡاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيۡنَ النَّاسِ‘‘ چنانچہ ایک دور تھا جب مشرق سے مغرب تک، شمال سے جنوب تک، اسلام کا بول بالا تھا...... اخوت اور بھائی چارگی کا عالم قابل دید تھا...... اور ہر سو ہر لحظہ امن و امان کا پیغام تھا...... دین اسلام کو گندی نظروں سے دیکھنا امر محال تھا...... کفار لرزہ براندام تھا...... اور ’’وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا①‘‘ کا سماں اپنے شباب پر تھا...... لیکن اِس وقت اسلام برائے نام ہے...... بغض وحسد کا بازار گرم ہے...... پوری دنیا میں مسلمان مقہور و مغلوب ہے...... آخر ایسا کیونکر ہوا؟

کیسے ہوا؟ تو اس کا ایک ہی جواب ہے……وہ ہے مسلمانوں کا ترک جہاد!

سامعین محترم……! میں آپ کو بتاؤں جہاد ہی وہ لازوال دولت ہے جس کی وجہ سے مسلمان ہمیشہ ہر میدان میں سرخ رو رہا ہے اور اسی جہاد کی وجہ سے مسلمانوں کا دبدبہ پوری دنیا میں چھائی ہوئی تھی لیکن جیسے ہی مسلمانوں نے جہاد جیسی عظیم نعمت کو چھوڑ دیا تو وہ ذلیل وخوار ہو گئے اور دنیا کے ہر طبقے میں مظلوم بن کر رہ گئے اور ایسا کیوں نہ ہو خود سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے ”اِذَا تَرَ کْتُمُ الْجِهَادَ فَسَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الذِّلَّةَ“ جب تم جہاد کو چھوڑ دو گے اللہ رب العزت تم پر ذلت مسلّط کر دیں گے۔ قرآن پکارتا ہے ”وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ“ مسلمانو! جہاد کرتے رہو یہاں تک کہ فتنہ ختم ہو جائے اور دین پورا کا پورا اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہ جائے ارے نادان مسلمان! جاگو……؟ کب تک غفلت کی چادر اوڑھے رہو گے قرآن مجید تمہیں جگاتا ہے۔ ”لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ “ کہ وہ مسلمان جو جہاد کرتا ہے اور وہ مسلمان جو جہاد نہیں کرتا دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر محدث بھی ہے، فقیہہ بھی ہے، عابد بھی ہے مجاہد بھی ہے انہوں نے فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سنا کہ وہ بیت اللہ کے مجاور ہیں اور کثرت سے عبادت کرتے رہتے ہیں لیکن جہاد نہیں کرتے تو آپ نے ایک شعر ان کو لکھ کر بھیجا۔

يَا عَابِدَ الْحَرَمَيْنِ لَوْ اَبْصَرْتَنَا
لَعَلِمْتَ اَنَّكَ فِى الْعِبَادَةِ تَلْعَبُ

ترجمہ: اے حرم کے عبادت گزار تو اگر ہمیں میدان کارزار میں جہاد کرتے ہوئے دیکھ لے اس لئے کہ ہم وہاں نماز بھی پڑھتے ہیں، روزہ بھی رکھتے ہیں۔ اور جہاد بھی کرتے

ہیں اور دیگر عبادت بھی کرتے ہیں تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ تو جو عبادت کر رہا ہے وہ عبادت نہیں بلکہ کھیل کود کر رہا ہے۔ چنانچہ مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ شعر پڑھنے کے بعد فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جہاد کے لئے میدان چلے آئے۔

غیور مسلمانو......! اگر آپ چاہتے ہیں کہ وہ دور دورہ پھر ہو جو صحابہ کے دور میں تھا اور اگر امریکہ شیطان اور یہود و ہنود کا قلع قمع کرنا چاہتے ہیں اور برما، چیچنیا، بوسنیا، کشمیر اور قبلہ اوّل بیت المقدس کو شیطان کی چنگل سے آزاد کرانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام مسلمان جہاد کے پلیٹ فارم میں جمع ہو جائیں اور جہاد کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیں۔

سرور دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اِعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ'' جان لو مسلمانوں جان لو! جنت تلواروں کے سائے تلے ہیں میرے آقا ﷺ نے اپنے مجاہد صحابہ کو خندق کھودتے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةْ
فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ

اے اللہ دنیا کی زندگی کوئی زندگی نہیں ہے اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے ......اے اللہ تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما۔

نبی کے جاں نثاروں نے جب یہ دعا سنی تو ان سے رہا نہ گیا، بول پڑے!

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

ارے ہم تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھوں پر اس بات پر بیعت کی ہے کہ جب تک زندہ رہیں گے جہاد کرتے رہیں گے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرام کی طرح جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

علم کی دولت کیسے ملے؟

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أمّابعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

"یَرۡفَعِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ ۙ وَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ ؕ"

وقال النبی ﷺ "طَلَبُ الۡعِلۡمِ فَرِیۡضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسۡلِمٍ" (او کما قال علیہ السلام)

نامی کوئی بغیر مشقت کے نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تو نگین ہوا

محترم اساتذۂ کرام اور چمن انور کے بلبلو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع ہے "علم کی دولت کیسے ملے؟"

سامعین گرامی......! نوع انسان علم کے بغیر ادھورا ہے اور انسانیت اور حیوانیت میں تمیز اور فرق کرنے والی شے اعظم علم کا انمول خزانہ ہے...... دنیا کی ہر قسم کی دولت کے لئے زوال ہے...... لیکن قربان جاؤں علم کی دولت پر کہ وہ لازوال ہے حضرت علی ؓ کا فرمان ہے:

رَضِیۡنَا قِسۡمَۃَ الۡجَبَّارِ فِیۡنَا
لَنَا عِلۡمٌ وَلِلۡجُھَّالِ مَالٌ
فَاِنَّ الۡمَالَ یُفۡنٰی عَنۡ قَرِیۡبٍ
وَاِنَّ الۡعِلۡمَ یَبۡقٰی لَا یَزَالُ

یعنی ہم رب کائنات کے اس فیصلے اور تقسیم پر راضی ہیں کہ ہم کو علم دین عطا ہوا اور جاہلوں کو مال، بلاشبہ مال عنقریب فنا ہونے والا ہے اور علم دین کی دولت ہمیشہ باقی

رہنے والی ہے۔

حاضرین محترم......! یہ عظیم لازوال دولت ہمیں کیسے ملے؟ اور اس کے حصول کے لئے ہمیں کیا کرنا ہوگا......؟

اس کا جواب تو روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جب دنیا کی معمولی چیز بھی محنت اور مشقت کے بغیر نہیں ملتی تو علم جیسے عظیم دولت بغیر محنت اور مشقت کے کیسے ملے ،ایک شاعر نے کیا خوب فرمایا۔

مَنْ رَّامَ الْعُلٰی مِنْ غَیْرِ کَدٍّ
اَضَاعَ الْعُمْرَ فِیْ طَلَبِ الْمُحَالِ

یعنی جو شخص محنت اور جستجو کے بغیر بلندی کے طلبگار ہو تو ایسا شخص اپنی عمر عزیز کو محال اور ناممکن چیز کے طلب کے اندر ضائع کر دے گا۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ؎

لَوْکَانَ ھٰذَا الْعِلْمُ یُدْرَکُ بِالْمُنٰی
مَاکَانَ یَبْقٰی فِی الْبَرِیَّۃِ جَاھِلًا

یعنی جب علم کا مقام و مرتبہ سب سے زیادہ اعلیٰ و ارفع ہے تو اگر یہ علم صرف تمناؤں اور آرزوں سے حاصل ہو جاتا تو روئے زمین میں کوئی جاہل باقی نہ رہتا۔

اب رہی بات جب یہ علم محض تمناؤں اور آرزوں سے حاصل نہیں ہوتا تو اس کے حصول کے لئے طریقہ کار کیا ہوگا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَاجْھَدُوْا وَلَا تَکْسِلُوْا وَلَا تَکُ غَافِلًا
فَنَدَامَۃُ الْعُقْبٰی لِمَنْ یَّتَکَاسَلُ

یعنی اگر تم حصول علم کے طلبگار ہو تو خوب محنت اور کوشش کرو اور سستی سے کام مت لو اور غافل مت بنے رہو اس لئے کہ جو بھی حصول علم کے زمانے میں غفلت اور سستی کو اپناتا ہے اس کا انجام ہمیشہ شرمناک اور عبرتناک ہوتا ہے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا خوب کہا

مٹا دو اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہو
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار بنتا ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنی پر طالب علم بنا دے اور اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ...... بس آخر میں اس دلی دعا کے ساتھ رخصت چاہوں گا......!

جو بھی مشکل ہو میری تو اسے آسان کر دے
علم کی دولت سے یا رب میرا دامن بھر دے

وما علینا الا البلاغ المبین

امانت داری کا ثمرہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

''وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۸﴾'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ ''لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَه'' (او کما قال ﷺ)

مسلمانو! اٹھو قرآن کی دعوت کو پھیلاؤ
جہانِ بے اماں کو عافیت کے راز سمجھاؤ
زمانہ آج بھی قرآن ہی سے فیض پائے گا
مٹے گی ظلمتِ شب اور سورج جگمگائے گا

محترم اساتذۂ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج آپ حضرات کے سامنے ''امانت داری'' کے موضوع پر چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین گرامی......! اللہ رب العزت نے سورۃ المؤمنون میں، مؤمنین کی صفات بیان کرتے ہوئے ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ امانت دار ہوگا اس میں کسی قسم کی خیانت نہیں ہوگی۔ رسولوں کے سردار، امانت داروں کے سپہ سالار حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثَةٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ''

یعنی منافق کی تین علامتیں ہیں۔

(۱) جب بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا۔

(۲) اور جب وعدہ کرے گا تو وعدہ خلافی کرے گا۔

(۳) اور جب اس کے پاس امانت رکھوایا جائے تو اس میں خیانت کرے گا۔

ایک حدیث میں تو سرکار دو عالم ﷺ نے صاف اور واشگاف اعلان کر دیا کہ "لَا اِيمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ" یعنی جس میں امانت داری نہیں اس کے پاس ایمان نہیں۔

گرامی قدر احباب......! مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث میں تین آدمیوں کا ذکر آیا ہے۔ جو کہیں سفر سے واپس آ رہے تھے کہ اچانک بارش شروع ہو گئی تو یہ تینوں بارش سے بچنے کے لئے ایک غار میں چھپ گئے لیکن خدا کی شان دیکھئے اچانک زوردار آندھی چلی اور ایک چٹان لڑکھڑاتا ہوا غار کے منہ میں آ کر رک گیا جس سے غار کا منہ بند ہو گیا اور ان تینوں کا نکلنا مشکل ہو گیا جب تینوں کی جان منہ کو آنے لگی تو آپس میں مشورہ کیا کہ اب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی مدد کرنیوالا نہیں ہے اس لئے اپنے نیک اعمال کو یاد کرو اور اس کو وسیلہ بنا کر غفور الرحیم پروردگار سے پتھر ہٹانے کے بارے میں سوال کرو! الحاصل ان تینوں میں ایک امانت دار بھی تھا......وہ رب ذوالجلال سے یوں گویا ہوا......اے علیم بذات الصدور! آپ کو معلوم ہے میں نے ایک مرتبہ گھر کی تعمیرات کے لئے چند مزدوروں کو کرایہ پر لیا تھا......اے رب ذوالمنن! آپ جانتے ہیں ان میں سے ایک مزدور پیسے لئے بغیر چلا گیا تھا......اے اللہ میں نے اس کے پیسے کو کاروبار میں لگایا تھا جس سے وہ بڑھتا گیا یہاں تک کہ گائیوں اور بکریوں اور اونٹوں کا ریوڑ بن گیا تھا۔ ایک زمانے کے بعد وہ واپس آیا تھا اور مجھ سے سوال کیا تھا کہ اس کے پیسے واپس کر دوں۔ اے رب کائنات! میں نے اس سے کہا تھا کہ سامنے جو بکریاں، اونٹنیاں اور گائے نظر آ رہے ہیں یہ سب تیرے ہیں تو وہ کہنے لگا......اے اللہ کے بندے! میں ایک غریب آدمی ہوں، مجھ سے مذاق نہ کرو میرا حق مجھے دیدو، پھر میں نے اس کو تمام ماجرا کہہ سنایا تو اس کو یقین آیا اور وہ سب لے کر چلا گیا۔

اے غیب کے خبر جاننے والے رب! آپ کو معلوم ہے میں نے یہ کام صرف اور

صرف آپ کو راضی کرنے کے لئے کیا تھا...... اگر یہ کام میں نے حقیقتاً تیری رضا جوئی کے لئے کیا تھا تو یہ پتھر غار سے ہٹا دیجئے، چنانچہ یہ کہنا تھا کہ پتھر غار سے ہٹ گیا اور تینوں صحیح وسالم باہر نکل آئے۔

سامعین محترم......! یہ ہے امانت داری کا صلہ!...... اور ایک جگہ فرمایا! کہ امانت دار لوگ قیامت کے دن انبیاء، صحابہ، شہداء کے ساتھ جنت میں ہوں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو امانت کی پاسداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

استقامت کی حقیقت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

''اِنَّ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَـنَّةِ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ۝۳۰'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ ''أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ''

(او کما قال علیہ السلام)

محترم اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع ہے۔ ''استقامت کی حقیقت''

سامعین گرامی......! میں نے آپ حضرات کے سامنے جو آیت تلاوت کی ہے اس میں لفظ ''استقامت'' کو استعمال کیا گیا ہے۔ لغت میں استقامت کا معنی سیدھے کھڑے ہونے اور مستقیم ہونے کے آتے ہیں۔

اب اس استقامت کے صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور علماء ربانیین رحمہم اللہ نے کئی تفسیر بیان کئے ہیں کہ آیا اس سے کیا مراد ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ استقامت کا کیا معنی ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا استقامت کا معنی ہے......توحید باری تعالیٰ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ استقامت کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے اوامر ونواہی پر عمل کرے......اور لومڑی کی طرح ادھر ادھر نہ پھرے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ استقامت کا معنی اعمال میں اخلاص پیدا

بس اس دلی دعا و تمنا کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں……!

سامنے ایسا خوفِ قیامت رہے
سب گناہوں سے میری حفاظت رہے
بس میرے دل میں تیری محبت رہے
زندگی میری پابند سنت رہے
میں جہاں بھی رہوں جس فضا میں رہوں
میرا تقویٰ ہمیشہ سلامت رہے
روز و شب قلبِ زاہد کی ہے یہ دعا
میرے مولیٰ میری استقامت رہے

وما علینا الا البلاغ المبین

کرنے کے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرائض کا پابندی کے ساتھ ادا کرنا ہی استقامت ہے۔

علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ دس چیزوں کے نام استقامت ہے۔

۱)......وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضاً......یعنی تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کرے۔

۲)......اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ......یعنی بدگمانی نہ کریں۔

۳)......لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ......یعنی کسی مسلمان کی ہنسی مذاق نہ اُڑائیں۔

۴)......قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ......یعنی اپنی آنکھوں کو محرمات سے بچائیں۔

۵)......اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا......یعنی جب بھی کوئی بات کریں تو سچی بات کریں۔

۶)......اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ......یعنی اللہ کے راستے میں خرچ کرنا۔

۷)......وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا......یعنی فضول خرچی نہ کریں۔

۸)......تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ......یعنی تکبر نہ کریں۔

۹)......حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى......یعنی پانچ نمازوں کی حفاظت کریں۔

۱۰)......وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ......یعنی اہل سنت والجماعت کے اعتقاد پر مستقیم ہونا۔

چنانچہ یہ دس صفات جن لوگوں میں پائے جائیں گی وہی لوگ ’’ثُمَّ اسْتَقَامُوْا‘‘ کے مصداق ہوں گے اور ایسے ہی لوگوں پر اللہ کی رحمتیں، نعمتیں، برکتیں نازل ہونے کا وعدہ ہے......اور یہی خوش قسمت لوگ ’’اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۝‘‘ جیسی بشارت عظمیٰ کے مستحق ہیں۔

تکبر کا انجام

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرٍ ۝۱۸'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ ''مَنۡ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ وَمَنۡ تَکَبَّرَ وَضَعَہُ اللّٰہُ''

(او کما قال علیہ السلام)

تکبر مکن زینہار اے پسر
کہ روزے زدستش درائی بسر
تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

محترم اساتذہ کرام اور گلشن انور کے جیالے ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع ہے ''تکبر کا انجام''

سامعین گرامی......! آیئے آپ کو بتاتا ہوں کہ ''شیطان'' محمود سے مبغوض ...... مقبول سے مردود...... منظور سے مترود...... مہدی سے مضل...... میمون سے ملعون...... اعلیٰ سے ادنیٰ...... اور بلندی سے پست کیسے ہوا...... تو سنئے! شیطان ملعون کا نام پہلے آسمان میں عابد تھا...... دوسرے آسمان میں زاہد...... تیسرے آسمان میں عارف...... چوتھے آسمان میں ولی...... پانچویں میں تقی...... چھٹے میں خازن...... ساتویں میں عزازیل اور لوح محفوظ میں ابلیس ہے۔

سامعین مکرم......! خالق کون ومکان نے آدم علیہ السلام کو بنانے کے بعد فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو...... ''فَسَجَدَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ'' ......سب

یعنی جو شخص کبریائی کو...... بڑائی کو...... تکبر کو اپنے لئے ثابت کرتا ہے وہ مجھ سے جھگڑتا ہے اور میری چادر کھینچتا ہے، جو شخص ایسا کرے گا میں اس کو دوزخ میں اوندھا کر کے سر کے بل ڈال دوں گا۔

عاجزوں کے غمگسار، بیکسوں کے غمخوار، کمزوروں کے مددگار، نبیوں کے سپہ سالار...... محبوب پروردگار...... میرے اور آپ کے سرکار...... حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد ہے ''جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا''

چنانچہ غرور و تکبر سے بچنے کے علماء نے کئی علاج بتلائے ہیں، جن میں سے ایک نہایت آسان علاج سلام میں پہل کرنا ہے۔

میرے مدنی آقا ﷺ کا ارشاد ہے ''اَلْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِیْٓءٌ مِنَ الْکِبْرِ'' سلام میں ابتداء کرنے والا کبر سے بری ہوتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تکبر جیسی خطرناک اور مہلک بیماری سے بچائے اور ہمیں تواضع اور انکساری کو حرز جان بنانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

سیرت النبی العظیم بزبانِ قرآن کریم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم امابعد! فأعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

''لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''اناقائد المرسلین ولا فخر''

(او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم)

خدا اگر محمد کو پیدا نہ کرتا خدا کی قسم یہ خدائی نہ ہوتی
جہاں سے جہالت نہ کافور ہوتی محمد ﷺ کی اگر رہنمائی نہ ہوتی

نہ جنت نہ دوزخ خدا پیدا کرتا گر احمد کی جلوہ نمائی نہ ہوتی
خدا جانے شمس و قمر پوجتے ہم گر ہدایت محمد ﷺ سے پائی نہ ہوتی

محمد ﷺ پہ قرآن نازل نہ ہوتا جہاں میں کبھی روشنائی نہ ہوتی
دلوں میں عبادت، محبت نہ ہوتی کسی کی بھی مشکل کشائی نہ ہوتی

محترم صدر جلسہ ومعزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع ''سیرت النبی العظیم بزبانِ قرآن کریم'' کے مبارک عنوان سے معنون ہے۔

سامعین گرامی......! میرے آقا سید الانبیاء ...... خاتم الانبیاء...... سرتاج المرسلین ...... محبوبِ رب العالمین ...... امام الاولین والآخرین...... رحمۃ للعالمین ﷺ وہ عظیم انسان ہے...... ہاں، ہاں وہ کریم انسان ہے...... جو سب انسانوں سے اشرف بھی ہے...... افضل بھی ہے...... اکمل بھی ہے...... اعلیٰ بھی ہے...... بالا بھی ہے

……خاتم بھی ہے اور اتم بھی ہے……جس کا نامِ نامی تورات میں طاب طاب ﷺ ……انجیل میں فاروق ﷺ ……زبور میں عاقب ﷺ ……پہلے آسمان میں احمد ﷺ ……دوسرے آسمان میں مجتبیٰ ﷺ ……تیسرے آسمان میں مرتضیٰ ﷺ …… چوتھے آسمان میں مزکیّٰ ﷺ ……پانچویں آسمان میں مجیب ﷺ ……چھٹے آسمان میں مظہر ﷺ ……ساتویں آسمان میں مقرب ﷺ ……اورعرش بریں پر حبیب اللہ ……کرسی کی پیشانی پر رسول اللہ ﷺ ……اور لوحِ محفوظ میں صفی اللہ ﷺ ہے۔

شمع رسالت کے پروانو……! میرے محبوب سرکارِ دو عالم، فخرِ مجسم ﷺ کی تعریف ملائکہ نے کی……جنات نے کی……انبیاء نے کی……اولیاء نے کی……اصفیاء نے کی……اتقیاء نے کی……فصحاء نے کی……بلغاء نے کی……خطباء نے کی……عرب نے کی……عجم نے کی……شرق والوں نے کی……غرب والوں نے کی……اپنوں نے کی……غیروں نے کی……لیکن سب آخر میں یہ کہنے پر مجبور ہو گئے……!

کس کی طاقت ہے کہ مدحت میں زبان کھول سکے
جب خدا آپ ہو قرآن میں ثناء خواں ان کا

اور کسی نے کہا……!

تیری مدح و ثناء میں خود کلام اللہ ناطق ہے
بشر کو حوصلہ کیا ہو تیرے اوصافِ بے حد کا

چنانچہ قرآن کریم کہتا ہے……!!!

آپ ﷺ مصطفیٰ ہیں……’’اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ‘‘

آپ ﷺ مجتبیٰ ہیں……’’وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ‘‘

آپ ﷺ احمد ہیں……’’وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ‘‘

آپ ﷺ محمد ہیں……’’مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ‘‘

آپ ﷺ یاسین ہیں……’’یٰسٓ ۝۱ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝۲‘‘

آپ ﷺ طٰہٰ ہیں……’’طٰہٰ ۝۱ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی ۝۲‘‘

آپ ﷺ کملی والے ہیں...... ''یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُۙ①''

آپ ﷺ چادر والے ہیں...... ''یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُۙ①''

آپ ﷺ روشن چراغ ہیں...... ''وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا㊻''

آپ ﷺ نبی اُمی ہیں...... ''اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ''

آپ ﷺ داعی الی اللہ ہیں...... ''وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ''

آپ ﷺ شاہد ہیں...... ''اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا''

آپ ﷺ بشیر ونذیر ہیں...... ''وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا''

آپ ﷺ مزکی ہیں...... ''وَیُزَكِّیْهِمْ''

آپ ﷺ معلم کتاب ہیں...... ''وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ''

آپ ﷺ سراپا ہدایت ہیں...... ''وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ㊼''

آپ ﷺ روف ورحیم ہیں...... ''حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ㊱''

آپ ﷺ صاحب خلقِ عظیم ہیں...... ''وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ④''

آپ ﷺ صاحب رفعتِ شان ہیں...... ''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ④''

آپ ﷺ صاحب کوثر ہیں...... ''اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ؕ①''

آپ ﷺ عبد کامل ہیں...... ''سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا''

آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں...... ''وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ''

گرامی قدر احباب......! میرا تو دعویٰ ہے اگر ساتوں سمندر سیاہی بن جائے ...... اشجارِ عالم قلم بن جائے ...... انس وجن کاتبِ سیرتِ مصطفیٰ بن جائے ...... تو ساتوں سمندر خشک ہو جائیں گے...... اشجارِ عالم فنا ہو جائیں گے...... انس وجن ختم ہو جائیں گے...... لیکن میرے آقا ومولا ﷺ کی توصیف وثنا باقی رہ جائے گا...... شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا......!

لا یمکنُ الثناءُ کما کان حقّه
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

وما علینا الا البلاغ المبین

کے سب سجدے میں گر پڑے ...... ''اِلَّآ اِبْلِیْسَ'' ...... مگر ابلیس نے انکار کیا ...... اور کہنے لگا! میں آدم علیہ السلام کو کیسے سجدہ کر سکتا ہوں ''قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ، خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ○ '' ارے میری پیدائش تو آگ سے ہے اور آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے اور آگ افضل ہے مٹی سے اس لئے میں آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کر سکتا۔ اللہ جل شانہ نے جب ابلیس کے تکبرانہ فلسفہ کو سنا تو اس کی صورت کو خنزیر کی صورت میں تبدیل کر دیا اور اس کو مجسمۂ عذاب بنا کر اپنے دربار سے نکال دیا۔

حالانکہ یہ ابلیس ...... وجیہ الصورت ...... بدیع الشکل ...... چار بازوں والا ...... بہت علم والا ...... بڑی عبادت کرنے والا ...... فرشتوں کا استاد اور ان کا سردار تھا۔

مگر ہائے ...... تکبر و خود پسندی نے سب خوبیوں اور صفاتِ چنیدہ پر پانی پھیر دیا ...... اللہ اکبر کبیرا ...... عبرت کا مقام ہے۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من تواضع لله رفعه الله ومن تكبر وضعه الله'' جو اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی اور پستی کو اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلند و بالا کر دیتا ہے اور جو شخص تکبر اور بڑائی کا راستہ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔ چنانچہ اسی تکبر کی وجہ سے کنعان پانی میں غرق ہو گیا ...... نمرود کے دماغ میں لنگڑا مچھر داخل ہو گیا ...... فرعون دریا میں ڈوب گیا ...... قوم ثمود، قوم عاد کا روئے زمین سے صفایا ہو گیا ...... قارون زمین میں دھنستا چلا گیا ...... ھشام ابو جہل بن گیا ...... اور اسی غرور نے قیصر و کسریٰ کا نام و نشان تک مٹا دیا۔

سامعین محترم ......! جو شخص اپنی بڑائی دکھلاتا ہے ...... تکبر کرتا ہے لوگوں کو حقارت سے دیکھتا ہے ...... اپنے آپ کو سب سے اونچا دیکھتا ہے ...... حقیقت میں ایسا شخص خدائی کا دعویدار بنتا ہے ...... خدا کی چادر، خدا کی صفت اپنے لئے کھینچتا ہے۔

حدیث قدسی میں رب ذوالجلال کا فرمان ہے۔

''اَلْکِبْرِیَآءُ رِدَائِیْ والعَظَمَةُ اِزَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ فیهما کَبَبْتُهٗ فِی النَّار''

(او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم)

مقام مصطفیٰ ﷺ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ ''اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ'' (او کما قال علیہ السلام)

خدا کے فضل سے مقام مصطفیٰ ﷺ ہے لب پر
وظیفہ بسکہ یہی صبح و شام ہے اپنا
نبی امام من است و منم غلام نبی
بیان شان محمد ﷺ ہی کام ہے اپنا

محترم اساتذۂ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا عنوان بڑا اہم، اکرم، اعظم، افضل و اشرف و اعلیٰ بالا ہے جو کہ ''شان مصطفیٰ'' کے نام سے معنون ہے۔

سامعین گرامی......! تاج دار ختم نبوت...... آقائے دو جہاں...... سیّد الجنِ والانس...... فخرِ موجودات...... محبوب کائنات...... محبوب رب الارض والسماء...... سیّد الانبیاء...... خاتم الانبیاء...... ہادیٔ برحق...... امام الرسل...... رشک ملائک...... صاحب لولاک...... شافعِ محشر...... ساقی کوثر...... آمنہ کے لختِ جگر...... حضرت عبداللہ کے نورِ نظر...... شیر خدا کے برادر...... عمر و عثمان کے دلبر...... رفیق ابوبکر...... حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو رب کائنات نے ایسے معاشرہ میں مبعوث فرمایا تھا جہاں کفر و شرک کی گہری گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں...... برائی اپنی عروج پر تھی...... نیکی

اور بدی کی تمیز بالکل معدوم تھی...... حیاء وشرم در کنار تھا...... قتل وغارت کا گرم بازار تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ایسا نور عظیم بھیجا جس سے تمام تاریکیاں چھٹ گئیں...... اور توحید و سنت کا چرچا عام ہو گیا...... کفر والحاد کا سایہ دور ہو گیا...... علوم و معرفت کا در کھل گیا...... جہالت وضلالت کا قلع قمع ہو گیا...... علم شیطان سرنگو ہو گیا...... ایسی عظیم ہستی آئی جس کے سامنے کائنات ہیچ ہو گئی...... جس پر ملائکہ بھی رشک کرنے لگے...... اور سید الملائکہ...... ان کے گھر میں حاضری دینے لگے۔

سامعین محترم......! آمنہ کے گھر ایسا بشر پیدا ہوا جو اکمل البشر ہے...... اور صفات وکمالات ایسے ملے جن کی نظیر نہیں ہے...... اور زندگی کا ہر گوشہ اتنا پاکیزہ ہے کہ قرآن پکار اٹھتا ہے ''فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۝'' عادات اور اخلاق اس قدر بلند کہ ''وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝'' کے مرتبے پر فائز ہو گئے...... اور رفعت کا یہ عالم ہے کہ رب کریم نے ''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۝'' کا مژدہ سنایا...... اور عظمت کا مقام یہ ہے کہ ساری کائنات کو ''اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ'' کا معمول بنایا...... محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ معراج سے مشرف فرمایا گیا...... شفقت کا یہ عالم ہے کہ ان کے دوستوں کو زندگی میں ہی جنت کا پروانہ دیا گیا۔

سامعین مکرم......! میرے پیغمبر کا حسن ایسا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے دیکھنے والوں نے انگلیاں کٹوائیں اور میرے محبوب ﷺ کو دیکھنے والوں نے اپنی گردنیں کٹوائیں۔

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے خدا کی قسم ایام جاہلیت کے مشہور شاعر ابو کبیر ہذلی اگر میرے محبوب ﷺ کو دیکھ پاتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے اشعار کے صحیح مصداق میرے آقا ہیں ؎

وَمُبَرَّءٍ مِنْ كُلِّ غَبَرِ حَيْضَةٍ
وَفَسَادِ مُرْضِعَةٍ وَدَاءٍ مُعْضَلِ

وَاِذَا نَظَرْتَ اِلٰی اَسِرَّةِ وَجْهِهٖ
بَرَقَتْ کَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

حاضرین محترم......! میرا تو دعویٰ ہے کہ میرے محبوب پیغمبر کا مقام اور شان کما حقہ کوئی بیان نہیں کر سکتا...... بلکہ میں تو ایک قدم آگے بڑھ کر کہتا ہوں...... اگر ساتوں سمندر سیاہی بن جائے...... اور اشجار عالم قلم بن جائیں...... اور انس و جن میرے مصطفی ﷺ کی شان لکھنے لگ جائے...... تو سمندر خشک ہو جائیں گے...... اشجار فنا ہو جائیں گے...... انس و جن ختم ہو جائیں گے...... لیکن میرے مصطفی ﷺ کا مقام باقی رہ جائے گا۔ شاعر کہتا ہے......

خدا کی عظمتیں کیا ہے محمد مصطفی ﷺ جانے
مقام مصطفی ﷺ کیا ہے محمد ﷺ کا خدا جانے

کہاں میں کہاں مدحِ ذاتِ گرامی
میں سعدی نہ رومی نہ قدسی نہ جامی

پسینے پسینے ہوا جا رہا ہوں
کہاں یہ زباں اور کہاں نام نامی

وما علینا الا البلاغ المبین

دینی مدارس کی اہمیت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أمابعد! فأعوذباللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

"اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا ؕ"

وقال النبی ﷺ "اِنَّ الۡعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الۡاَنۡبِیَاءِ وَاِنَّ الۡاَنۡبِیَاءَ لَمۡ یُوَرِّثُوۡا دِیۡنَارًا وَّلَا دِرۡهَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الۡعِلۡمَ فَمَنۡ اَخَذَہٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ"

(او کما قال ﷺ)

یہ علم و ہنر کا گہوارہ تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے
ہر پھول یہاں اک شعلہ ہے ہر سرو یہاں مینارہ ہے

کہسار یہاں دب جاتے ہیں طوفان یہاں رک جاتے ہیں
اس کاخِ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں

عابد کے یقین سے روشن ہے سادات کا سچا صاف عمل
آنکھوں نے کہاں دیکھا ہوگا اخلاص کا ایسا تاج محل

محترم اساتذۂ کرام اور میرے گلشن مصطفےٰ کے بلبلو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع بڑا اہم، اخص، افضل واکرم واشرف واعلیٰ وبالا ہے جو "دینی مدارس کی اہمیت" کے عنوان سے معنون ہے۔

سامعین محترم......! اسلامی معاشرت میں دینی مدارس کی کیا ضرورت واہمیت ہے......؟ کوئی بھی ہوش مند مسلمان اس سے ناواقف نہیں ہے...... ان مدراس دینیہ کے ذریعہ نہ صرف اسلامی معاشرت، اسلامی اخلاق وخصائل زندہ وتابندہ ہوتے ہیں

بلکہ اسلامی علوم وفنون کی ترویج واشاعت جیسا مبارک عمل بھی اسلامی معاشرہ میں جاری رہتا ہے...... پھر یہ بات بھی روز روشن کی طرح واضح ہے کہ قرآن وحدیث کی تعلیمات کے بغیر کسی اسلامی معاشرہ کی بقاء وتشکیل اوراس کے قیام کا تصور نہیں کیا جاسکتا...... اسلامی تعلیمات ہی پر کسی اسلامی معاشرہ کی بنیاد اور داغ بیل ڈالی جاسکتی ہے...... قرآن وحدیث اسلامی تعلیمات کا ماخذ ومنبع ہے اوردینی مدارس کا مقصداس کے سوا کیا ہے کہ اسلامی تعلیمات کے ماہرین، قرآن وحدیث پر گہری نظر رکھنے والے علماء اورعلوم شرعیہ اسلامیہ میں دسترس رکھنے والے رجال کار پیدا کیے جائیں...... جوآگے مسلمان معاشرہ کا اسلام سے ناطہ جوڑنے، مسلمانوں میں اسلام کی بنیادی اورضروری تعلیم عام کرنے اوراسلامی تہذیب وتمدن کی ابدی صداقت وحقانیت کواجاگر کرنے کا فریضہ انجام دیں...... اور بلاشبہ یہ مدارس اپنے اس بلند مقصد کے حصول مین سوفیصد نہ سہی، تاہم ایک بڑی حدتک کامیاب رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آج پوری دنیا میں خصوصا برصغیر پاک وہند میں اسلام کی جوروشنی نمایاں نظر آتی ہے درحقیقت وہ انہی مدارس کا فیض واثر اورمرہون منت ہے چنانچہ خستہ حال تعمیر میں قائم چھوٹے سے چھوٹے مدرسہ سے لیکرعظیم الشان تعمیر کی بڑی درسگاہ تک میں قرآن وحدیث کی تعلیم کانظر نواز منظر بچوں کے قرآن پڑھنے اورطلبہ کے حدیث وفقہ سیکھنے کی صورت میں آپ کو یکساں نظر آئے گا۔

سامعین گرامی......! توجہ فرمائیں آج ان دینی مدارس کے خلاف پروپیگنڈہ زوروشور پر ہیں...... ان پرنت نئے اعتراضوں کے غول درغول ہیں...... اسلام کے ابدی دشمن انگریز، یہود ونصاریٰ اسلام کے ان قلعوں کومٹانے میں مصروف ہیں...... اسلامی احکام سے کوسوں دور نام نہاد مسلمان حکمران ان کے دوست ہیں...... ان مدارس نبوی ﷺ کے طلباء آج مجبور ومظلوم ہیں...... اور روئے زمین کے سب سے برگزیدہ، ہستی علماء آج مقہور ومغلوب ہیں...... اور بے جا پابندیوں کے زنجیر میں محبوس ہیں۔

لیکن میری بات سن لیجئے!...... ذہن نشین کر لیجئے!...... اور میرے اسلاف کے کردار اور کارناموں کا مطالعہ کر لیجئے!...... تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی رب کے زمین میں کفر کا طوفان کھڑا کیا گیا...... بدعات، رسومات، رواجات کو ہوا دیا گیا...... خرافات، ہزلیات، اغلوطات کا شکار انسان کو بنایا گیا...... انگریزوں کی حکمرانیت اور یہود و ہنود کی شیطانیت کو رواج دیا گیا...... علماء ربانیین کو پھانسی میں لٹکایا گیا...... حق گو لوگوں کا سرتن سے اڑایا گیا...... مجاہدین پر مقدمہ چلایا گیا...... اور انہیں سرے عام درختوں پر لٹکایا گیا...... ''اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ'' کا سماں بنایا گیا۔

تو انہی مدارس کے طلباء و فضلاء نے ان فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا...... انگریزوں کو بھاگنے پر مجبور کیا...... ظلم و جبر کو دفع کیا...... اخوت اور بھائی چارگی کو عام کیا...... سنت کا پرچار عام کیا...... اسلام کا پرچم بلند کیا اور ''وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ، إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا○'' کا سماں عیاں کیا...... جس کی چمک دمک آج مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک نظر آ رہی ہے۔

حاضرین گرامی......! اِن مدارس نے ہزاروں مفسّر، محدّث، مفتی، متکلّم، محقق، مدقق، مناظر، معلّم، مبلّغ، مؤرّخ، مدبّر، مفکّر، مقرّر، سیاستدان، صحافی، شاعر ماہر تیار کئے اور ہزاروں فقہاء علماء، فضلاء، فصحاء، بلغاء، ادباء، صلحاء، اتقیاء، اذکیاء، اصفیاء، اکابر شیوخ پیدا کئے...... جن کے تذکرے سے ایمان کو تازگی...... اذھان کو پاکیزگی...... روحوں کو سرشاری...... عمل کو بیداری ...... فکر کو وسعت ...... نظر کو ٹھنڈک...... زبان کو شیرینی...... دل کو حلاوت ...... عقیدے کو پختگی ...... اور عمل کو شائستگی کی دولت نصیب ہوتی ہے۔

میرے گلشن مصطفےٰ کے جیالے دوستو!

انگریزی تعلیم سے نشوونما پانے والے اور کالج اور یونیورسٹی کی فضا میں پلنے بڑھنے والے مفکر پاکستان، شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی قلندرانہ نگاہ کتنی دوررس اور حقیقت شناس تھی جس کا اندازہ آپ ان کے اس تحریر سے بخوبی لگا سکتے

ہیں جو انہوں نے دینی مدارس کی اہمیت کے متعلق لکھی ہے۔

فرمایا...... ان مکتبوں کو اسی حالت میں رہنے دو...... غریب مسلمانوں کے بچوں کو انہیں مدارس میں پڑھنے دو...... اگر یہ مُلا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا میں انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں...... اگر ہندوستانی مسلمان ان مدرسوں کے اثر سے محروم ہو گئے تو بالکل اسی طرح ہوگا جس طرح اندلس میں مسلمانوں کی آٹھ سو ۸۰۰ برس کی حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈرات اور الحمراء کی نشانات کے سوا اسلام کے پیروؤں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا، ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل اور دلی کے لال قلعے کے سوا مسلمانوں کے آٹھ سو سالہ حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدھم نے لکھا ہے کہ کون نہیں جانتا کہ بغداد صدیوں تک علوم وفنون کے محور ومرکز رہا، لیکن آج اسلام دشمن عناصر نے اپنے سازشوں سے وہاں کے تمام دینی مدارس کو اسکولوں اور کالجوں میں تبدیل کر دیا ہے جہاں اب مخلوط تعلیم رائج ہے۔ مرد، عورتیں ایک ساتھ زیر تعلیم ہے ان کے اساتذہ کو دیکھ کر یہ پتہ چلانا مشکل ہوتا ہے کہ عالم تو کجا یہ مسلمان بھی ہے یا نہیں؟

سامعین مکرم......! میں تو ڈنکے کے چوٹ پر کہتا ہوں! قرآن وحدیث اور اسلامی علوم وفنون سے مسلم معاشرہ کے ربط وتعلق کو قائم رکھنے کا واحد ذریعہ یہی مدارس ہیں...... مساجد کے لئے اساتذہ اور مدرسین کا فریضہ بھی یہی مدارس انجام دے رہے ہیں...... اسلامی تعلیمات کی روشنی میں زندگی کے مختلف شعبوں میں عوام کو درپیش مسائل کے فقہی حل کے لئے دارالافتاء کے قیام اور اس کے لئے ماہر علماء اور صاحب بصیرت مفتیان کو مہیا کرنے کی ذمہ داری بھی انہی مدارس نے سنبھالی ہے ...... اصلاح احوال کے لئے معاشرہ میں مختلف سمت، مختلف انداز وطریقے سے ہونے والی کوششوں کا منبع بھی یہی مدارس ہیں...... چنانچہ تصنیف وتالیف کا میدان ہو یا دعوت وتبلیغ کا...... وعظ وخطابت کی رزمگاہ ہو یا خانقاہ کا صوفیانہ نظام...... انہی مدارس

ہی کے دامن سے پھوٹ رہی ہے...... افغانستان، کشمیر، برما اور جنوبی ایشیاء کے وسیع خطے میں جہاد کے لئے اٹھنے والی ولولہ انگیز تحریکوں کی تازہ لہر بھی انہی مدارس کے خوشگوار جھونکوں سے اٹھی ہے۔

الغرض دینی مدارس کے بغیر امن وامان کا قیام اور اسلامی تشخص کی بقاء مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

حکمرانوں اور سیاستدانوں کو میرے اشعار دعوت فکر دیتا ہے......!

رشتہ دیوار و در تیرا بھی ہے میرا بھی ہے
مت گرا اس کو، یہ گھر تیرا بھی ہے میرا بھی ہے

کیوں ہم لڑیں آپس میں ایک ایک سنگ میل پر
اس میں نقصان سفر تیرا بھی ہے میرا بھی ہے

کل کھا گئی جس کو سیاست کی صلیب
اس میں ایک نور نظر تیرا بھی ہے میرا بھی ہے

وما علینا الا البلاغ المبین

قتال فی سبیل اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

''کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ کُرْہٌ لَّکُمْ'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ: ''مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَغْزُوْا وَلَمْ یُحَدِّثْ نَفْسَہٗ بِالْغَزْوِ مَاتَ عَلٰی شُعْبَۃٍ مِّنْ نِّفَاقٍ'' (او کما قال ﷺ)

اے موج حوادث ان کو بھی دو چار تھپیڑے ہلکے سے
کچھ لوگ ابھی تک ساحل پہ طوفاں کا نظارہ کرتے ہیں

بیٹیاں برباد ہیں برما و کشمیر میں
کیوں جوش آتا نہیں مسلم تیری شمشیر میں

محترم اساتذۂ کرام اور میرے گلشن انور کے مجاہد ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع ہے ''قتال فی سبیل اللہ''

سامعین گرامی......! لفظ ''جہاد'' جُھد سے مشتق ہے۔ جس کے معنی کوشش اور محنت کرنے کے آتے ہیں۔ اور اصطلاح شریعت میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنے تن من کے بازی لگا دینے کو جہاد کہتے ہیں۔

چنانچہ آج کوئی قلم سے جہاد کرتا ہے......کوئی زبان سے جہاد کرتا ہے......کوئی درس وتدریس کے ذریعے جہاد کرتا ہے......کوئی دعوت وتبلیغ کے ذریعے جہاد کرتا ہے۔

سامعین محترم......! میں اس بات کا انکار نہیں کرتا کہ قلم سے بھی جہاد ہو

سکتا ہے!...... میں اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہوں کہ زبان سے بھی جہاد ہوتا ہے...... میں مانتا ہوں کہ درس وتدریس بھی ایک جہاد ہے...... میں اس بات کا بھی اقرار کرتا ہوں کہ اخلاص کے ساتھ دعوت وتبلیغ کا عمل بھی ایک بہت بڑا جہاد ہے۔

لیکن! آج میں جس جہاد کا ذکر کر رہا ہوں اس سے میرا مقصود وہ جہاد ہے جس کو قرآن میں قتال سے تعبیر کیا گیا ہے...... میری گفتگو اس جہاد کے بارے میں ہے جس کا کرنے والا عرف عام میں مجاہد کہلاتا ہے...... میرا بیان اس جہاد کے بارے میں ہے جس کی صدائیں مدینہ کی گلیوں میں لگتی تھی...... میرا کلام اس جہاد کے بارے میں ہے جس کے اختیار کرنے کی وجہ سے خالد ؓ سیف اللہ، حمزہ ؓ اسد اللہ بن گئے تھے...... میری تقریر اس جہاد کے بارے میں ہے جس کے لئے امام بخاری ؒ نے کتاب الجہاد کے عنوان سے دوسو اکتالیس ۲۴۱ ابواب باندھے ہیں...... میرا تذکرہ اس جہاد کے بارے میں ہے جس کے بارے میں امام مسلم نے ایک سو دس ۱۱۰...... امام ابوداؤد نے ایک سو چھہتر ۱۷۶...... امام ترمذی نے ایک سو پندرہ ۱۱۵...... امام نسائی ؒ نے اڑتالیس ۴۸...... امام ابن ماجہ نے ایک سو چھیالیس ۱۴۶ ابواب باندھ کر اس کے فضائل کو اجاگر کیا ہے۔

برادران اسلام......! میں آپ حضرات کو بتا دینا چاہتا ہوں اسلام دشمن عناصر اس جہاد کی نعمت کو مسلمانوں کے دلوں سے نکال پھینکنا چاہتے ہیں تاکہ مسلمان ہمیشہ مغلوب ومظلوم رہے اور قرآنی آیتوں میں تحریف کرنا چاہتے ہیں تاکہ جہاد فی سبیل اللہ کا حکم قرآن عظیم کے نسخوں سے معدوم ہو جائے اور مسلمانوں ہی کے ذریعے جہاد فی سبیل اللہ کو حرام قرار دینے کے درپے ہیں...... اور ان کی یہ کوشش ہر دور اور ہر زمانے میں جاری وساری رہی ہے...... اس مشن میں کہیں قادیانی...... کہیں نیچری اور کہیں رضاخانی پیش پیش نظر آتا ہے...... اور ظلم بر آں یہ ہے کہ عالم اسلام میں جہاد جیسی نعمتِ عظمیٰ کو دہشت گردی قرار دیا جا رہا ہے جس کے ترک کر دینے پر میرے محبوب پیغمبر ﷺ نے دردناک عذاب اور ذلت مسلط کر دیئے جانے کی وعید سنائی

......اور بانگ دھل اعلان فرمایا ”مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنْ نِفَاقٍ“ اور ساتھ ہی اس عظیم عمل کے کرنے والوں کو ”اَلْجِهَادُ مُخْتَصَرُ طَرِيْقٍ اِلَى الْجَنَّةِ“ کا مژدہ سنایا۔

مسلمانو! ارے نبی کے جیالو!...... اٹھو! اس سے قبل کہ دنیا کی گرفت تم پر مضبوط ہو جائے...... اور مال وجاہ کی محبت تمہاری دلوں میں رچ بس جائے...... ارے نبی کے نام لیواؤ جاگ جاؤ...... اس سے پہلے کہ روئے زمین سے تمہارا نام ونشان تک مٹا دیا جائے...... اسلام کے اس عظیم فریضے کی ادائیگی کے لئے جمع ہو جاؤ اور یہ اعلان کرتے ہوئے سات سمندر پار چلے جاؤ......!

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

اسلام کے شیروں کو مت چھیڑنا تم ورنہ!
تکبیر کے نعروں سے دنیا کو ہلا دیں گے

مؤمن کو حقیقت میں کمزور نہ تم سمجھو
یہ مٹتے مٹاتے بھی دنیا کو مٹا دیں گے

وما علینا الا البلاغ المبین

غیبت کی حقیقت اور اس کے نقصانات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

”وَلَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتًا فَکَرِہۡتُمُوۡہُ ؕ“

وقال النبی ﷺ ”اَلۡغِیۡبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَاءِ“ (او کما قال ﷺ)

محترم اساتذہ کرام اور مدرسہ انوار العلوم کے غیور ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے ”غیبت کی حقیقت“ کے موضوع پر لب کشائی کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین محترم......! غیبت ایک سنگین جرم ہے جو بندے کے نیک اعمال کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے آگ درخت کو...... زنگ لوہے کو...... اور دیمک لکڑی کو کھا جاتے ہیں۔

سامعین گرامی......! ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے سوال کیا بتاؤ غیبت کیا ہے؟ تو صحابہ کرام نے جواب دیا...... ”اَللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَمُ“ یعنی اللہ اور اس کے رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی پیٹھ پیچھے ایسی بات کرنا جو اس کو بری لگے غیبت ہے...... کسی صحابی نے سوال کیا ”یا رسول اللہ“ اگر وہ بات اس کے اندر موجود ہو تو......؟ میرے محبوب پیغمبر ﷺ نے جواب دیا یہی تو غیبت ہے ورنہ اگر وہ بات اس کے اندر نہ ہو تو وہ بہتان ہے جو غیبت سے خطرناک گناہ ہے۔

رب کائنات کا ارشاد ہے ”وَلَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ

يَاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ، ''یعنی تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔ ہرگز پسند نہیں کروگے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَاءِ'' یعنی غیبت زنا سے بھی بدتر ہے۔

گرامی قدر سامعین.....! حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کتاب میں لکھا ہے کہ جب بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سنتے ہیں کہ فلاں نے میری غیبت کی ہے تو وہ اشرفیوں کی ایک تھیلی اس کے لئے بھیج دیتے اگر کوئی پوچھتا کہ اس نے تو آپ کی برائی کی ہے تو اشرفی کس بات کی؟ تو آپ فرماتے کہ بھائی یہ اشرفیاں احسان کے بدلے میں ہیں اس نے میری غیبت کر کے اپنی نیکیاں مجھے دیدیں ہیں اس سے بڑا احسان اور کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں برابر ہے۔ حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میری زبان درندہ ہے، اگر چھوڑ دوں تو مجھے چھٹ کر جائے۔

سامعین مکرم.....! محسنِ انسانیت حضرت محمد ﷺ نے اس غیبت کا علاج بھی بتایا ہے اگر ہم اس نسخے کو اپنا لیں تو غیبت جیسی مہلک بیماری سے بچ سکتے ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ''مَنْ صَمَتَ نَجَا'' یعنی جس نے خاموشی اختیار کی وہ نجات پا گیا۔ شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ پند نامہ میں ارشاد فرماتے ہیں.....!

ہر کہ را گفتار بسیارش بود..... دل درون سینہ بیمارش بود

یعنی جس شخص کو فضول باتوں کی عادت ہو اس شخص کی سینے میں جو دل ہے وہ بیمار ہو جاتا ہے آگے فرمایا.....!

عاقلاں را پیشہ خاموشی بود..... پیشہ جاہل فراموشی بود

یعنی عقلمندوں کا طریقہ خاموشی ہے اور جاہلوں کا طریقہ نصیحت کو بھلا دینا ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو غیبت جیسی سنگین گناہ سے بچائے اور ان نصیحتوں کی موتیوں سے اپنے دامن کو سجانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

فضائل درود شریف

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم وآله الطیبین الطاهرین و ازواجه امهات المؤمنین وعلی صحابته وتابعیهم وتبعهم اجمعین۔ أما بعد! فقال الله تعالیٰ فی القرآن العظیم۔ أعوذ بالله من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (۵۶)“

(صدق الله العظیم)

وقال النبی ﷺ ”مَنۡ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ عَشۡرًا“

(او کما قال ﷺ)

باغ میں جب میں گیا، سب طوطیاں تھیں خوش نوا
کہتی تھی نعت مصطفیٰ ” بَلَغَ الۡعُلٰی بِکَمَالِهٖ“
قمریاں بھی تھیں اپنے ذوق میں، ڈالی تھی گردن طوق میں
کہتی تھیں اپنے شوق میں ”کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ“
بلبلیں تھیں سُو بسُو، لے لے کے ہر ہر گل کی بو
کرتیں تھیں باہم گفتگو ”حَسُنَتۡ جَمِیۡعُ خِصَالِهٖ“
چڑیوں کی سن کر یہ چہچہے، بھلا انسان کیوں چپ رہے
لازم ہے اس پریوں کہے ” صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ“

محترم اساتذۂ کرام اور میرے شمع رسالت کے دیوانو، پروانو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں جس موضوع پر لب کشائی کرنا چاہتا ہوں وہ ”فضائل درود شریف“ کے عنوان سے معنون ہے۔

امعین محترم......! کائنات میں حضور اکرم ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی محسن ں، محسن کی احسان شناسی اور اس کی قدردانی کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر لازم اردیا ہے اور احسان فراموشی اور ناسپاسی کو کفر وکفران سے تعبیر کیا ہے اور اسے راب شدید کا موجب قرار دیا ہے۔

سامعین گرامی......! رب کائنات نے احسان شناسی کا خوگر بنانے کے لئے...... اپنے محبوب کے ذکر سے اپنے بندوں کو قُربِ خاص عطا کرنے کے لئے ......اور دنیا وآخرت میں نوازے جانے کا مستحق بنانے کے لئے...... اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور نبی پاک ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے...... اور صرف اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس عمل پر بے شمار فضیلتیں اور برکتیں رکھیں اور نہ پڑھنے والوں کے لئے دردناک عذابوں کی وعیدیں نازل کیں۔

گرامی قدر حاضرین......! ''ربُّ الارض والسمٰوات'' نے اپنے کلام مقدس میں بہت سے احکامات ارشاد فرمائے...... نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ اور بہت سے انبیاء کرام علیہ السلام کی توصیفیں اور تعریفیں بھی فرمائیں...... ان کے بہت سے اعزاز واکرام بھی فرمائے ...... حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کیا جائے...... لیکن کسی حکم یا کسی اعزاز واکرام میں یہ نہیں فرمایا کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں تم بھی کرو!

مگر میں قربان جاؤں مدنی آقا ﷺ کی عزت وعظمت پر جن کے شان میں باری تعالیٰ نے فرمایا: ''اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝'' چنانچہ یہ اعزاز اور شرف صرف سید الکونین فخر دو عالم ﷺ کے لئے ہی ہے کہ اللہ جل شانہ نے صلوٰۃ کی نسبت اوّلاً اپنی طرف اس کے بعد اپنے پاک فرشتوں کی طرف کرنے کے بعد مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں...... اے مؤمنو! تم بھی درود بھیجو۔

شمع رسالت کے پروانو!

میرے آقائے مختار...... شہ ابرار...... نبیوں کے سردار...... مدینہ کے تاجدار حضرت محمد مصطفے، احمد مجتبیٰ ﷺ نے فرمایا "مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا"، جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔

پیغمبر کے جیالو......! غور کرنے کی بات ہے درود پاک کے عمل کا اس قدر فضائل کیوں ہے؟ میں آپ کو بتاؤں! خالق کون ومکان نے سرور کائنات ﷺ کو ثانویّت کے مقام میں فائز فرمایا ہے۔ چنانچہ کلمہ طیبہ کا اختصاص اگر رب کائنات کے ساتھ ہے...... تو درود شریف کا تعلق سرور کائنات ﷺ کے ساتھ ہے...... اگر فرائض کا تعلق رب کونین کے ساتھ مختص ہے...... تو سنت کا تعلق سرور کونین ﷺ سے ہے...... رمضان المبارک شہر اللہ ہے...... تو شعبان شہر النبی ہے...... ادھر قرآن کریم ہے...... تو ادھر حدیث عظیم ہے...... وہاں ملائکہ اربعہ مقربین ہے...... تو یہاں خلفاء اربعہ راشدین ہے...... وہاں فرشتوں کی ہجوم کثیر ہے...... تو یہاں قدسی صفات صحابہ کا جم غفیر ہے......! مگر یاد رکھیے "فرق مراتب نہ کنی زندیق است" چنانچہ وہ معبود ہے تو یہ عبد ہے...... وہ مسجود ہے تو یہ ساجد ہے...... اس کا علم بیکراں ہے...... تو یہاں علم اوّلین واخرین کے باوجود متناہی ہے...... اور اس امتیاز کو قائم رکھنا ہی صراط مستقیم ہے۔

سامعین مکرم......! آیئے میں آپ کو گلستان فضائل درود کا سیر کراتا ہوں...... پیغمبر کے زبان اطہر سے نکلے ہوئے الفاظ کے نظارہ کراتا ہوں...... پاک پیغمبر ﷺ کا ارشاد ہے۔ مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر گذرنے کے وقت نور ہے اور جو شخص جمعہ کے دن اسی ۸۰ دفعہ مجھ پر درود بھیجے گا اس کے اسی ۸۰ سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور ایک جگہ فرمایا...... مؤمن کے بخیل ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جب میرا ذکر اس کے سامنے کیا جائے تو وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ اور ایک حدیث میں فرمایا جو کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہے...... اس کے

دس گناہ معاف کردی جاتی ہے...... اوراس کے دس درجے بلند کیے جاتے ہیں ......اور درود کا پڑھنا اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہوتا ہے۔

حاضرین گرامی ......! اب آیئے ذرا میرے محبوب ﷺ کے عاشقوں کے اقوال سنتے ہیں......!

شیخ ابوالحسن الشاذلی ؒ فرماتے ہیں جسے مرشد کامل نہ ملتا ہوں تو صرف درود کا اہتمام کرے، سلوک اور عرفان کے تمام مراحل طے ہوجائیں گے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ فرماتے ہیں ہمارے خاندان کو جو دینی اور دنیوی سعادت نصیب ہوئی وہ درود پاک کی برکت سے حاصل ہوئی۔

الغرض درود شریف کے فضائل وکرائم اتنے زیادہ ہے کہ اس مختصری وقت میں اس کا استیعاب مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے چنانچہ وقت کی نزاکت کے پیش نظر اس شعر کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

ہرکہ باشد عامل صلوا مدام
آتش دوزخ شود بروئے حرام
یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

وما علینا الا البلاغ المبین

اللہ

اسامہ

اعلانِ جہاد

محمد

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

اللہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

''كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ''(صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ ''اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ''(او کما قال علیہ السلام)

مقتل سے اپنی یاری ہے ہر دار پرانا لگتا ہے
صدیوں سے کتنا ہماری عادت ہے ہر وار پرانا لگتا ہے
تم سنگ اٹھاؤ یا خنجر حق بات ہمیں تو کرنی ہے
یہ ظلم و تشدد سرکاری ہے، سرکار پرانا لگتا ہے

محترم اساتذۂ کرام اور میرے غیور مجاہد ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع ہے'' اعلان جہاد''

سامعین محترم......! آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ ہر مسلمان کے لئے مشعل راہ اور نمونہ عمل ہے...... یوں تو آپ ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلو اور متعدد گوشے ہیں...... لیکن آپ کی زندگی کا سب سے جلی اور واضح عنوان جس سے کسی لمحہ اور لحظہ بھی اغماض برتا نہیں جا سکتا...... وہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کا راستہ ہے۔

سامعین مکرم......! سرور کائنات ﷺ کی اس دنیا میں تشریف لانے کا مقصد ہی اظہار حق و ابطال باطل ہے...... اور اس کا عملی مظاہرہ چونکہ تلوار کے ذریعے ہی ممکن تھا...... اس لئے آپ ﷺ کی ساری محنت کا دائرہ اسی کے گرد گھومتا ہے...... اور آپ

ﷺ کی پوری مدنی زندگی تلواروں کے سائے تلے نظر آتی ہے۔ چنانچہ آپ نے پیش بندی کی تو اسی ارادے سے...... ہجرت کی تو یہی عزم لے کر...... اقدام کیا تو اسی جذبہ سے سرشار ہو کر...... اور اس دنیا سے رخصت ہوئے تو یہی تمنا و آرزو لے کر۔

گرامی قدر حاضرین......! توجہ فرمائے! میرے آقا کی مکی زندگی پر سرسری نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ میرے محبوب پیغمبر ﷺ دعوت تبلیغ کے ساتھ ساتھ جذبہ جہاد سے بھی سرشار تھے۔ اور آپ نے اس عظیم کام کے لئے اپنے آپ کو اسی وقت سے تیار کر لیا تھا جس وقت بار نبوت آپ کے کندھے پر ڈالا گیا...... جب ربّ المجاھدین کی طرف سے ''اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ۟ۙ'' کا اعلان ہوا تو...... میرے نبی الملاحم اس اعلان کو سنکر کمر بستہ ہو گئے...... کفار کے ایوانوں میں زلزلہ آ گئے...... پیغمبر کے جیالے ہمہ تن گوش ہو گئے...... پھر اعلان ہوا ''یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ؕ'' میرے ربّ کا یہ اعلان کیا کرنا تھا...... اصحاب پیغمبر مثل پروانے کے دیوانہ وار سید المجاہدین کے گرد جمع ہو گئے...... اور دین کی بالادستی اور حفاظت کے لئے محبوب پیغمبر کے ہاتھوں بیعت علی الجہاد ہو گئے...... اور صدائے اسلام بلند ہو گئی اور نعرۂ تکبیر سے فضا گونج اٹھی۔

سامعین محترم......! اس کے بعد زمین و آسمان نے وہ نظارہ دیکھا جو اسے دیکھنے کو کبھی نہ ملا تھا...... وہ فضا بنی جس کا روئے زمین صدیوں سے منتظر تھا...... صحابہ جس طرف بھی نکل گئے فتح و نصرت ان کے قدم چومتی گئی...... کفر کے نام و نشان مٹتا چلا گیا...... اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ ہوتا گیا...... اور کفار دین اسلام میں داخل ہوتے گئے...... ہر طرف امن و امان تھا...... امت محمدیہ کے سروں پر ابر رحمت عام تھا...... کفار لرزہ براندام تھا...... دین اسلام کو گندی نظروں سے دیکھنا امر محال تھا...... مسلمان عورتوں کی عصمت دری وہم و خیال تھا...... عبادت گاہوں کی بے حرمتی فعل نا

آشنا تھا...... حرمت اسلام پر کٹ مرنا آسان تھا۔

غیور مسلمانو......! لیکن آج اسلام برائے نام ہے...... امت محمدیہ پرز مصیبت عام ہے...... مسلمان عورتوں کی عزتوں کا نیلام برسرعام ہے...... دین پر رہنا نہایت خطرناک ہے...... اسلام کا وجود تک نا قابل برداشت ہے...... حیائیوں کا گرم بازار ہے...... سنتوں کا مذاق اڑانا ہر لیل ونہار ہے...... عبادت گاہو کی بے حرمتی علی الاعلان ہے...... حرمت اسلام کے خاطر کٹ مرنا وہم وگمان ہے......

ارے ربا!...... مسلمانوں پر یہ کیسا ظلم ہے...... ہر جگہ مظلوم ومغلوب ہے۔ رب کی طرف سے جواب آتا ہے...... ''ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ''...... یہ خشک وتر میں جو کچھ تمہیں فتنہ، فساد نظر آرہا ہے یہ تمہارے ہاتھوں کے کئے کی وجہ سے ہے۔ کیا تمہیں میرے محبوب پیغمبر ﷺ نے نہیں بتایا تھا۔ ''إِذَا تَرَكْتُمُ الْجِهَادَ فَسَلَّطَ اللهُ عَلَيْكُمُ الذِّلَّةَ'' کہ جب تم جہاد کو چھوڑ بیٹھو گے تو میرا عذاب تم پر مسلط کر دیا جائے گا۔

اے ربا ہم سے خطاء ہوگئی...... نَتُوْبُ إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَصُوْحًا...... اب بتائیں ہمیں کیا حکم ہے...... قرآن بانگ دہل جواب دیتا ہے...... وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ...... اور تم ان سے قتال کرتے رہو حتی کہ فتنے ختم ہو جائے اور دین پورا کا پورا اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہ جائے۔

میرے مجاهد ساتهیو!...... اگر آپ ابدی راحت وسکون کے طلبگار ہیں ...... اگر آپ راہ جنت کے متلاشی ہیں...... تو میرے محبوب پیغمبر کا پیغام سن لیجئے...... ذہن نشین کر لیجئے...... اسے اچھی طرح سے دل میں اتار لیجئے...... ''اَلْجِهَادُ مُخْتَصَرُ طَرِيْقٍ إِلَى الْجَنَّةِ''...... کہ جہاد جنت کا مختصر ترین راستہ ہے۔

مسلمانو! ارے مسلمانو!! جہاد کے فریضے کو چھوڑنے والو...... اے توفیق اور حق کے راستوں سے ہٹنے والو...... تمہیں میرے اشعار اعلان جہاد سناتے ہیں۔

تو شاہین چمن تھا، آج ہے کیوں دام قسمت میں
تیرے بازو ہوا پر تھا، قفس میں کردیا کس نے
تمہاری شان میں ہے "وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ" قرآن میں
تمہاری ہی لئے مخصوص سمجھو نصرت الٰہی
پڑھ کے "اللّٰھم لبیک" قدم کو رکھے میدان کارزار میں
جھومتی آئے گی فتح و نصرت ایک نئی انداز میں

وما علینا الا البلاغ المبین

ختمِ نبوت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَ لٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ۝''

وقال النبی ﷺ ''اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔''

(صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم)

وہ دانائے سبل، ختم رسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا، فروغِ وادی سینا
نگاہِ عشق مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقان، وہی یٰسین وہی طٰہٰ

محترم اساتذہ کرام اور تحفظ ختم نبوت کے جیالو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے ''ختم نبوت'' کے موضوع پر لب کشائی کرنے کی جسارت کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین گرامی......! مسئلہ ختم نبوت کا تعلق عقیدے سے ہے اور مذہب اہل سنت والجماعت کا مدار اسی پر ہے قرآن کریم کی ستر ۷۰ آیات مبارکہ حضور علیہ السلام کے خاتم النبیین ہونے پر عادل وشاہد ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو جس طرح نبوت اور رسالت عطا فرمائی اس طرح ختم نبوت اور ختم رسالت کی خلعت سے بھی سرفراز فرمایا ہے...... آپ ﷺ نبی بھی ہیں اور خاتم

النبیین بھی ہیں...... آپ رسول بھی ہیں اور خاتم المرسلین بھی ہیں۔

صرف یہی بات نہیں کہ آپ ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی ہے اور اب کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا...... اور رسالت ختم ہوگئی اب کوئی رسول پیدا نہیں ہوگا...... بلکہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا اختتام اور رسالت کی تکمیل بھی آپ ﷺ کے ذریعے فرمائی۔ قرآن کریم میں ہے۔ ''وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۝'' یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کو بھیج کر اپنے نور کو مکمل فرمائیں گے، چاہے کافروں کو کیسا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔ ارشاد فرمایا! ''وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۝'' یعنی: اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کریں گے چاہے کفار کتنا ہی ناگوار محسوس کریں۔

چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر قرآن پاک کی ایک اور آیت نازل ہوئی:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

یعنی آج ہم نے آپ کے لئے آپ کے دین کو مکمل کر دیا...... اور اپنی نعمت کا اتمام کر دیا...... اور آپ کے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کر لیا...... گویا یہ بشارت دی گئی کہ ہم نے اپنے نور کو مکمل کر دیا ہے یا یوں سمجھئے کہ نبوت کے ساتھ ساتھ ختم نبوت سے بھی آپ ﷺ کو سرفراز کیا گیا۔ ختم نبوت کے ساتھ ساتھ اللہ نے اس نبوت کی تکمیل بھی کر دی۔ تکمیل کرنے اور اس کو مکمل کرنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس نبوت کا نور اور فیض رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔

پیغمبر کے جیالو......! اب قیامت تک آنے والے انسانوں کی ہدایت کے لئے اسی نبوت اور رسالتِ کاملہ کو جس کے اندر کسی طرح کوئی کمی نہیں ہے اللہ تعالیٰ ذریعہ بنائیں گے قیامت تک آنے والے انسانوں کی رہبری اور رہنمائی کے لئے اب کوئی رہنما اور کوئی رہبر، معتبر اور قابل قبول نہیں...... صرف رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی اور رہبری ہی قابل قبول ہے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: ''أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي'' میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور ایک جگہ ارشاد فرمایا: ''إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي''

یعنی رسالت اور نبوت ختم ہوگئی ہے تو میرے بعد کوئی نبی اور کوئی رسول نہیں ہے۔

آج اگر کوئی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ مسیلمہ کذاب کہلائے گا یا اس کا حال اسود عنسی جیسا ہوگا یا غلام احمد قادیانی کی طرح لیٹرین میں مرے گا۔

اللہ رب العزت ہم سب کو تحفظ ختم نبوت کے لئے قبول فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

فضائلِ ماہِ رمضان

نحمدہٗ ونصلّی ونسلّم علی رسوله الكريم امّابعد! فأعوذبالله من الشّيطٰن الرجيم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○

”شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِيۡۤ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ“ (صدق الله العظيم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ”اَلصَّوۡمُ جُنَّةٌ“ (او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ ماہِ مقدس ہے بہاروں کی سماں ہے
ہر کوچۂ اسلام یہاں رشکِ جناں ہے

ہر سمت ہیں جوبن پہ مساجد کی بہاریں
ہر گلشنِ اسلام پہ کعبے کا سماں ہے

محترم اساتذۂ کرام و معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج اس محفلِ سعید میں مجھے جس موضوع پر لب کشائی کا حکم دیا گیا ہے وہ ”فضائلِ ماہِ رمضان“ کے بابرکت عنوان سے معنون ہے۔

سامعین گرامی……! یوں تو اس کائنات میں ہر شئی کے مقابل و مماثل موجود ہیں……لیکن ان میں سے بعض چیزوں کو دوسری چیزوں کے مقابلے میں گراں قدر فضیلت، فوقیت اور اہمیت حاصل ہیں…… اگر میں یوں کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ……!

دنیا میں پھول تو بہت ہیں……مگر گلاب کی بات ہی اور ہے
خوشبو بہت ہیں……مگر مشک کی بات ہی اور ہے

حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے ''ماہِ رمضان وہ عظیم اور مبارک مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ رحمت ہے...... دوسرا عشرہ مغفرت کا ہے...... اور تیسرا عشرہ جہنم سے خلاصی کا ہے۔

حاضرین مکرم...... اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ماہِ رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور مغفرتوں کا مہینہ ہے...... اپنے آپ کو جہنم سے آزاد اور محفوظ کرانے کا مہینہ ہے ...... پروردگارِ عالم کی رضا اور محبت حاصل کرنے کا مہینہ ہے...... اس پرنور مہینے میں جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے...... جہنم کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے...... شیطان ملعون کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے...... اس مکرم مہینے میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے...... اعمال کی قیمت کئی گنا زیادہ کر دیا جاتا ہے...... ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر...... اور ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر کر دیا جاتا ہے...... اور خود ربِ کریم اعلان کرتا ہے ''اَلصَّوْمُ لِی وَاَنَا اَجْزِی بِہٖ'' کہ روزہ میرے لئے ہے میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

دُعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اس ماہِ مقدس کی صحیح معنوں میں قدردانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس ماہِ مبارک کے فضائل ومحاسن میں سے ہمیں وافر حصہ عطا فرمائے۔ (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

ستارے بہت ہیں......مگر شہابِ ثاقب کی بات ہی اور ہے
سیارے بہت ہیں......مگر چاند اور سورج کی بات ہی اور ہے
اس دھرتی پہ شہر بہت ہیں......مگر مکہ و مدینہ کی بات ہی اور ہے
کتابیں بہت ہیں......مگر قرآنِ عظیم کی بات ہی اور ہے
مسجدیں بہت ہیں......مگر مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی کی بات ہی اور ہے
پانی تو بہت ہیں......مگر آبِ زمزم کی بات ہی اور ہے
ایام بہت ہیں......مگر یومِ عرفہ کی بات ہی اور ہے
راتیں بہت ہیں......مگر لیلۃ القدر کی بات ہی اور ہے
فرشتے بہت ہیں......مگر جبریل امین علیہ السلام کی بات ہی اور ہے
ائمہ بہت ہیں......مگر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بات ہی اور ہے
محدث بہت ہیں......مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بات ہی اور ہے
اولیاء بہت ہیں......مگر سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بات ہی اور ہے
صدیق بہت ہیں......مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات ہی اور ہے
عادل بہت ہیں......مگر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بات ہی اور ہے
سخی بہت ہیں......مگر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بات ہی اور ہے
بہادر بہت ہیں......مگر علی مرتضیٰ کی بات ہی اور ہے
انبیاء اور رسل بہت ہیں......مگر سیّد الانبیاء کی بات ہی اور ہے
مہینے بہت ہیں......مگر ماہِ رمضان کی بات ہی اور ہے

سامعین محترم......! رمضان المبارک کے اس پُر سعادت مہینے میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں موسلا دھار بارش کی طرح برستی ہے......اور جس طرح موسلا دھار بارش میں ہر چیز سیراب ہو جاتی ہے......اور ہر چیز دھل کر صاف وشفاف ہو جاتی ہے......ایسے ہی اس مبارک مہینے میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی موسلا دھار بارش سے ہر انسان سیراب ہو جاتا ہے...... مستفید ہوتا ہے......اور گناہوں سے دھل کر پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

گناہوں کے نقصانات

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

''وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ⑧'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''اَلْبِرُّ لَا یَبْلٰی وَالْاِثْمُ لَا یُنْسٰی''

(او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم)

روز وشب اندر معاصی بودہ ایم
غافل از امر ونہی بودہ ایم

مغفرت دارد امید از لطفِ تو
زانکہ خود فرمودہ لَاتَقْنَطُوْا

محترم اساتذۂ کرام ومعزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے ''گناہوں کے نقصانات'' کے عنوان کا سہارا لے کر چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین گرامی......! آج میں آپ حضرات کے ذہن کو...... سوچ کو...... فکر کو...... خیالات کو ان گناہوں کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو ہمارے معاشرے میں وباء کی طرح پھیلے ہوئے ہیں...... جس سے پورا معاشرہ بگاڑ کا شکار ہے...... اور ان برے اعمال کی نحوست سے قتل وغارت گری کا گرم بازار ہے...... چوری، لوٹ مار اور ڈاکہ زنی برسرِ عام ہے...... سودی کاروبار اور لین دین کا بھرمار ہے...... شراب

.......نوشی اور زنا کاری علی الاعلان ہے......فحاشیت اور عریانیت کا ہر سو شاہکار ہے عصبیت اور قومیت کا ہر جا پرچار ہے......نت نئی بیماریوں کا یلغار ہے۔

حاضرین محترم......!ان گناہوں کے مضر اثرات سے ہر شخص حیران و پریشان ہیں......انسان تو انسان، چرند، پرند اور حیوان بھی بے چین و بے قرار ہیں......کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟......کس لئے ہو رہا ہے؟؟

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں ”ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ“ اے انسان! اس دھرتی کے خشکی اور تری میں جو کچھ بھی فتنہ فساد اور مصائب اور آلام رونما ہوں گے وہ تمہارے ہاتھوں کے کئے کی وجہ سے ہوں گے۔

سامعین مکرم......!سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان ہے ”جب تم لوگ کھلم کھلا بدکاریاں کرنے لگو گے تو تم میں نت نئی بیماریاں پیدا ہونے لگیں گی......اور جب ناپ تول میں کمی کرنے لگو گے تو تم پر قحط سالی، مشقت اور ظالم حکمران مسلّط کر دیئے جائیں گے......اور جب زکوٰۃ کو روک لو گے تو تم سے بارش روک دی جائے گی اگر جانور نہ ہوتے تو تم پر ایک قطرہ بھی بارش نہ برستی......اور جب عہد شکنی کرنے لگو گے تو تم پر دوسری قوموں کو مسلّط کر دیا جائے گا، جو تمہارے مال و متاع کو لوٹ لیں گے......اور جب اللہ جل شانہ کے خلاف حکم جاری کرو گے تو تم میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔

گرامی قدر احباب......!اب ذرا انصاف سے بتایئے کہ یہ حدیث آپ ﷺ آج سے پندرہ صدی پہلے ارشاد فرما گئے یا نہیں؟ اگر فرما گئے ہیں......اور ہمارا ایمان بھی یہی ہے کہ واقعی فرمائے گئے ہیں تو ذرا اپنے دل میں ہاتھ رکھ کر بتایئے کہ ان گناہوں میں سے کون سے ایسے ہیں جن میں ہم لوگ مبتلا نہیں؟......ایسی کون سی معصیت ہیں جس میں ہمارا معاشرہ ملوث نہیں؟......کون سے ایسے جرائم ہیں جس میں ہماری سوسائٹی گرفتار نہیں؟......پھر بھی ہم سب مہنگائی......قحط سالی......بے چینی

...... بدامنی...... خانہ جنگی...... دہشت گردی کا رونا ہر وقت روتے ہیں...... مگران کے اسباب پر غور نہیں کرتے...... ان گناہوں کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے...... محسنِ انسانیت ﷺ کے فرامین پر عمل کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔

معزز سامعین......! اگر آپ ایڈز سے...... کینسر سے...... دیگر موذی مرض سے...... قحط سالی سے...... مہنگائی سے...... علمی محرومی سے...... حافظ کی کمزوری سے...... قساوتِ قلبی سے...... رزق کی تنگی سے...... مسائل کی دشواری سے...... سودی نظام سے...... ظالموں کی حکمرانی سے...... غیر مسلم کی تسلط سے...... دوسروں کی تختۂ مشق بننے سے...... آپس کی خانہ جنگی سے...... دہشت گردی کی جن سے...... عنداللہ اور عندارسول بے قدری سے...... اور مخلوقِ خدا اور ملائکہ کی لعنت سے بچنا چاہتے ہیں؟ محفوظ رہنا چاہتے ہیں؟؟

تو ہمارے لئے گناہوں سے اجتناب کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت کے ساتھ وابستگی ضروری ہے...... اسی میں ہمارا علاج ہے۔

یاالٰہی تو ہمیں عاملِ قرآن کردے
پھر نئے سرے سے مسلماں کو مسلماں کردے

وہ پیغمبر ﷺ جسے سرتاجِ رُسل کہتے ہیں
اس کی امت کو ذرا تابعِ قرآن کردے

وما علینا الا البلاغ المبین

توبہ کی اہمیت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

’’فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰﴾ یُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا ﴿۱۱﴾ وَّ یُمۡدِدۡکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّ بَنِیۡنَ وَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ جَنّٰتٍ وَّ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ اَنۡہٰرًا ﴿۱۲﴾‘‘ (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ ’’اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ‘‘ (او کما قال علیہ السلام)

نہیں توبہ کا منہ بعد ایں گفتار عصیانی
مگر کرتا ہوں میں جرأت نظر فضلِ ربانی
تیری رحمت سے یارب! کفر ہے مایوس ہوجانا
کہ ہے ’’لاتقنطوا‘‘ خود ہی تیرا ارشادِ حقانی
تیرے دریائے رحمت کے مقابل چیز ہی کیا ہے
میری ناپاک قلبی اور میری آلودہ دامانی
میرے مولیٰ، میرے قادر، میرے مالک، میرے ناصر
مدد کر تادمِ آخر، مروں با نورِ ایمانی

محترم اساتذۂ کرام اور میرے گلشن انور کے جیالے دوستو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع ہے ’’توبہ کی اہمیت‘‘

سامعین گرامی......! توبہ ہر مسلمان پر چاہے وہ مرد ہو یا عورت واجب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ تَوۡبَۃً نَّصُوۡحًا‘‘ اے ایمان والوں اللہ کی

طرف کامل توبہ کرو۔

حجۃ الاسلام امام غزالی ؒ فرماتے ہیں کہ ''تُوْبُوْا'' امر کا صیغہ ہے اور یہاں وجوب کے لئے ہے۔

سامعین محترم......! جب انسان سے کوئی گناہ صادر ہوتا ہے تو اس کے خلاف چار گواہ تیار ہوتے ہیں......اور ان چاروں کا ذکر قرآن میں ہے۔

پہلا گواہ......زمین۔ یعنی جس زمین پر انسان سے گناہ سرزد ہوتا ہے وہ زمین گواہ بن جاتی ہے......ارشاد خداوندی ہے'' يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ''یعنی جس دن زمین اپنی خبریں بیان کریں گی۔

دوسرا گواہ......انسان کے اپنے اعضاء ہوں گے......ارشاد خداوندی ہے: ''اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۝ ''یعنی جن اعضاء سے گناہ ہوئے ہیں وہ اعضاء بھی قیامت کے دن گواہی دیں گے۔

تیسرا گواہ......فرشتے ہوں گے'' كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ''

چوتھا گواہ...... نامہ اعمال ہوں گے''وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ''

سامعین محترم......! اب سوال یہ ہے کہ جب یہ چار گواہ ہمارے اوپر قیامت کے دن پیش ہو جائیں گے تو کیا کرنا چاہیئے......وہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کر چکے اور اپنے خلاف گواہ تیار کر چکے، کیا ان کے لئے کوئی صورت ایسی ہے کہ یہ گواہ قیامت کے دن پیش نہ ہو اور گواہی نہ دے......!

جی ہاں......! میرے محبوب پیغمبر......ساقی کوثر......شافعِ محشر......رب کائنات کے دلبر......امام المرسلین......رحمۃ اللعالمین ﷺ نے اس کا بھی طریقہ اپنی امت کو بتایا......وہ ہے توبہ کا طریقہ......اور فرمایا''اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ''یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا۔ (اللہ اکبر کبیرا)

میرے عزیز دوستو......! یوں تو اللہ جل شانہٗ کو اختیار ہے کہ بغیر توبہ بھی سب گناہ معاف فرما دے......لیکن یقینی طور پر معاف ہونے کے لئے توبہ کرنا لازم

ہے......صرف زبان سے توبہ توبہ کرنے سے توبہ نہیں ہوتی...... یہ نہ ہو کہ

ع
توبہ میری جام شکن جام میرا توبہ شکن

علماء کرام نے توبہ کی قبولیت کے لئے تین شرطیں بیان کی ہے۔

پہلی شرط...... ''اَنْ یَّقْلَعَ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ'' ......یعنی گناہ چھوڑ دے۔

دوسری شرط...... ''اَنْ یَّنْدَمَ عَلَیْھَا'' اس گناہ پر دل میں ندامت پیدا ہو جائے۔

تیسری شرط...... ''اَنْ یَّعْزَمَ عَزْمًا جَازِمًا اَنْ لَّا یَعُوْدَ اِلَیْھَا اَبَدًا'' ...... پختہ عزم کرے کہ یا اللہ اب یہ گناہ نہیں کروں گا......دل میں ٹھان لے کہ چاہے جان جاتی رہے لیکن اب کبھی اس گناہ کے پاس نہ پھٹکوں گا......پھر اس عزم کے بعد اللہ تعالی اپنے بندے پر وعدے کے مطابق رحمتوں، برکتوں، محبتوں اور لذتوں کی بارشیں برساتا ہے...... اور انعامات کا ڈھیر لگاتا ہے......قرآن اعلان کرتا ہے۔ ''فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ؕ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا ۙ﴿۱۰﴾ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا ﴿۱۱﴾ وَّیُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْھٰرًا ﴿۱۲﴾'' ارے لوگو! اللہ سے مغفرت طلب کرو! وہ بڑا معاف کرنے والی ذات ہے......ارے نادان انسان!...... اللہ غفور الرحیم توبہ کرنے پر تمہیں......معافی کا پروانہ...... بارشوں کے نگینہ......نہروں کا گنجینہ......مال و بنین کا خزینہ......اور جنت کا بالا خانہ عطا فرما رہا ہے۔

ارے توبہ سے غافل انسان! اٹھ جا اور کمر کس لے تجھے میرے اشعار بلاتے ہیں۔

پردے اٹھے ہوئے بھی ہیں، ان کی ادھر نظر بھی ہے
بڑھ کے مقدر آزما، سر بھی ہے سنگ در بھی ہے
جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخر اولیاء

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہم سب کو توبہ نصوح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور توبہ کی اہمیت کو مد نظر رکھ کر اس کو اپنا وطیرہ بنانے کی توفیق عنایت فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

دوست

جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا

اللہ والے

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنفین
۱	صحاح ستہ	معروف ہیں
۲	صدائے حق	شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب
۳	خطبات دین پوری	مولانا عبدالشکور رحمہ اللہ دین پوری صاحب
۴	اصلاحی خطبات	جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب
۵	ندائے ممبر ومحراب پچاس تقریریں	حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب
۶	قانون شفاء آخرت	حضرت مولانا سعید احمد صاحب
۷	مکاشفۃ القلوب	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمہ اللہ
۸	رسالہ التبلیغ	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
۹	کلیات اقبال	علامہ محمد اقبال مرحوم
۱۰	فضائل توبہ	حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب
۱۱	دینی مدارس کی ضرورت واہمیت	ابن الحسن عباسی صاحب
۱۲	تعلیم الجہاد وزادِ مجاہد	حضرت مولانا مسعود اظہر صاحب
۱۳	کنز العمال	الشیخ حسام الدین رحمہ اللہ
۱۴	خطبات قاسمی	حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب رحمہ اللہ
۱۵	فضائل واحکام سلام	مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب
۱۶	احیاء العلوم	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمہ اللہ
۱۷	فضائل اعمال	شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ

عتیق الرحمٰن

حصّہ دوم [illegible]

مبتدی طلباء کے اندر تقریری صلاحیت اجاگر کرنے کے لیے انمول تحفہ

بزمِ انور کی تقریریں

حصہ دوم

مرتب
محمد سُلیمان رحمانی
متعلم بنوری ٹاؤن کراچی

ازقلم
ابنِ جابر
متعلم جامعہ فاروقیہ کراچی

تقریظات

حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب
استاذ و مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

حضرت مولانا مفتی محمد انعام الحق صاحب
استاذ و مفتی بنوری ٹاؤن کراچی

حضرت مولانا نور البشر صاحب
استاذ حدیث و رفیق شعبۂ تصنیف
جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ عمر فاروق
4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34594144 Cell: 0334-3432345

M

MUA

کلمہ طیبہ کا مقصد

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

”قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ“ (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ”یَا اَیُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا“ (او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ نغمہ گل ولالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ

محترم اساتذۂ کرام اور میرے بزم انور کے جیالے دوستو!

آج میری تقریر کا موضوع ہے...... ”کلمہ طیبہ“

سامعین محترم ! کلمہ طیبہ اسلام میں داخل ہونے کا مین دروازہ ہے...... جو شخص کفر سے اسلام میں...... اور شرک سے توحید میں...... داخل ہونا چاہتا ہے...... وہ سچے دل سے اگر اس کلمہ طیبہ کو پڑھ لے گا وہ مسلمان ہو جائے گا...... اس مبارک کلمہ کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ”لا الہ الا اللہ“ دوسرا حصہ ”محمد رسول اللہ“ ﷺ ہے۔

گرامی قدر حاضرین !...... پہلے حصے میں اگر چہ چار لفظ ہیں مگر ان میں پورے دین کی ترجمانی موجود ہے اور اس ”لا الہ الا اللہ“ کا اصلی اور حقیقی معنیٰ اور مفہوم اگر ہمیں سمجھ میں آ جائے تو ہم ہر قسم کے شرک و بدعت سے محفوظ ہو جائیں اور ہمارا یمان مضبوط ہو جائے۔ ”لا الہ الا اللہ“ کا معنیٰ ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک اللہ اور یہ وہی کلمہ ہے جس کی دعوت کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام دیتے رہے اور اپنی

اپنی قوم وملت کو اس کلمے کی طرف بلاتے رہے۔

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تک اسی کلمے کی دعوت دی۔

☆......ہود علیہ السلام نے بھی اسی کلمے کی دعوت دی
☆......صالح علیہ السلام نے بھی اسی کلمہ کی دعوت دی
☆......شعیب علیہ السلام نے بھی اسی کلمہ کی دعوت دی
☆......ادریس علیہ السلام نے بھی اسی کلمہ کی دعوت دی
☆......ابراہیم علیہ السلام نے بھی اسی کلمہ کی دعوت دی
☆......اسحاق علیہ السلام نے بھی اسی کلمہ کی دعوت دی
☆......یعقوب علیہ السلام نے بھی اسی کلمہ کی دعوت دی
☆......یوسف علیہ السلام نے بھی اسی کلمہ کی دعوت دی
☆......داؤد علیہ السلام نے بھی اسی کلمہ کی دعوت دی
☆......سلیمان علیہ السلام نے بھی اسی کلمہ کی دعوت دی
☆......موسیٰ علیہ السلام نے بھی اسی کلمہ کی دعوت دی
☆......عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اسی کلمہ کی دعوت دی

اور سب سے آخر میں میرے اور آپ کے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی کلمے کی دعوت دی اور فرمایا ”یَاأَیُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا“ اے لوگو! ”لا الٰہ الا اللہ“ کی گواہی دے دو، کامیاب ہو جاؤ گے۔ معلوم ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اسی کلمہ پر محنت فرماتے رہے اور اس بات کی طرف راغب کرتے رہے کہ

اللہ کے سوا......کوئی معبود نہیں
اللہ کے سوا......کوئی مسجود نہیں
اللہ کے سوا......کوئی ماویٰ نہیں
اللہ کے سوا......کوئی خالق نہیں
اللہ کے سوا......کوئی مالک نہیں

اللہ کے سوا..................کوئی مشکل کُشا نہیں

اللہ کے سوا..................کوئی حاجت روا نہیں

اللہ کے سوا..................کوئی نذر و نیاز اور منت کے حق دار نہیں

اللہ کے سوا..................کوئی غیب دان نہیں

اللہ کے سوا..................کوئی حاضر و ناظر نہیں

اللہ کے سوا..................کوئی داتا نہیں

اللہ کے سوا..................کوئی رزّاق نہیں

الغرض! اس کلمہ توحید کی دعوت کے نتیجے میں حضور ﷺ نے مصائب کے پہاڑ برداشت کئے، دندان مبارک شہید کرائے...... جسم اطہر زخمی کرائے...... گھر بار چھوڑا مگر کلمہ نہیں چھوڑا...... یارانِ رسول ﷺ لہولہان ہوگئے...... مگر کلمہ نہیں چھوڑا...... صحابہ رضی اللہ عنہم لہولہان ہوگئے...... مگر کلمہ نہیں چھوڑا...... اہل بیت رسول ﷺ لہولہان ہوگئے...... مگر کلمہ نہیں چھوڑا...... حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو گرم ریت پر گھسیٹا گیا...... مگر کلمہ نہیں چھوڑا...... حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو انگاروں پر لٹایا گیا...... مگر کلمہ نہیں چھوڑا...... حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو نیزہ مار کر شہید کر دیا گیا...... مگر کلمہ نہیں چھوڑا...... حضرت حذیفہ سہمی رضی اللہ عنہ کو اُبلتے ہوئے پانی میں ڈالا گیا...... مگر کلمہ نہیں چھوڑا...... حضرت مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو دہکتے ہوئے انگاروں میں ڈالا گیا...... مگر کلمہ نہیں چھوڑا۔

آخر کیوں نہیں چھوڑا ؟

اس لئے کہ کلمہ..................رسول اللہ ﷺ کا منشور تھا

اس لئے کہ کلمہ..................رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا

اس لئے کہ کلمہ..................صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان تھا

اس لئے کہ کلمہ..................صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نشان تھا

کلمہ کا دوسرا حصّہ...... ”محمد رسول اللہ“ یعنی محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں کلمہ طیبہ

آپ کی رسالت کے بغیر مکمل ہی نہیں ہوسکتا، دین آپ کی رسالت کے بغیر کامل ہی نہیں ہوسکتا، اسلام آپ کی رسالت کے بغیر پورا ہی نہیں ہوسکتا۔

بلکہ میں تو کہتا ہوں!

آپ ﷺ کی رسالت...... دین کی ضامن...... آپ ﷺ کی رسالت...... اسلام کی ضامن...... آپ ﷺ کی رسالت...... ایمان کی ضامن...... آپ ﷺ کی رسالت...... عدل و انصاف کی ضامن...... آپ ﷺ کی رسالت...... اخوت اور بھائی چارہ کی ضامن...... آپ ﷺ کی رسالت...... دین و دنیا کی فلاح و بہبودی کی ضامن۔

"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"...... اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ کے سوا کوئی رسول نہیں...... خُدا خُدائی میں یکتا ہے...... محمد ﷺ مصطفائی میں یکتا ہے...... خُدا کے بعد، خُدا کوئی نہیں ہو سکتا...... حضور کے بعد رسول کوئی نہیں ہوسکتا...... خُدا پر خدائی ختم...... حضور ﷺ پر مصطفائی ختم۔

وما علینا الا البلاغ المبین

لگایا گیا...... انسانوں کو انسانوں کی عبادت کرنے پر مجبور کیا گیا...... عورتوں کو جانوروں سے بدتر سمجھا گیا...... اور بچیوں کو زندہ درگور کیا گیا...... اللہ کی زمین میں اللہ کا نظام تباہ کیا گیا تو اس وقت خالق السمٰوٰت والارض نے اپنے محبوب ترین بندوں کو انسانیت کی بقا اور رہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا۔

سامعین مکرّم!...... جب میں تاریخ کا مطالعہ کرتا ہوں تو میں دیکھتا ہوں کہ میرے محبوب پیغمبر ﷺ کی بعثت سے پہلے یہی حالت تھی عالمِ انسانیت سسک رہا تھا...... گلشن ارضی ماتم کدہ بنا ہوا تھا...... فضائے کائنات پر ظلم وعدوان کی تیرہ وتار گھٹاؤں کی حکمرانی تھی...... ہر طرف ظلم وستم اور جبر وتشدد کی تند وتیز ہوائیں چل رہی تھیں...... ہر سمت نفرت وعداوت کے شعلے بھڑک رہے تھے...... کمزوروں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے...... معصوم بچیوں کو زندہ درگور کیا جا رہا تھا...... غرض یہ کہ انسان وحشی درندہ بن چکا تھا...... اور انسانیت تباہی کے آخری دہانے پر پہنچ چکی تھی، ایسے نازک حالات میں خالق کون ومکاں نے، آقائے نامدار...... نبیوں کے سردار...... ش ابرار...... نبوت کے تاجدار...... انسانیت کے غم خوار...... مظلوموں کے مددگار...... میرے اور آپکے سرکار...... حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ کو عالمِ انسانیت کے لیے معلّم بنا کر بھیج دیا...... اور آپ ﷺ کی تعلیمات نے ایک انقلاب برپا کر دیا۔

کسی شاعر نے اس کا کیا خوب نقشہ کھینچا۔

حضور آئے تو سرِ آفرینش پا گئی دُنیا
اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آ گئی دُنیا
بجھے چہروں کا زنگ اترا سُتے چہروں پہ نور آیا
حضور آئے تو انسانوں کو جینے کا شعور آیا

شمعِ رسالت کے پروانو!...... میرے نبی المعلم نے ان تمام ظلم وستم کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا...... جہالت کا قلع قمع کیا...... انسانیت کو ضلالت کی گھٹاٹو تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لا کھڑا کیا...... زنجیرِ غلامی میں جکڑ

سیرت النبی المعلم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

''لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ
اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾''

(صدق اللہ العظیم)

وقال النبی المعلم صلی اللہ علیہ وسلم ''انما بعثت معلماً''

(او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام)

ہو لاکھوں سلام اس آقا پر، دل لاکھوں جس نے جوڑ دیے
دنیا کو دیا پیغام سکوں، انسانوں کے رُخ موڑ دیے
اس معلم اعظم نے زاہد، کیا کیا نہ دیا اس عالم کو
دستور دیا منشور دیا، کئی راہیں دیں، کئی موڑ دیے

محترم صدر جلسہ و معزز سامعین!

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آج میں جس موضوع پر لب کشائی کرنا چاہتا ہوں وہ بڑا ہی اہم، اکرم، اعظم، اشرف و افضل و اعلیٰ و بالا ہے جو اس ذات مقدس کے نام نامی سے موسوم ہے جو بڑا ہی مطہر و معطر و منور و مکرم و محترم و محتشم و معظم ہے جو کہ ''سیرت النبی المعلم'' کے نام سے معنون ہے۔

سامعین گرامی !...... تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب بھی اس روئے زمین پر لادینیت کا پرچار کیا گیا...... ظلم و ستم کو رواج دیا گیا...... شیطانیت اور فرعونیت کا نعرہ

مرتبے پر فائز ہو گئے۔ کسی شاعر نے اس نکتہ کو یوں بیان کیا..........!

آپ کی شان عالی بہر طور کامل ہوئی
جو کہ اخلاق قرآن کے حامل ہوئی
جس کی تعریف فرقان میں نازل ہوئی
بے شبہ لعلیٰ خلق عظیم کے مرتبے پر فائز ہوئی

سامعین محترم!..... میرے مدنی آقا کی سیرت کا باب اتنا وسیع ہے کہ آج تک کوئی مصنف، کوئی مورخ، کوئی مبلغ، کوئی مدبر، کوئی مفکر اور کوئی مقرر ایسا پیدا نہیں ہوا جو اسکا کما حقہ احاطہ کر سکے، بلکہ سب آخر میں یہ کہنے پر مجبور ہو گئے.....!

تھکی ہے فکر رسا.................مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پا.................مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا.................مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا.................مدح باقی ہے
وقت ختم ہوا.................مدح باقی ہے

وما علینا الا البلاغ المبین

انسانوں کو آزاد کیا...... معصوم کلیوں کو مسکرانے کا حق عطا کیا...... مظلوم عورتوں کو باعزت مقام دیا...... بگڑے ہوئے معاشرے کو امن وسکون کا پیام دیا...... علمِ شیطان سرنگوں کیا...... علوم ومعرفت کا پرچار کیا۔

اور اس ذات مقدس نے خود اعلان کیا...... ''انما بعثت معلما'' ارے سنو !...... میں تو علم ومعرفت کا معلّم...... عقیدت کا معلّم...... عبادات کا معلّم...... تجارت کا معلّم...... معاملات کا معلّم...... عدالت کا معلّم...... شرافت کا معلّم...... صداقت کا معلّم...... شجاعت کا معلّم...... سخاوت کا معلّم...... سیاست کا معلّم...... روحانیت کا معلّم...... غرضیکہ ہر شیٔ کا معلّم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

گرامی قدر احباب !...... میں اس مختصر سے وقت میں میرے نبی الامّی المعلّم کی سیرت کی کس کس پہلو پر روشنی ڈالوں...... میرے محبوب پیغمبر ﷺ کی صورت انور کو دیکھ کر حضرت حسان رضی اللہ عنہ بے ساختہ بول پڑے......

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي	۔	وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ	۔	كَاَنَّكَ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

اور کسی نے میرے محبوب پیغمبر ﷺ کی صورت کو چاند سے تشبیہ دی
تو ایک عاشقِ رسول ﷺ پکار اُٹھا۔

چاند سے تشبیہ دینا یہ کہاں کا انصاف ہے
چاند پر ہیں چھائیاں میرے مدنی کا چہرہ صاف ہے

میرے محبوب ﷺ کے اخلاق اس قدر بلند، کہ جن کے سامنے وقت کے نامور اخلاق والوں کے سر شرم سے جھک گئے...... جن کو دیکھ کر زمانے کے بڑے بڑے فرعون دینِ اسلام میں داخل ہو گئے...... اور اس اخلاق کے اثر سے ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق بن گئے...... عمر رضی اللہ عنہ فاروق بن گئے...... عثمان رضی اللہ عنہ حیاداروں کے سردار بن گئے...... علی رضی اللہ عنہ حیدر کرار بن گئے ...... اور بزبان قرآن ''اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ '' کے

اطاعت رسول ﷺ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم أمّا بعد! فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

"وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗۤ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ①"

وقال النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم "مَنۡ اَطَاعَنِیۡ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنۡ عَصَانِیۡ فَقَدۡ عَصٰی" (او کما قال صلّی اللہ علیہ وسلّم)

اے مسلمان اگر ہے تجھ کو محبت رسول کی
شیوہ بنا اپنا اطاعت رسول کی
وہ سر کٹے نہ جس میں ہو سودا رسول کا
وہ دل مٹے نہ جس میں ہو عزت رسول کی

محترم اساتذۂ کرام اور میرے ہم ملت و ہم سفر ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں جس بابرکت اور باسعادت موضوع پر لب کشائی کرنا چاہتا ہوں وہ ہے "اتباع رسول ﷺ"

سامعین محترم!...... ارشاد خداوندی ہے "قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ" اے میرے محبوب پیغمبر! آپ اپنی اُمت کو بتا دیجئے کہ اگر تم خدا سے محبت کے دعوٰی دار ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ سے محبت کرنے کے لئے، اللہ کے محبوب بننے کے لئے اطاعت رسول ﷺ شرط ہے۔

کسی شاعر نے اس نکتے کو اس طرح بیان کیا ہے۔

محمد کی غلامی دین حق کی شرط اوّل ہے
اگر ہو اس میں خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

چنانچہ کلمہ حضور ﷺ کے نام کے بغیر نامکمل ہے...... اذان حضور ﷺ کے نام کے بغیر نامکمل ہے...... اقامت حضور ﷺ کے نام کے بغیر نامکمل ہے...... نماز حضور ﷺ کے نام کے بغیر نامکمل ہے...... جنازہ حضور ﷺ کے نام کے بغیر نامکمل ہے...... عادلوں کی عدالت حضور ﷺ کی اطاعت کے بغیر نامکمل ہے...... بہادروں کی شجاعت حضور ﷺ کی اطاعت کے بغیر نامکمل ہے...... سخیوں کی سخاوت حضور ﷺ کی اطاعت کے بغیر نامکمل ہے...... امینوں کی امانت حضور ﷺ کی اطاعت کے بغیر نامکمل ہے۔

بلکہ میں ایک قدم آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ میرا اور آپ کا ایمان اطاعت رسول ﷺ کے بغیر نامکمل ہے۔

گرامی قدر احباب !...... خالق کون و مکان نے اپنے کلام مقدس میں کہیں اطاعت رسول ﷺ کو ایمان کی نشانی قرار دیا اور فرمایا، ”وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ①“...... اور کہیں اطاعت رسول کو عظیم کامیابی قرار دیا اور فرمایا ”وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ⑤“ اور کہیں اطاعت رسول کو نزول رحمت کا ذریعہ قرار دیا اور فرمایا ”وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ⑥“ اور کہیں اطاعت رسول کو اسلام اور کفر کے مابین حد فاصل قرار دیا اور فرمایا ”قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ②“ اور کہیں اطاعت رسول کو دخول جنت کا ذریعہ قرار دیا اور فرمایا ”وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ③“

گرامی قدر حاضرین !...... غور کیجئے! آج ہم حب رسول ﷺ اور اطاعت رسول ﷺ کے نعرے لگا رہے ہیں...... لیکن ہمارا بود و باش کا طریقہ یکسر غیر اسلامی ہو گیا ہے...... بلکہ اس سے بھی آگے نکلنے کی جستجو ہو رہی ہے...... سر سے پاؤں تک ایک مسلمان ایسے لباس میں ملبوس نظر آتا ہے جو کفار و فساق کا شعار ہے...... عورتوں میں عریانی اور بے حیائی علی الاعلان ہے...... گھروں میں مورتیوں اور تصویروں کی

بھرمار ہے...... وی سی آر، ٹی، وی، ڈش انٹینا، کیبل، کا گرم بازار ہے...... گانے بجانے کا شغل عام ہے...... کاروبار میں جھوٹ، فریب اور دھوکہ، لوٹ مار روز مرہ کا معمول ہے...... سود اور جوے کو برا کہنا وہم وخیال ہے...... بغض وحسد اور ریا کاری اور منافقت اس قدر عام ہے...... جس سے کسی کا پاک نظر آنا دشوار ہے۔

آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ کس لئے ہو رہا ہے؟ تو اس کا ایک ہی جواب ہے...... یہ سب اس لئے ہو رہا ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کی اتباع اور ان کی تعلیمات کی پیروی چھوڑ دی ہے...... جو ہمارا سب سے بڑا مرض ہے اس کا علاج صرف اور صرف دامن مصطفیٰ ﷺ سے وابستگی ہے۔ شاعر کہتا ہے......

لاکھ زبان پر نام نبی ہے، ناؤ مگر طوفان میں ہے
سوچ رہا ہوں اب میں، یقیناً کوئی کمی ایمان میں ہے
دونوں جہانوں میں جو کچھ بھی ہے، سرور دین کا صدقہ ہے
سرور دین سے جو ہے گریزاں، وہ انسان نقصان میں ہے
نبی المعلم کی مدحت اور ہم، چھوٹا منہ، بات بڑی ہے
ہم سے کہاں ہوگی وہ مدحت، جو مدحت قرآن میں ہے

وما علینا الا البلاغ المبین

اسلامی انقلاب اور جہاد

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم أمّا بعد! فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

''اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴۱''

وقال النبی الملاحم ﷺ ''اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ''

(او کما قال ﷺ)

غلامی میں نہ کام آتی ہے شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہے زنجیریں

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہے تقدیریں

یقینِ محکم ، عملِ پیہم ، محبت ، فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

محترم صدرِ جلسہ اور معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع بڑا ہی اہم ، اکرم ، اعظم ، اشرف ، افضل و اعلیٰ و بالا ہے جو کہ ''اسلامی انقلاب اور جہاد'' کے عنوان سے معنون ہے!

سامعین محترم!...... یہ بات تو روزِ روشن کی طرح واضح ہے اور اس کو ہر کس و ناکس سمجھ سکتا ہے کہ جس طرح پھول کو خوشبو کی ضرورت ہے...... چاند کو روشنی کی ضرورت ہے...... سورج کو کرنوں کی ضرورت ہے...... آنکھوں کو بصارت کی ضرورت

وَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ ‘‘اور کہیں فرمایا ’’انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ‘‘ اور کہیں فرمایا ’’ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ ‘‘اور جہاد کرتے رہو اللہ کے راستے میں حتیٰ کہ فتنے ختم ہو جائیں اور دین پورا کا پورا اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہ جائے۔

گرامی قدر احباب!......توجہ فرمائیے! آج سے پندرہ صدیاں پہلے میرے نبی الملاحم ﷺ نے جو انقلاب برپا کیا تھا جب آپ اس کی گہرائی اور پس منظر میں غور و فکر کریں گے تو آپ کو کہیں بدر و احد کے معرکے دکھائی دیں گے، اور کہیں خندق و حنین کی جنگیں نظر آئیں گی، اور کہیں تبوک کی تپتی صحرائیں دکھائی دیں گی، اور کہیں خیبر کے نخلستان نظر آئیں گی، اور کہیں تلواروں کی سنسناہٹ اور تیروں کی سرسراہٹ سنائی دیں گی۔

میرے غیور مجاھد دوستو!......اگر میری یہ بات درست ہے تو آپ کو بھی ماننا پڑے گا کہ جہاد کے بغیر اسلامی انقلاب ناممکن ہے بلکہ میں تو واشگاف کہتا ہوں اگر صرف وعظ و نصیحت سے انقلاب برپا ہو سکتا تو حضور ﷺ کے وعظ تمہارے وعظوں سے کہیں زیادہ موثر تھی......اگر صرف دعاؤں سے کفار کو شکست دی جا سکتی تو میرے مدنی آقا ﷺ کی دعائیں تمہاری دُعاؤں سے کہیں زیادہ اثر رکھتی تھی۔

ارے مسلمانو!......غفلت کی چادروں کو چاک کر دو! اور بھولا سبق پھر سے یاد کر لو! اور اس بات کو عمل کے کان سے سُن کر دل کی انتہا گہرائیوں میں بٹھا لو! کہ اسلامی انقلاب کا واحد راستہ صرف اور صرف جہاد ہے یہی وجہ ہے کہ میرے محبوب پیغمبر ﷺ تیرہ سالہ مدنی زندگی میں ستائیس مرتبہ بنفسِ نفیس میدان جنگ میں نظر آتے ہیں۔

ارے نادان مسلمان!......تو کب جاگے گا...... تجھے کب ہوش آئے گا...... مسلمانوں کے قتل عام اور اپنی ماؤں، بہنوں کی عصمت کو تار تار ہوتے ہوئے کب تلک دیکھتا رہے گا......عبادت گاہوں کی انہدام کو کب تلک برداشت کرتا رہے گا...... مسلمان عورتوں کی آنچلیں کب تلک چھنتی رہیں گی...... اُٹھ جاؤ! اس سے پہلے کہ روئے زمین

ہے...... پلکوں کو جھپک کی ضرورت ہے...... کانوں کو سماعت کی ضرورت ہے...... دلوں کو دھڑکن کی ضرورت ہے...... بالکل اسی طرح اللہ کی اس سرزمین پر اللہ کے نظام کی ضرورت ہے...... اسلامی انقلاب کی ضرورت ہے...... جس کے بغیر امن و امان کا قیام...... عدل وانصاف کا پیام...... ظلم وجبر وتشدد کا اختتام...... تمدن اور ثقافت اسلامی کا اہتمام...... مساوات ومدارات کا استحکام...... اُخوت اور بھائی چارہ کا انتظام...... اسلامی ممالک کا انضمام...... مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے اور موجودہ وقت میں یہ انقلاب اور تبدیلی جہاد کے بغیر نہیں آسکتا۔

میرے غیور مسلمانو!...... میں سیاست کی ضرورت سے انکار نہیں کرتا...... میں وعظ وتقریر کی اہمیت سے انکار نہیں کرتا...... میں دعاؤں اور اذکار کی عظمت سے انکار نہیں کرتا...... میں اصلاح وارشاد کی فضلیت سے انکار نہیں کرتا...... میں درس وتدریس کے ثمرات سے انکار نہیں کرتا...... میں تصنیف وتالیف کی افادیت سے انکار نہیں کرتا۔

مگر میرے جیالے دوستو!...... جب بھی اس سرزمین میں عدل وانصاف کو بسایا گیا...... اور اس گلشن ارضی کو امن کا گہوارا بنایا گیا...... مظلوموں کی دادرسی کی گئی...... انسانوں کو انسانوں کی عبادت سے روکا گیا...... اور اللہ کی اس سرزمین میں اللہ کا نظام نافذ کیا گیا...... اُخوت اور بھائی چارہ کا درس دیا گیا...... تو ہر دور میں بعض سرکش اور جابر لوگوں نے اس کی زور وشور سے مخالفت کی...... اور اس نظام کے نفاذ کے سامنے اَڑ گئے...... "یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ" کا سماں عیاں کیا...... تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے دماغ درست کرنے کے لئے...... اور اُن کی باطنی خباثت کو صاف کرنے کے لئے...... اور اُن کے ناسور مرض کے علاج کے لئے...... اور اُن کے غرور کو خاک میں ملانے کے لئے...... اور اپنے مظلوم بندوں کو ظالمانہ نظام سے خلاصی دلانے کے لئے...... جہاد جیسی انقلابی عمل کو فرض قرار دیا...... اور قرآن عظیم نے بانگ دھل اعلان کیا" كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ "یعنی تم پر قتال فرض کر دیا گیا...... اور کہیں فرمایا"

مقام علم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أمّا بعد! فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

''قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ''

وقال النبی ﷺ ''الطلبو العلم من المهد الی اللحد'' او کما قال ﷺ

شاعر کہتا ہے۔۔۔۔!

ہر طرف تیرگی تھی نہ تھی روشنی
آپ ﷺ آئے تو سب کو ملی روشنی
اسوۂ مصطفیٰ ﷺ کی یہ تعریف ہے
روشنی ، روشنی ، روشنی ، روشنی
خلقتِ اوّلین، خاتم المرسلین
آپ ﷺ پہلی کرن ،آخری روشنی
ایک امی لقب کا یہ اعجاز ہے
آدمی کو ملی علم کی روشنی

محترم صدر جلسہ ومعزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع ''مقام علم'' کے منور عنوان سے معنون ہے۔

سامعین محترم......! علم اسلام کی بنیاد ہے...... حضور اکرم ﷺ نے علم کو اسلام کا ستون قرار دیا ہے...... یہ علم ہی ہے جس کے ذریعے انسان نے اپنے خالق ومالک کو پہچانا...... اور اس پر حقائق ومعارف کے ضمائر عیاں ہوئے۔

چنانچہ پہلی وحی جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی وہ بھی علم کے متعلق تھی ارشاد

ے اسلام کا نام نشان تک مٹا دیا جائے تمہیں میرے اشعار دعوتِ فکر دیتے ہیں۔

نبی ﷺ کی حیات مقدس کو دیکھو، ملے گی سراپا جہادِ مسلسل
وفا کی صلابت میں فولاد آہن، کرم کی لطافت میں رحمت مکمل
مسلمانو!

یہ سوچو کہ نورِ ہدایت کا پرچم جناب محمد ﷺ نے کیسے اڑایا
سوچو کہ ذہنوں کو کیسے ابھارا، یہ سوچو کہ گرتوں کو کیسے اٹھایا
ارے نبی ﷺ کے جیالو!

یہ سوچو کہ کیا چیز تھی جس کے بل پر خدا کے اکیلے پیغمبر ﷺ نے اٹھ کر
الٹ دی تھی ایوانِ روما کی مسند پلٹ دی تھی صحرا نشینوں کی کایا

یہی نا! کہ اس بندۂ باصفا نے جلایا چراغِ جہاد و عزیمت
یہی نا کہ میدانِ سعی و طلب میں نہ چھوڑا کبھی دامنِ استقامت

وما علینا الا البلاغ المبین

خداوندی ہے ''اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ①'' اے پیغمبر ﷺ! اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے عالم کو پیدا کیا ''خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ②'' جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا ''اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ③ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ④'' پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا ''عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ⑤'' اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا۔

سامعین مکرم......! اسلام نے پڑھے لکھے اور بغیر پڑھے لکھے افراد کے درمیان حد فاصل کھینچی ہے...... اسلام علم رکھنے والے افراد کو خصوصی اہمیت دیتا ہے ...... اور عالموں کے درجات کو بلند کرتا ہے۔

چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے ''قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ'' کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں؟ بلکہ میں تو کہتا ہوں......!

عبداللہ بن مسعود ؓ میں علم آیا............تو ''افقہ الناس'' بن گئے
ابی بن کعب ؓ میں علم آیا............تو وہ ''اَقرأُ النّاس'' بن گئے
عبداللہ بن عباس ؓ میں علم آیا............تو وہ ''امام المفسرین'' بن گئے
حضرت ابوحنیفہ ؒ میں علم آیا......تو وہ ''امام المجتہدین'' بن گئے
امام ابو یوسف ؒ میں علم آیا............تو وہ ''قاضی القضاۃ'' بن گئے
امام بخاری ؒ میں علم آیا............تو وہ ''امام المحدثین'' بن گئے
علامہ گنگوہی ؒ میں علم آیا............تو وہ ''فقیہ الامۃ'' بن گئے
سید انور شاہ کشمیری ؒ میں............تو وہ ''امام العصر'' بن گئے
حضرت مدنی ؒ میں علم آیا............تو وہ ''شیخ العرب والعجم'' بن گئے
حضرت تھانوی ؒ میں علم آیا............تو وہ ''حکیم الامت'' بن گئے
مولانا سلیم اللہ خان زید مجدہ میں علم آیا............تو وہ ''شیخ الحدیث'' بن گئے

الغرض علم جس کے اندر آتا گیا وہ چمکتا، دمکتا، مہکتا گیا...... ایک اللہ والے

کا مقولہ ہے ''جس آدمی میں علم نہیں وہ آدمی نہیں جانور ہے...... اور جس گھر میں کوئی علم والا نہیں وہ گھر نہیں جانوروں کا ڈربہ ہے...... اور جس ملک میں علم کا رواج نہیں وہ ملک نہیں حیوانات کا جنگل ہے۔

معلمِ اعظم ﷺ کا فرمان ہے ''علم حاصل کرو! کیونکہ لوجہ اللہ علم کی تعلیم خشیت ہے...... علم کی طلب عبادت ہے...... علم کا مذاکرہ تسبیح ہے...... علم کی تلاش جہاد ہے...... بے علموں کو علم سکھانا صدقہ ہے...... مستحقوں میں علم خرچ کرنا تقرب ہے...... علم حلال وحرام کا نشان ہے...... دنیا وآخرت میں روشنی کا ستون ہے...... تنہائی میں مونس اور پردیس میں رفیق ہے...... خلوت میں ندیم ہے...... راحت ومصیبت کو بتانے والا ہے...... دشمن کے مقابلے میں ہتھیار اور دوستوں میں زینت ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

گرامی قدر حاضرین...... !یہ قرآنِ کریم اور آحادیثِ مبارکہ کا فیضان ہے کہ مسلمانوں نے علم سے لو لگائی اور سائنس ودیگر علوم وفنون کو بلندیوں تک پہنچایا...... علم وحکمت اور تحقیق وتدقیق کے میدان میں مختلف اقوام اپنے اپنے زمانے میں دنیا پر حکمرانی کرتی رہیں...... انسانی تہذیب کے ترقی یافتہ دور میں یونانی تقریباً دو صدیوں تک علوم وفنون پر چھائے رہے...... رومیوں کا عروج بھی چار صدیوں سے آگے نہ بڑھ سکا...... لیکن مسلمانوں نے کم وبیش سات سو برس تک سلطنتِ علم وحکمت وتحقیق پر حکمرانی کی...... ان سات سو برسوں میں اسلامی دنیا میں سائنس، ٹیکنالوجی اور علوم وفنون کے ہر شعبے میں نابغۂ روزگار شخصیات پیدا ہوئیں...... بغداد، کوفہ، بصرہ، قرطبہ، قاہرہ اور سمرقند وبخارا کے ساتھ دیگر کئی شہر مرجعِ علوم وفنون کا مخزن رہیں...... اور اسلام کی عظمت وحشمت کا ڈنکا ہر سو بجتا رہا۔

لیکن جیسے ہی مسلمانوں نے اپنا ناطہ علم سے توڑا تو اہلِ مغرب ہم پر حاوی

ہوتے چلے گئے...... وہ ہمارے علمی اور فکری سرمایہ سے اپنی برتری کا آغاز کرتے گئے...... جس کے نتیجے میں مسلمان تنزلی میں اور اہلِ مغرب بامِ عروج پر چڑھتے گئے...... ایجادات و اختراعات ان کے دامنوں میں گرتا چلا گیا...... زمامِ قیادت پر ان کا قبضہ ہوتا چلا گیا...... اور وہ پوری دنیا سے اپنا لوہا منواتے گئے...... مسلمان دنیا کے ہر خطے میں مغلوب ہوتے گئے۔

حاضرین مجلس......! میری بات سن لیجیے...... دلوں میں بٹھا لیجیے! کہ علم کے بغیر اسلامی دنیا کی قیادت...... مسلم ممالک کی نظامت...... خلفاء راشدین کے طرز پر سیاست...... عدل و انصاف کا قیام...... قرآنی نظام کا پیام...... مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

شاعر کہتا ہے......!

سعادت ، سیادت ، عبادت ہے علم
بصیرت ہے، دولت ہے، طاقت ہے علم
بے شبہ وہ جو علم کی دولت سے ہے خالی
کہنے کو بشر ہے، بشریت سے ہے خالی
لازم ہے کہ ہو علم کے ساتھ عمل بھی
سرسبز جو اشجار ہیں وہ رکھتے ہیں پھل بھی

وما علینا الا البلاغ المبین

مقام معلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أمّا بعد! فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا''

وقال النبی المعلم ﷺ ''اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ ''(او کما قال ﷺ)

رَاَیْتُ اَحَقَّ الْحَقِّ حَقُّ الْمُعَلِّمِ ☆ وَاَوْجَبَہٗ حِفْظاً عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٖ

محترم اساتذۂ کرام اور میرے چمن انور کے بلبلو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں جس موضوع پر اظہار مافی الضمیر کرنا چاہتا ہوں وہ ہے ''معلم کا مقام''

سامعین محترم!...... یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ معلم، تعلیم وتربیت کا وہ عنصر ہے جس کے بغیر تعلیم وتربیت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، گویا کہ معلم ہی معاشرے کا وہ بنیادی مرکز اور محور ہے جس کے گرد تمام تعلیمی سرگرمیاں گردش کرتی ہیں...... صرف بات اتنی نہیں بلکہ معلم ہی وہ ہستی ہے جو چھوٹوں اور بڑوں کو راہ سنت پر گامزن کرتی ہے...... معلم ہی انسانوں کو حیوانی درجے سے بلند کرکے زمین پر اللہ تعالیٰ کی نیابت کے منصب پر فائز کرتا ہے...... معلم ہی جاہل کو عالم اور بے ادب کو باادب بناتا ہے...... معلم ہی کے ذریعے خوشحال معاشرہ کی تشکیل ہوسکتی ہے...... معلم ہی وہ واحد ذریعہ ہے جو اسلامی معاشرہ کی فضا ہموار کرسکتی ہے۔

گرامی قدر احباب......! اسلام نے معلم کو نہایت پاکیزہ اور قابل احترام قرار دیا...... اسلام نے معلم کو روحانی باپ قرار دیا...... اسلام نے معلم کو نبی کا وارث قرار

Makbool Ahmad
taib

Aliqurrehman

کرے گا کامیاب نہیں ہو سکتا۔

شاعر کہتا ہے......!

اِنَّ الْمُعَلِّمَ وَالطَّبِیْبَ کِلَاهُمَا
لَا یَنْصَحَانِ اِذَا هُمَا لَمْ یُکْرَمَا

آخر معلمین کا یہ مقام کیوں نہ ہو خود سرور دو عالم ﷺ نے معلم کے لئے یہ دعا فرمائی ہے ''نَضَّرَ اللّٰهُ اِمْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَهٗ کَمَا سَمِعَهٗ'' اللہ تعالیٰ خوش وخرم رکھے اس شخص کو جس نے ہم سے کچھ سنا اور اسے آگے پہنچایا۔

حضرت علی ؓ کا فرمان ہے ''اَنَا عَبْدُ مَنْ عَلَّمَنِیْ حَرْفًا اِنْ شَاءَ بَاعَ وَاِنْ شَاءَ اَعْتَقَ'' یعنی جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا میں اس کا غلام ہوں اب اس کی مرضی ہے چاہے تو مجھے بیچ دے یا آزاد کر دے۔

میرے ہم مکتب ساتھیو!...... امام اعظم ابو حنیفہ ؒ اپنے اساتذہ کی اتنی عزت واحترام کرتے تھے کہ اپنے گھر میں بھی اپنے استاد کے گھر کی طرف پاؤں پھیلا کر نہیں سوتے تھے وہ فرماتے ہیں میری عمر گذر گئی، لیکن اس مدت میں میں نے کوئی ایسی نماز نہیں پڑھی جس میں والدین کے ساتھ اساتذہ کے لئے دُعا نہ کی ہو۔

آیئے ہم بھی دعا کریں کہ اے اللہ تو ہمیں بھی اپنے اساتذہ کے مطیع اور فرمانبردار بنا۔ اور ہمارے اساتذہ کی زندگی میں، علم میں، عمل میں، مال میں برکت عطا فرما اور ہم سب کو علم نافع سے بہرہ ور فرما۔

(آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

دیا...... اسلام نے معلم کو مربی اور مصلح قرار دیا۔

بلکہ میرا تو دعویٰ ہے کہ جس طرح پھولوں کو مہک کی ضرورت ہے...... سورج کو چمک کی ضرورت ہے...... چاند کو دمک کی ضرورت ہے...... جسم کو روح کی ضرورت ہے اسی طرح اس عالم کو معلم کی ضرورت ہے۔

معزز سامعین...... ! آپ معلم کے مرتبہ اور مقام کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ خود خالق رب الارض والسموٰت معلم اول ہے...... چنانچہ قرآن میں ہے "الرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝" پھر اللہ تعالیٰ نے انس و جن کی رہنمائی کے لئے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس (۲۴) ہزار انبیاء علیہم السلام کو بھی معلم بنا کر مبعوث فرمایا...... اور آخر میں میرے اور آپ کے محبوب پیغمبر...... ساقی کوثر...... شافع محشر...... رب کائنات کے دلبر حضرت محمد ﷺ کو بھیجا جنہوں نے اپنی شناخت ان الفاظ کے ساتھ کرائی "اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا" کہ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں، سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ" یعنی تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم کو متعلم اور معلم ہو۔

گرامی قدر حاضرین...... ! دینی زندگیوں میں جس طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی عظمت اور احترام سے آتا ہے، بعینہ اسی طرح قرآن اور احادیث مبارکہ کے علوم معلمین کی عزت و احترام سے آتے ہیں، ان کی قدر و منزلت دل میں موجزن ہونے سے آتے ہیں ان کی جوتیاں سیدھی کرنے سے آتے ہیں۔

چنانچہ دور حاضر میں علم کی برکات اٹھ جانے کی بڑی وجہ یہی ہے کہ آج طلباء نے اپنے معلمین کی عزت و احترام کرنا چھوڑ دیا ہے...... طلباء نے حصول علم میں مطلوب سکینہ اور وقار کو ترک کر دیا ہے...... طلباء نے استاد کو محض ایک تنخواہ دار ملازم سمجھ لیا ہے...... جلیل القدر محدث سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد کی نصیحت تھی کہ اپنے اساتذہ کی خدمت و اطاعت کو واجب سمجھو، کیونکہ والد کا کہنا تھا کہ علماء سے فیض و برکات وہی پائے گا جو ان کی خدمت کرے گا اور جو اس سے گریز

مسلمان مغلوب کیوں؟

نحمدہ ونصلّی ونسلّم علی رسولہ الکریم امّابعد! فأعوذباللہ من الشّیطٰن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

’’وَلَا تَهِنُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝‘‘

(صدق اللہ العظیم)

وقال النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ’’اِذَا تَرَكْتُمُ الْجِهَادَ فَسَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الذِّلَّةَ‘‘ (او کما صلّی اللہ علیہ وسلم)

اللہ سے ڈرنے والوں کو طاقت سے ڈرانا مشکل ہے
جب خوفِ خدا ہو دل میں قیصر و کسریٰ کچھ بھی نہیں

یہ عظمتِ باطل دھوکہ ہے یہ سطوتِ کافر کچھ بھی نہیں
مٹی کے کھلونے ہیں سارے یہ کفر کے لشکر کچھ بھی نہیں

محترم صدر جلسہ ومعزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج مجھے اس محفلِ سعید میں جس موضوع پر لب کشائی کا حکم دیا گیا ہے وہ ’’مسلمان مغلوب کیوں؟‘‘ کے عنوان سے معنون ہے۔

سامعین گرامی......! ارشادِ خداوندی ہے ’’وَلَا تَهِنُوۡا‘‘ اور تم ہمت مت ہارو ......یعنی کفار کے تعداد سے...... مشرکین کے یلغار سے......شیاطین کے خلفشار سے ......منافقوں کے آزار سے......کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ......’’كَمۡ مِّنۡ فِئَةٍ قَلِيۡلَةٍ

تقدیرِ امم کیا ہے کوئی کہہ نہیں سکتا
مؤمن کی فراست کو کافی ہے اشارہ

اللہ کو پامردیٔ مؤمن پر بھروسہ
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

جس سمت چاہے صفتِ سیلِ رواں چل
یہ وادی بھی ہماری ، وہ صحرا بھی ہمارا

چنانچہ اُس وقت کے مسلمانوں کے دل نورِ ایمان سے منور تھے……اُن کے ہاتھوں میں توحید کی تلوار تھی……اخلاص کے تیر تھے……تنظیم کے میزائل تھے……اطاعتِ نبی ﷺ کے ایٹم بم تھے……وہ سنّتِ نبوی ﷺ کے پرتو نمونہ تھے……سب سے بڑھ کر وہ عملی قرآن تھے……ان اوصاف کی بدولت وہ حضرات جس طرف بھی نکل گئے فتح و نصرت ان کے قدم چومتی گئی……ناقابلِ تسخیر، مسخر ہوتی گئی……شیطانی ٹولے معدوم ہوتے گئے……ایوانِ قیصر و کسریٰ پر لرزاں طاری ہوتے گئے……الغرض اسلام غالب اور کفر مغلوب ہوتا گیا۔

گرامیٔ قدر حاضرین……! لیکن اس وقت امتِ مسلمہ بدترین مغلوبیت کا شکار ہے……مسلمانوں کا کوئی پرسانِ حال ہے اور نہ ہی کوئی مددگار ہے……مادّی اسباب کے کثرت کے باوجود مسلم قوم ذلیل و خوار ہے……مسلم ممالک باہم خلفشار ہے……تعدادِ مسلم کی بہتات کے باوجود عفّت مآب بہنوں کی عزت تار تار ہے……مسلمانوں کا خون بہانا کافروں کے نزدیک شاہ وار ہے……دلاّلی اور چاپلوسی کرنا مسلم حکمران کا سب سے بڑا شاہکار ہے……امورِ مملکت پر قابض اکثر و بیشتر مکار ہے……سب سے بڑھ کر احکامِ قرآن و حدیث کا منکر و غدار ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: آخری زمانے میں کفار مسلمانوں پر ایسے ٹوٹ پڑیں گے جیسے بھوکے دستر خواں پر ٹوٹ پڑتے ہیں……صحابہ ؓ نے عرض

کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ سرور دو عالم نے فرمایا: نہیں بلکہ اس وقت مسلمان سمندر کے جھاگ کی طرح ہوں گے...... صحابہ ؓ نے عرض کیا ’’یارسول اللہ ﷺ ،، تو پھر مغلوبیت کی وجہ کیا ہوگی؟...... سب کیا ہوگا؟؟

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا اس وقت مسلمانوں میں ’’وہن‘‘ نامی مرض کا وبا پھوٹ پڑے گا...... صحابہ ؓ نے پوچھا یہ ’’وہن‘‘ کی مرض کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ’’حب الدنیا وکراھیة الموت‘‘

شاعر کہتا ہے......!

جس دور پہ نازاں تھی دنیا ہم وہ زمانہ بھول گئے
دنیا کی کہانی یاد رہی اپنا فسانہ بھول گئے ہیں
وہ ذکرِ حسیں رحمت کا امین کہتے ہیں جسے قرآن مبین
دنیا کے نئے نغمے سیکھے، عقبیٰ کا ترانہ بھول گئے
اغیار کا جادو چل بھی چکا ہم ایک تماشہ بن بھی چکے
اپنا تو مٹانا یاد رہا، باطل کو مٹانا بھول گئے
تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد میں اے زاہد
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے

وما علینا الا البلاغ المبین

غَلَبَتۡ فِئَةً كَثِيۡرَةًۢ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ’’

چنانچہ تم بدر میں تین سو تیرہ تھے.........غلبہ پایا ایک ہزار پر۔
احد میں ساڑھے سات سو تھے.........غلبہ پایا تین ہزار پر۔
خندق میں تین ہزار تھے.........غلبہ پایا دس ہزار پر۔
خیبر میں سولہ سو تھے.........غلبہ پایا لاکھوں پر۔
حنین میں بارہ ہزار تھے.........غلبہ پایا بیس ہزار پر۔
تبوک میں تیس ہزار تھے.........غلبہ پایا بیس ہزار پر۔
موتہ میں تین ہزار تھے.........غلبہ پایا لاکھوں پر۔
یرموک میں ساٹھ تھے.........غلبہ پایا ساٹھ ہزار پر۔

’’وَلَا تَهِنُوۡا‘‘......اور تم ہمت مت ہارو......’’وَلَا تَحۡزَنُوۡا‘‘......اور پریشان مت ہو......کفار کی تلواروں سے......تیروں سے......نیزوں سے......گھوڑوں سے......کلاشنکوفوں سے......راکٹوں سے......میزائلوں سے......بموں سے......لڑاکا طیاروں سے......ڈرون حملوں سے۔

مسلمانو! تمہارے پاس بدر میں کونسی تلوار تھی......احد میں کتنے تیر تھے......خیبر میں کتنے گھوڑے تھے......حنین میں کونسی کلاشنکوف تھیں......تبوک میں کون سے راکٹ تھے......جنگِ موتہ میں کون سے میزائل تھے......یرموک میں کتنے بم اور لڑاکا طیارے تھے؟......پھر بھی اے مسلمانو! فتح ونصرت تمہیں ملتی رہی......لشکرِ طاغوت کو ہزیمت ہوتی رہی......نورِ حق چار سو پھیلتا رہا......ظلماتِ باطل مٹتا رہا......علمِ شیطان سرنگوں ہوتا رہا......اور چاردانگِ عالم میں اسلام کا ڈنکا بجتا رہا۔

آخر اس وقت مسلمان غالب کیونکر رہتے تھے؟......فتح ونصرت انہیں کیوں ملتی تھیں......؟؟ تو قرآن کہتا ہے’’وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ۝‘‘ اے سلمانو! پوری کائنات میں تم ہی غالب رہو گے بشرطیکہ تمہارے اندر ایمان ہو......

قول علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ......!

سیرت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلّی ونسلّم علی رسوله الكريم امّابعد! فأعوذبالله من الشیطٰن الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

''لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۱۲۸)'' (صدق الله العظيم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''بعثت لاتمم مكارم الاخلاق''

(او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم)

ہر اک ذرہ چمک اٹھا ہے مہتابِ ضیاء بن کر
فضا کو جگمگایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شمس الضحیٰ بن کر
مرے سرکار آئے دردِ عصیاں کی دوا بن کر
سکونِ قلبِ مضطر، غم زدوں کا آسرا بن کر
خلیل اللہ ہے کوئی، کلیم اللہ ہے کوئی
مگر آقا میرے آئے ہیں محبوبِ خدا بن کر

محترم صدرِ جلسہ و معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے اس مقدس، مطہر، معطر اور منور ذات کی توصیف وثنا بیان کرنا چاہتا ہوں...... جو نہایت محترم ومکرم و معظم ومحکم ومحتشم ومزکی ومجلی ومصفیٰ ہے...... جس کو خالقِ لم یزل نے پوری کائنات کے لئے بشیر ونذیر وقسیم وسیم اور رؤف رحیم بنا کر بھیجا۔

سامعین گرامی......! وہ ایسی عظیم ہستی ہے جس کا ثنا خواں خود ربِّ کریم ہے

......جس کی صفات کا بیان قرآنِ حکیم ہے......جس پہ ملائکہ شب و روز درود بھیجتے ہیں......جسے شجر و حجر جھک جھک کر سلام کرتے ہیں......جس کی حقانیت کی گواہی کنکریاں دیتی ہیں......جس کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے......جس کی دعا سے سورج واپس پلٹ جاتا ہے......جس کی خلقت باعثِ وجودِ کائنات ہے......جس کی شفاعت دلیلِ نجات ہے......جس کی ذات سراپا رحمت ہے......جس کا ذکر سراسر عبادت ہے......جس کی تعریف میں لاکھوں صفحات لکھے گئے پھر بھی ناکافی ہوئے......جس کی توصیف میں کروڑوں، عربوں افراد مگن رہے اور پھر بھی حق ادا نہ کر سکے۔

مجھے کہنے دیجئے......! میرے محبوب پیغمبر ﷺ ایسی کریم ہستی ہے جس کا ذکر آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور قیامت تک جاری رہے گا......جو اولین اور آخرین کا امام ہے......جو نبیوں کا سردار ہے......جس کی ہستی تجلّی ہی تجلّی ہے......جس کی زندگی روشنی ہی روشنی ہے......جس کی باتیں شہد سے زیادہ میٹھی ہیں......جس کا کردار صداقتوں کا آئینہ دار ہے......جس کی ہر حرکت ہدایت ہے......جس کا ہر فعل لائقِ اتباع ہے......جس کا چہرۂ انور دیکھ کر چاند شرماتا ہے......جس کی زلفیں لہراتی ہے تو ہر سو رات ہو جاتی ہے......جو ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے......جو موسیٰ علیہ السلام کی التجا ہے......جو عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی ہے......جو نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا......جو آیا تو سب کے لئے رحمت بن کر آیا......جس کی آمد پوری کائنات کے لئے باعثِ سعادت ہوئی......جس کی ذات مخلوقات میں سب اعلیٰ ہے......جو خدا کے بعد سب سے برتر و بالا ہے......جس کے شہر میں ہر دم رحمتوں کی برسات رہتی ہے......جس کی قبر اطہر بقعۂ نور ہے۔

سامعین مکرم......! میرے آقا ﷺ وہ عظیم ہستی ہے جس نے ذروں کو ملا کر صحرا کر دیا......اور قطروں کو ملا کر دریا کر دیا......جس کے نام لیوا مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ہیں......جس کا نام ہر وقت بلند ہوتا رہتا ہے......جس نے اسلام جیسا مبارک دین دیا......جس نے قرآن جیسا عظیم تحفہ دیا......جس نے جہاد جیسا مختصر ترین راستہ دیا......جس نے عرب کے وحشیوں کو انسانیت کا تاج پہنایا......جس نے

افریقہ کے حبشیوں کو زمانے کا امام بنایا...... جس نے حضرت ابو بکر ؓ کو صدیق حضرت عمر ؓ کو فاروق...... حضرت عثمان ؓ کو سخیوں کا سردار...... اور حضرت علی ؓ کو حیدر کرار بنایا...... جو عرب وعجم کا بادشاہ ہے...... جو کونین کا تاجدار ہے۔

شمع رسالت کے پروانو...... ! میں تو ایک قدم آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ میرے آقا نور مجسم...... فخر دو عالم...... امام الانبیاء...... سید الاتقیاء...... ہادیٔ کل...... ختم رسل...... ساقی کوثر...... شافع محشر...... حضرت محمد مصطفیٰ...... احمد مجتبیٰ ﷺ کو خلاق عالم نے اُن تمام صفات وکمالات سے نوازا تھا جو کمالات کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ؑ کو فرداً فرداً عطا فرمایا تھا۔

چنانچہ میرے پیارے پیغمبر ﷺ میں آدم ؑ کی خُلق، شیث ؑ کی معرفت نوح ؑ کا جوش وتبلیغ، ابراہیم ؑ کا ولولۂ توحید، اسماعیل ؑ کا ایثار، اسحاق ؑ کی رضا، یعقوب ؑ کی تسلیم، یوسف ؑ کا حسن، صالح ؑ کی فصاحت، لوط ؑ کی حکمت، داؤد ؑ کی آواز، ایوب ؑ کا صبر، یونس ؑ کی اطاعت، یحییٰ ؑ کی پاک دامنی، یوشع ؑ کا جہاد، دانیال ؑ کی محبت، الیاس ؑ کا وقار، موسیٰ ؑ کا جلال، ہاروں ؑ کا جمال...... اور عیسیٰ ؑ کا زُہد وتقویٰ جیسے عظیم الشان اوصاف وکمالات آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ...... مطہرہ...... منورہ میں بیک وقت یکجا کردیے گئے تھے۔

قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ نے کیا خوب فرمایا......!

تو فخرِ کون ومکاں زبدۂ زمین وزماں
امیر لشکرِ پیغمبراں، شہ ابرار
جہاں کے سارے کمالات اک تجھ میں ہیں
تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

وما علینا الا البلاغ المبین

بدعت کی حقیقت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أمّا بعد! فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

”وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ“

وقال النبی المعلم ﷺ ”کل بدعة ضلالة“ (او کما قال ﷺ)

یا الٰہی تو ہمیں عامل قرآن کر دے
پھر نئے سرے سے مسلمان کو مسلمان کر دے
وہ پیغمبر جسے سرتاج الرسل کہتے ہیں
اس کی اُمت کو ذرا تابع قرآن کر دے

محترم اساتذۂ کرام اور میرے گلشن توحید کے جیالے دوستو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع ”بدعت کی حقیقت“ کے عنوان سے معنون ہے۔

سامعین گرامی......! ویسے تو بدعت کے دو معنی ہیں ایک لغوی اور ایک اصطلاحی، لغت میں ہر نئی چیز کو بدعت کہتے ہیں۔ چنانچہ لغوی معنی کے اعتبار سے آپ پنکھے کو بدعت کہہ سکتے ہیں...... بجلی کو بدعت کہہ سکتے ہیں...... ریل کو بدعت کہہ سکتے ہیں...... ہوائی جہاز کو بدعت کہہ سکتے ہیں...... لاؤڈ اسپیکر کو بدعت کہہ سکتے ہیں...... ٹیلی فون کو بدعت کہہ سکتے ہیں...... کیوں کہہ سکتے ہیں؟ کس لئے کہہ سکتے ہیں؟ اس لئے کہ یہ سب ہمارے دور کے ہی پیداوار ہیں کیونکہ مسلمانوں کے اوّلین دور میں ان کا وجود ہی نہ تھا۔ لیکن شریعت کی اصطلاح میں ہر وہ نئی چیز جس کو کار ثواب بنا کر دین سے متعلق کر دیا جائے وہ بدعت ہے...... اسی اصطلاحی بدعت کی سرور دوعالم ﷺ

ے مذمت کی ہے اور اس سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے اور اس کی وعیدیں سنائی ہیں فرمایا ''كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّار '' یعنی ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا انجام دوزخ ہے۔

سامعین محترم......! اب آیئے! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کسی عمل کے بدعت ہونے کی نشانی اور علامت کیا ہے...... سنت اور بدعت میں تمیز کرنے کا معیار کیا ہے تو اس معاملے کا حل بالکل آسان ہے اگر وہ کام ہادی اعظم...... فخر مجسم حضرت محمد ﷺ کے زمانے میں نہ کیا گیا ہو...... تابعین اور تبع تابعین کے مبارک دور میں بھی اس کا نام ونشان موجود نہ ہو...... قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کی کوئی اصل نہ ہو...... تو وہ کام بدعت ہے۔

میرے مدنی آقا ﷺ کا فرمان ہے ''مَنْ اَحْدَثَ فِي اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ'' جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی چیز گھڑے تو وہ مردود ہے۔

گرامی قدر احباب:...... حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے ''انی متبع ولست بمبتدع'' یعنی میں اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام کا متبع ہوں، بدعتی نہیں ہوں...... علامہ شاطبی غرناطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''كل مبتدع يدعي أنه هو صاحب السنة دون من يخالفه '' یعنی ہر بدعتی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ بس وہی سنی ہے اور جو اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ اہل سنت نہیں ہیں۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی بدعت حسنہ نہیں ہے بلکہ ہر بدعت گمراہی ہے جس سے اجتناب نہایت ضروری ہے۔

میرے غیور مسلمانو! آج کے مبتدعین بھی یہی واویلا مچاتے ہیں کہ سنی صرف وہی ہیں اور ان کے مقابلے میں سب وہابی ہیں، حتیٰ کہ اہل مکہ اور مدینہ جو اسلام کا سرچشمہ ہے جن سے اسلام پھیلا ہے ان کو بھی وہابی اور بددین کہتے ہیں۔

جب آپ کے سامنے بدعت کی حقیقت واضح ہوگئی تو میں اور آپ، ڈنکے کی چوٹ کہہ سکتے ہیں کہ ایصال ثواب کے لئے تیسرے دن کو لازم کرنا بدعت ہے......

تیجہ، دسواں، چالیسواں، بدعت ہے …… انگوٹھا لازم سمجھ کر چومنا بدعت ہے …… حاضر و ناظر کے عقیدے کے ساتھ یا رسول اللہ کہنا بدعت ہے …… جنازے کے بعد دعا لازم سمجھنا بدعت ہے …… قبروں پر چراغاں کرنا بدعت ہے …… مزاروں پر چادر چڑھانا بدعت ہے …… ہری پگڑی اور ہرے رنگ کو اپنا شعار بنالینا بدعت ہے …… اذان سے قبل مروجہ درود شریف کا اہتمام کرنا بدعت ہے …… نماز جمعہ کے بعد صلوٰۃ والسلام کا پڑھنا بدعت ہے …… گیارہویں شریف کو کار ثواب سمجھنا بدعت ہے …… عرس منانا اور اس کو کار ثواب جاننا بدعت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ "یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اہل سنت والجماعت کا چہرہ سفید و روشن ہوں گے اور اہل بدعت کا چہرہ سیاہ اور مرجھائے ہوئے ہوں گے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں شرک و بدعت سے عاری اور توحید و سنت سے مزین زندگی عطا فرمائے اور محبوب پیغمبر ﷺ کے نقش قدم پر چل کر زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

سنت پر عمل کیجیے

نحمده ونصلّی ونسلّم علی رسوله الکریم امّابعد! فأعوذبالله من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

”وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا“

(صدق الله العظیم)

وقال النبی صلّی الله علیه وسلّم ”من تمسّك بسنّتی عند فسادِ امّتی فله أجر مائة شهید“ (او کما قال صلّی الله علیه وسلم)

شاعر کہتا ہے......!

اگر اپنے عمل میں ہم سجالیں ان ﷺ کی سنت کو
تو یہ تپتا ہوا صحرا گل وگلزار ہو جائے

الٰہی اس قدر تاثیر دیدے فکرِ مسلم کو
کہ رخ اپنا بدلنے کے لئے تیار ہو جائے

محترم صدر جلسہ و معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج مجھے اس محفلِ سعید میں جس موضوع پر لب کشائی کا حکم دیا گیا ہے وہ ”سنت رسول ﷺ“ کے مبارک عنوان سے معنون ہے۔

سامعین محترم......! سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے” میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے کبھی گمراہ نہیں ہوں گے......ایک اللہ کی کتاب ہے اور دوسری میری سنت“۔

چنانچہ اس وقت مسلم دنیا اپنے محسن ورحمۃ للعالمین ﷺ کے اس مبارک ومقدس فرمان کو یکسر فراموش کر چکے ہیں..... جس کے نتیجے میں امتِ مسلمہ بدعت وضلالت کے شکنجے میں جکڑے ہوئے ہیں..... مسلمان جو کہ حکمرانی کے حقدار تھے محکومیت کے بدترین درجے میں فائز ہیں..... ترک سنت کی نحوست کی بدولت مسلم ممالک باہم دست وگریبان ہیں..... اندورونی وبیرونی سازشوں کا ملجا وماویٰ ہے..... مہنگائی قحط سالی کا شکار ہے..... بات صرف اس حد تک محدود نہیں بلکہ امتِ مسلمہ آج اپنے اس عظیم وکریم پیغمبر ﷺ کی سنتوں پر عمل پیرا ہونے سے کترا رہے ہیں..... جس رحمۃ للعالمین ﷺ نے اس امت کے لئے جنگ احد میں دندان مبارک شہید کرائے سر میں کوڑے کھائے..... پشت مبارک پر اونٹ کی اوجڑیاں ڈالی گئی..... مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور کیا گیا..... آپ ﷺ پر میدانِ طائف میں پتھر برسائے گئے..... بیٹیوں کو طلاقیں دی گئیں..... جان کی دھمکیاں پہنچائی گئی۔

مجھے کہنے دیجئے! یہ وہی رحمۃ للعالمین ﷺ ہیں جو دنیا میں آئے تو امتی، امتی کہتے ہوئے اور اس دنیا سے تشریف لے گئے تو بھی امتی، امتی کہتے ہوئے..... لیکن افسوس! آج وہی امتی ان کی سنتوں کا تمسخر اڑا رہا ہے..... سنتِ نبوی ﷺ کو پرانی بات کہہ کر ٹال رہا ہے..... ترقی کے راہ میں رکاوٹ کہہ کر پس پشت ڈال رہا ہے..... ''العیاذ باللہ'' بعض نام نہاد مسلمان تو سنت نبوی ﷺ کو عار سمجھ رہے ہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے '' جو شخص میری امت کے فتنے کے زمانے میں میری ایک سنت کو بھی زندہ کرے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

سامعین مکرم..... !تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ کفار اور یہود ونصاریٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس آکر کہتے تھے کہ ہمیں وہ کتاب دکھاؤ جو تمہارے نبی پر نازل ہوئی..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے کہ دیکھو یہ قرآن جا رہا ہے— '' دیکھو قرآن آ رہا ہے'' ''سبحان اللہ''..... یعنی قرآن نے جو احکام ارشاد فرمائیں ہیں وہ ان لوگوں میں ''من وعن'' موجود ہیں..... گویا یہ صحابہ رضی اللہ عنہم عملی قرآن ہیں۔

آیئے اب ذرا میں آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنے آقا و مولا ﷺ کی سنتوں سے عشق و محبت کا ایک نظارہ کراتا ہوں...... چنانچہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیجئے جب وہ مذاکرات کی دعوت پر وقت کے نام نہاد سپر پاور کسریٰ کے دربار میں گئے تو کسریٰ کے اراکین نے ضیافت کا انتظام کیا اور دستر خوان سجا دیا گیا...... حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے کھانے کے دوران، ان کے ہاتھ سے ایک نوالہ نیچے گر گیا...... آنحضرت ﷺ کی سنت اور تعلیم یہ ہے کہ اگر نوالہ گر جائے تو اس کو ضائع نہ کرو...... اگر اس میں مٹی لگ گئی ہے تو اس کو صاف کر کے کھا لو...... حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے نوالہ اٹھانے کے لئے ہاتھ نیچے بڑھایا تو ان کے قریب بیٹھے صاحب نے کہنی مار کر اشارہ کیا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ یہ دنیا کی سپر پاور کسریٰ کا دربار ہے...... یہاں گرے ہوئے نوالہ کو اٹھا کر کھانا معیوب سمجھا جاتا ہے...... اس محفل میں اگر یہ نوالہ اٹھا کر کھاؤ گے تو ان لوگوں کے ذہن میں تمہاری وقعت نہیں رہے گی...... صرف آج کے دن یہ سنت چھوڑ دو؟

یہ بات سن کر حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک نظر چاروں طرف بیٹھے ہوئے اراکین حکومت پر ڈالا...... اور بول پڑے ''أَأَتْرُكُ سُنَّةَ رسولِ الله صلى عليه وسلم لِهٰؤلاءِ الحَمْقىٰ'' ارے کیا میں ان احمقوں کی وجہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کی سنت چھوڑ دوں؟ یہ نہیں ہو سکتا...... گردنیں کٹوا سکتا ہوں...... بیویاں بیوہ کرا سکتا ہوں ...... بچے یتیم کرا سکتا ہوں...... لیکن پیارے نبی ﷺ کی سنتوں کو نہیں چھوڑ سکتا'' اللہ اکبر کبیرا''۔

کسی نے کیا خوب فرمایا......!

مؤمن جو فدا نقش قدم پاک نبی ﷺ ہو
ہو زیرِ قدم آج بھی عالم کا خزینہ
گر سنتِ نبوی کی کرے پیروی امت
طوفان سے نکل جائے گا پھر اس کا سفینہ

وما علینا الا البلاغ المبین

حقوق العباد

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اَمّا بعد! فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

”وَلَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ؕ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ ○“ (صدق اللہ العظیم)

محترم اساتذۂ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں جس موضوع پر اظہار مافی الضمیر کرنا چاہتا ہوں وہ ہے ”حقوق العباد“۔

سامعین گرامی!...... دین اسلام ایک عالمگیر مذہب اور مکمل ضابطہ حیات ہے ...... چنانچہ اس میں اعتقادات بھی ہیں اور اخلاقیات بھی ہیں...... اس میں معاشیات بھی ہیں اور اقتصادیات بھی ہیں...... اس میں مساوات بھی ہیں اور مدارات بھی ہیں ...... اس میں عبادات بھی ہیں اور تجارت بھی ہے...... اس میں جہاد بھی ہے اور دعوت بھی ہے...... اس میں علوم بھی ہیں اور اعمال بھی ہیں...... اس میں حقوق اللہ بھی ہیں اور حقوق العباد بھی ہیں۔

حاضرین گرامی!...... انسان پر دو طرح کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ایک تو اللہ تعالٰی کے حقوق ادا کرنا اور دوسری اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنا۔ جو شخص دونوں قسم کے حقوق ادا کرے وہی دوسروں کے لئے مثالی اور آئیڈیل ہو سکتا ہے۔

اللہ کے محبوب پیغمبر، ساقی کوثر، شافعِ محشر، میرے اور آپ کے رہبر ﷺ نے اپنی زندگی میں دونوں قسم کے حقوق ادا کر کے دکھائے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی مسجد کی زندگی ہو یا گھر کی معاشرت...... چاہے آپ کی جلوت ہو یا خلوت پورے پورے حقوق ادا فرمائے، لیکن آج کے دور کے کچھ لوگ عبادات پر خوب توجہ دیتے ہیں مگر یہ خیال نہیں

کرتے کہ ہماری باتوں سے لوگوں کا دل دکھتا ہے...... چہروں کی مسکراہٹ چھن جاتی ہے دلوں کے ارمان ٹوٹ جاتے ہیں...... ہمارے اعمال سے لوگوں کو تکلیفیں ہوتی ہیں ذلت وندامت ہوتی ہے...... اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو خوش اخلاقی کے نعرے لگاتے ہیں مگر ان کو نماز کی فرصت نہیں...... تلاوت کے لئے وقت نہیں...... ایک نے حقوق عباد کا خیال نہ کیا، تو دوسرے نے حقوق اللہ کا لحاظ نہ کیا۔

سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پکار کر فرمائیں گے کہ میں منصف و عادل بادشاہ ہوں کوئی جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا جب تک اہل حقوق کے حقوق ان کو نہ دلائے جائیں۔

سامعین محترم...... نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے ''حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ'' یعنی مسلمانوں کے مسلمانوں پر پانچ حقوق ہیں...... سلام کا جواب دینا...... اپنے بیمار بھائی کی عیادت کے لئے جانا...... جنازے کے پیچھے چلنا...... دعوت قبول کرنا...... اور اپنے مسلمان بھائی کی چھینک کے جواب میں ''یرحمک اللہ'' کہنا۔

میرے غیور مسلمانو!...... اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف یہی پانچ حقوق ہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی قرآن وحدیث میں بے شمار حقوق بتائیں گئے ہیں چنانچہ ایک مسلمان بھائی کی جان کی حفاظت کرنا دوسرے مسلمان پر حق ہے، ایک مسلمان بھائی کے مال کی حفاظت کرنا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔

بلکہ مجھے کہنے دیجئے!

یتیم کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرنا یہ اس کا حق ہے
پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا یہ اس کا حق ہے

بچوں کے ساتھ پیار و محبت کرنا یہ اس کا حق ہے
نوکر چاکر کے ساتھ نرم برتاؤ کرنا یہ اس کا حق ہے

علماء کرام کی عزت و احترام کرنا یہ ان کا حق ہے

مزدور کی اُجرت جلدی ادا کرنا یہ ان کا حق ہے

مسلمان بھائی پر غصہ آئے تو اس کو معاف کرنا یہ اس کا حق ہے

کوئی مسلمان بھلائی کرے تو اس کا شکریہ ادا کرنا یہ اسکا حق ہے

گرامی قدر احباب ! توجہ فرمائے ! ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا: بتاؤ کہ غریب کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ جس کے پاس مال نہ ہو۔ فرمایا نہیں …… صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ! آپ بتادیجئے ! فرمایا غریب وہ ہے جس نے دنیا میں نیکیاں تو بہت زیادہ کیں، مگر کسی کو برا کہا ہو …… کسی کو ذلیل کیا ہو …… کسی کو کمینہ کہا ہو …… کسی کا حق پامال کیا ہو …… قیامت کے دن وہ اس حال میں کھڑا ہوگا کہ حق والے اس سے حق مانگیں گے …… اللہ ان کے حق کے بدلے اس کی نیکیاں دلواتے رہیں گے …… حتیٰ کے نیکیاں ختم ہو جائیں گی …… لیکن حق لینے والے ابھی کھڑے ہوں گے …… وہ کہیں گے اے اللہ! ہمیں بھی حق دلوائیں؟ اللہ تعالیٰ ان حق والوں کے گناہوں کو لے کر اس بندے کے سر پر ڈالنا شروع کر دیں گے …… جو حقوق العباد کا خیال نہیں کیا کرتا تھا۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقوق العباد کی پاسداری کرنیکی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے لئے سنت نبوی ﷺ پر چلنا آسان فرمائے (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

حقوق الوالدین

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

''وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا،''

(صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ ''رضی الرب فی رضی الوالد و سخط الرب فی سخط الوالد'' (او کما قال ﷺ)

محترم اساتذۂ کرام اور میرے بزم انور کے جیالے دوستو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آج کی اس بارونق مجلس سعید کے توسط سے بندۂ ناچیز آپ حضرات کے سامنے ''والدین کے حقوق'' کے عنوان سے چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہے، دعا کریں کہ اللہ تعالی مجھے سچ کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سامعین محترم! ...... جب میں قرآن وحدیث کا مطالعہ کرتا ہوں تو میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالی نے اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی اطاعت کے بعد جس ہستی کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا ہے وہ والدین ہیں۔ چنانچہ حق تعالی شانہ نے سورۃ بنی اسرائیل میں معاشرے کے فرزندوں کو چھ باتوں کا حکم دیا ہے۔

۱) ...... اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ ...... خدا کے سوا کسی کی عبادت مت کرو

۲) ...... وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا، ...... والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو

۳) ...... فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ ...... والدین کو اُف تک مت کہو

۴) ...... ولا تنہر ھما ...... والدین کو نہ جھڑکو

۵) ...... وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ...... والدین سے ادب اور نرم لہجے میں بات کرو

۶)...... **وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ**، ...... والدین کے لئے اطاع کا بازو محبت سے بچھا دو، اور یہ دعا کرتے رہو "**رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا**" اے رب! تو ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا پوسا تھا۔

بلکہ میں تو کہتا ہوں!

- بھوک ہمیں لگتی تھی تو رحم .... والدین کو آتا تھا
پیاس ہمیں لگتی تھی تو رحم ...... والدین کو آتا تھا
سردی ہمیں لگتی تھی تو رحم ...... والدین کو آتا تھا
گرمی ہمیں لگتی تھی تو رحم ...... والدین کو آتا تھا
بیماری ہمیں لگتی تھی تو رحم ...... والدین کو آتا تھا
تکلیف ہمیں پہنچتی تھی تو رحم ...... والدین کو آتا تھا
زخم ہمیں لگتا تھا تو درد .... والدین کو ہوتا تھا

گرامی قدر احباب! توجہ فرمائیے! والدہ ہمیں اڑھائی سال تک اُٹھائی پھرتی رہیں...... اپنی چھاتیوں سے دودھ پلاتی رہیں...... ہمارے جھولے جھلاتی رہیں...... ہماری لاڈ اور ناز اُٹھاتی رہیں ...... سردیوں کی رات میں اُٹھ اُٹھ کر ہمیں کپڑے ڈھانپتی رہیں...... ہمارے پیشاب کے گیلے بچھونے پر خود سوتی رہی اور خشک بچھو ہمارے لئے بچھاتی رہیں...... گرمیوں میں پوری رات آنچل سے ہوا جھلتی رہیں...... ہم ذرا عالم شعور میں پہنچے تو ہمارے لئے اچھا اچھا کھانا پکاتی رہیں...... ہمارے لئے حتی الوسع عمدہ عمدہ جوڑے بناتی رہیں۔

+ لیکن افسوس صد افسوس میرے عزیز طالبعلم ساتھیو! آج ہم والدین کی ان قربانیوں کا، مشقتوں کا، اور ان ناقابل فراموش احسانات کا صلہ کیا دے رہے ہیں......؟ یہی نا! کہ ہم ان کا کہنا نہیں مانتے...... دوسروں کے سامنے ان کو جھڑک دیتے ہیں...... تعلیم حاصل کرنے کے لئے مدرسہ اور اسکول بھیجتے ہیں تو ہم بھاگ جاتے ہیں اور ان کے ارمانوں کا خون کرتے ہیں...... وی سی آر اور ویڈیو گیم، جیسے خرافات سے

روکتے ہیں تو ہم ضد کرتے ہیں...... اور والدین کے پند و نصیحت پر بداخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہیں...... بعض تو الامان، الحفیظ گالیاں تک دیتے ہیں...... اپنا دین و دنیا برباد کرتے ہیں...... اپنا مستقبل خراب کرتے ہیں...... اپنے اوپر جنت حرام کرتے ہیں...... اللہ اور اس کے رسول پاک ﷺ کو ناراض کرتے ہیں۔

سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے کہ ماں باپ کا نافرمان جنت میں داخل نہیں ہوگا...... ایک حدیث میں فرمایا ''هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ'' یعنی ماں باپ اولاد کے لئے جنت بھی ہیں اور جہنم بھی چنانچہ اس حدیث پاک میں جنت اور دوزخ کا سبب والدین کی ناراضگی اور خوشنودی کو قرار دیا ہے۔

آیئے...... ! آج سے ہم پختہ ارادہ کریں کہ آئندہ کبھی بھی والدین کے دل نہیں دکھائیں گے...... اور ان کو شکایت کا موقع نہیں دیں گے...... اور ان کا کہنا مانیں گے...... شوق اور لگن سے تعلیم حاصل کریں گے...... عالم باعمل اور حافظ کامل بن کر ان کے دلوں کو آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں گے...... اور ہمیشہ یہ دُعا کرتے رہیں گے۔

''رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝۲۴'' (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

سیرت نبی آخر الزماں ﷺ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ'' (صدق اللہ العظیم)

۲ قدم، قدم پہ برکتیں نَفَس، نَفَس پر رحمتیں
۱ جہاں، جہاں سے وہ شفیعِ عاصیاں گذر گیا

۲ جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں، وہیں سحر ہوئی جہاں، جہاں گذر گیا

محترم اساتذہ کرام اور معزز سامعین!

فاضل صدر محترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں جس موضوع پر اظہار مافی الضمیر کرنا چاہتا ہوں وہ ہے ''سیرت نبی آخر الزماں ﷺ''

سامعین گرامی! آپ کو معلوم ہے کہ ہر شخص کی زندگی کے تین ادوار ہوا کر ہیں ☆ بچپن ☆ جوانی ☆ بڑھاپا...... اور یہ بھی سیرت نگاروں، مقرروں، خطیبوں دانشوروں ادیبوں کا اصول ہے کہ جب کسی شخصیت کی سوانح عمری لکھی جاتی ہے بیان کی جاتی ہے، تو اس کا آغاز بچپن سے کیا جاتا ہے اور بڑھاپے پر ختم کیا جاتا ہے

لیکن میرے محبوب پیغمبر، ساقی کوثر، شافع محشر، محمد مصطفی، احمد مجتبیٰ ﷺ کی حیات طیبہ مبارکہ کا آغاز بھی عجیب...... اور اختتام بھی عجیب...... سیرت مصطفی کا آغا عالم ارواح سے ہوتا ہے...... اور سیرت مصطفی کا اختتام عالم حشر ونشر پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کسی نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور پر نور ﷺ کی سیر

16-12-15

ملی انجمن والے
مقرر

کے بابت پوچھا تو آپ نے کہا کہ تم قرآن نہیں پڑھتے؟...... پورا قرآن میرے مصطفی ﷺ کی سیرت ہے۔

حاضرین مکرم! حضور ﷺ کی ایک سیرت وہ ہے جو انبیاء بیان کرتے ہیں ...... ایک سیرت وہ ہے جو اولیاء بیان کرتے ہیں...... ایک سیرت وہ ہے جو اصفیاء اور اتقیاء بیان کرتے ہیں...... ایک سیرت وہ ہے...... جو عالم اور خطیب بیان کرتے ہیں ...... ایک سیرت وہ ہے جو پیر و قطب بیان کرتے ہیں...... اور ایک سیرت پاک وہ ہے جو عرش والا خود اپنی زبان مبارک سے بیان فرماتا ہے ہماری زبان میں کیا تاثیر ہے تاثیر تو قرآن میں ہے۔ آیئے چلتے ہیں قرآن میں!

قرآن میں جب حضور ﷺ کے روئے انور کا ذکر آیا، تو قرآن نے ’’قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ‘‘ کہا...... جب حضور ﷺ کے رُخسارِ اقدس کا ذکر آیا، تو قرآن نے ’’وَالضُّحٰی‘‘ کہا...... جب حضور ﷺ کی زلفوں کا ذکر آیا، تو قرآن نے ’’وَالَّیْلِ‘‘ کہا...... جب حضور ﷺ کی پیشانی کا ذکر آیا، تو قرآن نے ’’عَبَسَ وَتَوَلّٰی‘‘ کہا...... جب حضور ﷺ کے دندان مبارک کا ذکر آیا، تو قرآن نے ’’یٰسٓ‘‘ کہا...... جب حضور ﷺ کی آنکھوں کا ذکر آیا، تو قرآن نے ’’مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی‘‘ کہا...... جب حضور ﷺ کی زبان مبارک کا ذکر آیا، تو قرآن نے ’’لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ‘‘ کہا...... جب حضور ﷺ کے سینہ اطہر کا ذکر آیا، تو قرآن نے ’’اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ‘‘ کہا ...... جب حضور ﷺ کے قلب انور کا ذکر آیا تو قرآن نے ’’فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ‘‘ کہا...... جب حضور ﷺ کی عمر پاک کا ذکر آیا، تو قرآن نے ’’لَعَمْرُكَ‘‘ کہا...... جب حضور ﷺ کے گفتار کا ذکر آیا، تو قرآن نے ’’وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی‘‘ کہا...... جب حضور ﷺ کے عبادت کا ذکر آیا تو قرآن نے ’’یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا‘‘ کہا...... جب حضور ﷺ کی دعوت و تبلیغ کا ذکر آیا تو قرآن نے ’’یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ‘‘ کہا...... جب حضور ﷺ کے جہاد کا ذکر آیا، تو قرآن نے ’’وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی‘‘ کہا...... جب

حضور ﷺ کے اخلاق کا ذکر آیا، تو قرآن نے ''وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ'' کہا۔ جب حضور ﷺ کے معراج کا ذکر آیا، تو قرآن نے ''سُبْحٰنَ الَّذِيْ أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى'' کہا...... جب حضور ﷺ کے یار غار کا ذ آیا، تو قرآن نے ''ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ'' کہا...... جب حضور ﷺ کے جاں نثاروں کا ذکر آیا، تو قرآن نے ''وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ'' کہا...... جب حضور ﷺ کی اُمت کا ذکر آیا، تو قرآن نے ''اُمَّةً وَّسَطًا'' ...... جب حضور ﷺ کے مرتبہ اور مقام کا ذکر آیا، تو قرآن نے ''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ'' کہا...... جب حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا ذکر آیا، تو قرآن نے ''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ'' کہا۔

گرامی قدر احباب!...... میرے محبوب پیغمبر ﷺ کا حسن بھی کامل ہے علم بھی کامل ہے...... حلم بھی کامل ہے...... صداقت بھی کامل ہے...... عدالت بھی کامل ہے...... امانت بھی کامل ہے...... شجاعت بھی کامل ہے...... سخاوت بھی کامل ہے رسالت بھی کامل ہے...... سیرت بھی کامل ہے۔

بلکہ میرا تو دعویٰ ہے! میرے محبوب پیغمبر، ساقی کوثر، شافع محشر کی سیرت کو اہل عالم جیسے جیسے سمجھتے جائیں گے وہ سرکار دو عالم ﷺ کی تعریف کرنے پر مجبور ہوتے جائیں گے۔

چنانچہ میں وقت کی نزاکت کی پیش نظر اس دلی دعا کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں......!

یا الٰہی جسم میں جب تک کہ ہماری جان رہے
تجھ پہ صدقے تیرے محبوب ﷺ کے قربان رہے
میں رہوں یا نہ رہوں مگر دعا ہے دل کی
دین محمدؐ رہے اور عزت قرآن رہے

وما علینا الا البلاغ المبین

عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم أمّا بعد! فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

”مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ“

وقال النبی ﷺ ”اصحابی کالنجوم فبأیھم اقتدیتم اھتدیتم“

(او کما قال ﷺ)

نبی کے جسم سے ہو جس کو رشتہ عالی
گلاب و عطر سے بہتر ہے وہ پسینہ مجھے
وہ جس کے دل میں نہ ہو آبروِ ختمِ رسل
تو رکھنا فرض ہے اس بے حیا سے کینہ مجھے
نبی کی شان لکھی عظمت صحابہ لکھوں
کہ اس انگوٹھی پہ رکھنا ہے اک نگینہ مجھے

محترم اساتذۂ کرام اور میرے بزم انور کے جیالے دوستو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع بڑا ہی اہم، اکرم، افضل و اعلیٰ و بالا ہے جو کہ ”عظمت صحابہ“ کے عنوان سے معنون ہے۔

سامعین گرامی! آپ حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ وہ ہستیاں جنہوں نے امام الاتقیاء...... خاتم الانبیاء...... ساقی کوثر...... شافعِ محشر...... محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کو ایمان کی حالت میں دیکھا ہو اور ایمان ہی کی حالت میں ان کی موت آئی ہو تو ایسے خوش نصیب اور خوش قسمت حضرات کو صحابی رسول کہتے ہیں اور یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دین کی بنیاد ہیں...... سچے اور پکے دین دار

ہیں...... رضائے خدا کے طلب گار ہیں...... رسول خدا کے تابعدار ہیں...... دین اسلام کے وفادار ہیں...... آپس میں مہربان اور کفار پر زوردار ہیں...... دین کے سچے داعی اور علمبردار ہیں...... دین کے اول پھیلانے والے ہیں...... انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے براہ راست بلا واسطہ دین حاصل کیا...... اور ہم لوگوں تک پہنچایا۔ یہ وہ مبارک جماعت ہے جس کو رب کائنات نے اپنے نبی پاک ﷺ کی محبت کے لیے چنا...... جو بلاشبہ اس امت کا افضل ترین طبقہ ہے...... قلوب ان کے پاک تھے...... علم ان کا گہرا تھا...... نور وحی سے ان کا وجود منور تھا...... جو حقیقت میں عملی قرآن تھا...... تکلف اور تصنع ان میں کالعدم تھے...... جذبۂ اسلام سے سرشار تھے...... ہر لحظہ اور ہر کام سنت نبوی پر مامور تھے...... ایمان ان کا مضبوط چٹان سے راسخ تھا...... یہ وہ مقدس طائفہ ہے جن کے استاد رسول اللہ ﷺ تھے...... ان کا نصاب کتاب اللہ تھا...... ان کی درس گاہ بیت اللہ تھی...... اور ان کا طریق سنتِ نبی اللہ تھا۔

گرامی قدر احباب!...... یہی وجہ ہے کہ رب کریم نے اپنے کلام مقدس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس برگزیدہ جماعت کو کہیں ”أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ“ کہا...... اور کہیں ”أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا“ سے متصف کیا...... اور کہیں ”أُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ“ سے پکارا...... اور کہیں ”أُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ“ کے وصف سے یاد کیا...... اور کہیں ”أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى“ کہہ کر ان کے تقویٰ کی گواہی دی...... اور کہیں ”وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ“ سے ان کا تعارف کرایا...... اور کہیں ”رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ“ کا مژدہ سنایا...... آخر ایسا کیوں نہ ہو......؟ یہ وہی صحابہ ہیں جو زبان کے پکے اور قول کے سچے تھے...... حیا کے پیکر اور عفت وعصمت کی تصویر تھے...... جنہوں نے اپنے نبی کی آبرو کی خاطر...... اسلام کی عظمت کی خاطر...... اللہ کے پورے دین کو پوری دنیا میں پھیلانے کی خاطر...... اپنی بیویوں کو بیوہ کروایا...... اپنی اولاد کو یتیم کروایا...... گھر سے بے گھر ہو کر وطن سے بے وطن ہو کر پوری دنیا میں اسلامی پرچم لہرایا۔

میرے محبوب پیغمبر ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں، ان میں سے جس کی بھی اقتداء کروگے ہدایت پالوگے۔

اور ایک جگہ فرمایا جس نے میرے صحابہ سے محبت رکھی گویا اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان سے دشمنی رکھی گویا اس نے مجھ سے دشمنی رکھی۔

میرے غیور مسلمانو! سوچیے، غور کیجئے کہ میرے نبی کے ان جانثاروں کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ رضائے خداوندی کے پروانے انھیں کیسے ملے! تو تاریخ کے اوراق پلٹیے اور دیکھیے! کہ صحابہ کرام نے دین اسلام کے لیے کیسی کیسی قربانیاں دیں ہیں...... اور اس دین کے لیے کیسی کیسی مشقتیں برداشت کی ہیں...... چنانچہ حضرت بلال حبشی ؓ کو گرم ریت پر گھسیٹا گیا...... حضرت خباب ؓ کو جلتے انگاروں پر لٹایا گیا...... حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو اہل وعیال چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا...... حضرت عثمان ؓ کو حجرے میں قید کر دیا گیا...... حضرت سمیہ ؓ اور یاسر ؓ کو تڑپا تڑپا کر شہید کر دیا گیا...... حضرت ابوذر غفاری ؓ کو زدوکوب کیا گیا...... حضرت مصعب بن عمیر کو قید بسلاسل کر دیا گیا...... حضرت حذیفہ سہمی ؓ کو کھولتے پانی میں ڈالا گیا...... لیکن محال ہے ان کہ استقامت میں کوئی فرق آئے...... ممکن ہے ان کے ایمان میں کوئی فرق آئے بلکہ اس سے ان کا ایمان اور بڑھتا گیا...... اور ان کی ایمانی طاقت سے کفر کا نام ونشان مٹتا گیا...... ایوان قیصر و کسریٰ میں کہرام مچتا گیا...... اللہ کی سرزمین میں اللہ کا نظام نافذ ہوتا گیا...... انھی صحابہ کی بدولت، اطراف عالم میں نور ایمان کی ضیاپاشی ہوتی گئی۔

سامعین گرامی! بلکہ میں تو کہتا ہوں سارے قرآن کا نچوڑ صحابہ ہیں...... سارے انبیاء کی سیرتوں کا نچوڑ صحابہ ؓ ہیں...... پیغمبر ﷺ کی مکی زندگی کا نچوڑ صحابہ ؓ ہیں...... نبی رہبر ﷺ کی مدنی زندگی کا نچوڑ صحابہ ؓ ہیں...... نبی ﷺ کے گفتار کے نچوڑ صحابہ ؓ ہیں...... نبی ﷺ کے کردار کا نچوڑ صحابہ ؓ ہیں...... نبی ﷺ کے اخلاق کا نچوڑ صحابہ ؓ ہیں...... بلکہ میں ایک قدم آگے بڑھ

کر کہتا ہوں میرے محبوب پیغمبر، رب کی ربوبیت کے خلاصہ ہیں……اور صحابہ
حضور ﷺ کی نبوت کے خلاصہ ہیں۔

شاعر کہتا ہے……!

خدا نے خود جنہیں بخشا رضا مندی کا پروانہ
انہیں پر بعض نادان کچھ گڑھا کرتے ہیں افسانہ

خدا کی رائے سے بھی منحرف تو ہے معاذ اللہ
میں کہہ دوں کیوں نہ، اے ظالم تجھے پھر حق سے بیگانہ

وما علینا الا البلاغ المبین

مشکل کشا اور داتا کون؟

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أمّا بعد! فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ④'' (صدق اللہ العظیم)

مشکل کشا فقط عالم میں رب کی ذات ہے
اس بات سے منحرف احمق الناس ہے
وہی داتا، وہی غوث ،وہی غیب داں ہے
جوکرے ان کو ثابت غیر کے لئے وہ مشرک لاریب ہے

محترم اساتذہ کرام اور میرے گلشن توحید کے جیالے دوستو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں جس موضوع پر لب کشائی کرنا چاہتا ہوں وہ ہے ''مشکل کشا اور داتا کون؟''

معزز سامعین!...... جب میں لغت کی کتابیں اٹھا کر دیکھتا ہوں تو مجھے ان میں داتا کا معنی دینے والا...... اور مشکل کشا کا معنی مشکل کے حل کرنے والے کے نظر آتا ہے...... جو خالق رب السموٰت والارض کی صفات ہیں...... لیکن جب میں اپنے گردو پیش پر نظر ڈالتا ہوں...... تو مجھے یہ صفات اللہ کے بندوں کے ساتھ جوڑی ہوئی نظر آتی ہیں...... اور آج کا مسلمان ان صفات کو اللہ کے بندوں کے ساتھ جوڑنے میں جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیکھائی دیتا ہے...... اور بلا خوف وخطر مشکل اوقات میں ان سے مدد مانگتا ہے...... اور ضرورت اور مصیبت کے وقت بلا تردد ان سے حاجت روائی کا سوال کرتا ہے...... اور ''یارسول اللہ'' اور ''یاغوث'' مدد کی صدائیں لگاتا ہے...... اور اللہ کے ان نیک بندوں کو نظام قدرت میں حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ

شامل کرتا ہے...... اور اپنا ایمان خراب کرتا ہے...... اپنا نام مشرکوں کی فہرست میں لکھواتا ہے۔

چنانچہ ولی کامل شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس ☆ زانکہ نبود جز خدا فریادرس
غیر حق را ہر کہ خواند اے پسر ☆ نیست در دنیا ازو گمراہ تر

یعنی مصیبت اور پریشانی میں اللہ کے سوا کسی سے مدد مت مانگ کیونکہ مددگار صرف خدا ہے جو شخص خدا کے سوا کسی اور کو پکارتا ہے اس سے بڑا گمراہ دنیا میں کوئی نہیں ہے۔

گرامی قدر حاضرین!...... میں نے قرآن کریم کو کھولا تو پہلے ہی صفحے سے صدا آئی ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۝'' ارے میرے بندے تجھے عبادت صرف میری کرنی ہے...... مدد صرف مجھ سے مانگنی ہے...... میرے محبوب پیغمبر کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بندے اس بات کو بھول جائے اپنی اُمت کی ہر نماز میں اس سورۃ کو ضروری اور لازمی کر دیجئے...... اور انہیں قرآن پڑھ کر سنایئے...... کہ آدم علیہ السلام نے جنت کے لباس چھن جانے پر کس کو پکارا...... نوح علیہ السلام نے طوفان کی موجوں میں کس سے مدد مانگی...... یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں کس سے مدد چاہی...... زکریا علیہ السلام نے نوے (۹۰) سال کی عمر میں بچے کا سوال کس سے کیا...... ایوب علیہ السلام نے بیماری کی شکایت کس سے کی...... ابراہیم علیہ السلام نے آتش نمرود میں کس سے مدد چاہی — یوسف علیہ السلام نے کنعان کے کنویں میں کس کو پکارا۔

بلکہ میرا دعویٰ ہے کہ اللہ کے سوا اگر کسی سے مدد مانگا جا سکتا تو وہ سید الانبیاء، خاتم الانبیاء، حضرت محمد ﷺ کی ذات مبارکہ ہوتی جس کے بارے میں خود رب کائنات نے فرمایا ''لولاک لما خلقت الافلاک'' لیکن جب میں اسی محبوب خدا ﷺ کو دیکھتا ہوں تو وہ مدینہ کی سرزمین پر کھڑا اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا ہے...... وہ بدر کے میدان میں سر پتھر پر رکھ کر اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا ہے...... وہ احد کے دل گداز چٹانوں پر اللہ تعالیٰ

کے سامنے ہاتھ اٹھا کر مانگ رہا ہے...... وہ خندق کے دلخراش حالات میں اپنے رب سے مانگ رہا ہے...... وہ غلاف کعبہ پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا ہے...... اور پوری زندگی اپنی اُمت کو ''اذا سالت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ'' کا درس دے رہا ہے۔

سامعین گرامی!...... ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر انصاف سے بتایئے کہ ہمیں کس سے مدد مانگنی چاہئے، کس کو مشکل کشا ماننا چاہئے، کس کو داتا کہنا چاہئے بلکہ میں تو ایک قدم آگے بڑھ کر کہتا ہوں! اللہ خالق ہے گواہ سارے نبی ہیں...... اللہ مالک ہے گواہ سارے نبی ہیں...... اللہ ہی مشکل کشا ہے گواہ سارے نبی ہیں...... خدا ہی داتا ہے گواہ سارے نبی ہیں...... خدا ہی غوث ہے گواہ سارے نبی ہیں۔

لیکن ارے مسلمانو!...... تمہیں ہو کیا گیا ہے، تم دوسروں کو داتا اور مشکل کشا کہتے پھر رہے ہو...... تم کیسے موحد ہو تم تو اللہ کے بندوں کو اللہ کی صفات میں شریک کر رہے ہو...... اور اسلام کے زریں اصولوں کو سبوتاژ کر رہے ہو۔

تمہیں علامہ حالی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار مخاطب کرتے ہیں۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جاجا ، مانگیں دعائیں

نہ توحید میں خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں
ہوا جلوہ گر حق زمین وزماں میں

رہا شرک باقی نہ وہم گماں میں
وہ بدلا گیا آکے ہندوستان میں

ہمیشہ سے اسلام تھا جس پر نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلمان

وما علینا الا البلاغ المبین

ترک جہاد کا وبال

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أمّا بعد! فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِتَالُ وَہُوَ کُرۡہٌ لَّکُمۡ ۚ وَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَہُوۡا شَیۡـًٔا وَّہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ۚ وَعَسٰۤی اَنۡ تُحِبُّوۡا شَیۡـًٔا وَّہُوَ شَرٌّ لَّکُمۡ ؕ''

(صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ ''اذا ترکتم الجہاد فسلّط اللہ علیکم الذلۃ''

(او کما قال ﷺ)

اے موج حوادث ان کو بھی دو چار تھپیڑے ہلکے سے
کچھ لوگ ابھی تک ساحل پر طوفان کا نظارہ کرتے ہیں
بیٹیاں برباد ہے برما و کشمیر میں
کیوں جوش آتا نہیں مسلم تیری شمشیر میں

محترم صدر جلسہ اور معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے ''ترک جہاد کا وبال'' کے عنوان سے اپنے ناقص خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔

سامعین محترم!...... جہاد فی سبیل اللہ کو اسلامی تعلیمات میں بنیادی حیثیت حاصل ہے...... اور اس کی پشت پر کتاب وسنت کے ٹھوس اور محکم دلائل کی مضبوط چٹان ہے...... اور اس جہاد کا منکر بلاشبہ کافر ہے...... اور اس میں کوتاہی اور سستی برتنا فعل شنیع ہے...... رب کریم کا اعلان ہے ''کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِتَالُ'' ''تم پر جہاد فرض کر دیا گیا۔ میرے نبی الملاحم ﷺ نے فرمایا ''اذا ترکتم الجہاد فسلط اللہ علیکم الذلۃ'' یعنی جب تم جہاد کو چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دے گا۔

گرامی قدر احباب! ......اب آیئے! ذرا جائزہ لیتے ہیں کہ یہ فریضہ ہماری زندگیوں میں ہے کہ نہیں ...... ہمارے دلوں میں شہادت کی تڑپ ہے کہ نہیں ...... مسلمانوں میں جہاد کا ولولہ ہے کہ نہیں ...... اُمت مسلمہ میں شوق شہادت ہے کہ نہیں ...... مسلم جوانوں میں مر مٹنے کا جذبہ ہے کہ نہیں ...... مسلم دنیا میں جہاد کی رمق باقی ہے کہ نہیں ...... اگر نہیں ہے تو یقین مانیئے اس وقت جتنے بھی عذاب اور مصائب مسلمانوں پر مسلط ہیں وہ سب صرف اور صرف ہمارے ترک جہاد کی وجہ سے ہیں۔

سامعین محترم! ......آج ہمارے سامنے ہی بابری مسجد کے مقدس دیواروں کو اڑایا جارہا ہے...... کشمیر میں ردائے عصمت کو تار تار کیا جارہا ہے...... سرفروشان اسلام کو قید و قفس میں جکڑا جارہا ہے...... فرزندان توحید کو اسلام کے دشمن امریکہ کے حوالے کیا جارہا ہے...... دختران اسلام کو مجراخانوں میں ڈالا جارہا ہے...... معصوم بچوں کو نیزوں کے انیوں میں پرویا جارہا ہے...... ہزاروں عفت مآب ماؤں کے لخت جگر دولخت کردیا جارہا ہے...... وارثان علوم نبوت کی داڑھیاں نوچی جارہی ہیں...... علمائے حق کو تختہ دار پر لٹکایا جارہا ہے...... رب کے کلمہ پڑھنے والوں پر بم برسایا جارہا ہے۔

ارے مسلمانو! ...... چیچنیا میں رب کے نام لیوا در بدر کی خاک چھان رہے ہیں...... توحید کے متوالوں پر زمین تنگ کردی جارہی ہے...... دودھ پیتے نونہالوں کو فضاؤں میں اچھالا جارہا ہے...... عراق میں بھی مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جارہے ہیں...... شیر خوار بچے بھوک سے بلبلا رہے ہیں...... دنیا کا بدترین کافر امریکہ کلیسٹر بموں سے مسلمانوں کی دھجیاں اُڑا رہا ہے...... نہتے فلسطینیوں کو آگ کے انگاروں میں جلایا جارہا ہے...... بنات مسلم مشرکوں کی ہوس کا نشانہ بن رہی ہیں...... پوری دنیائے کفر ایک پلیٹ فارم میں جمع ہورہی ہے۔

مگر افسوس! صد افسوس پھر بھی ہم غفلت کی نیند سورہے ہیں...... ہماری ایمانی غیرت بیدار نہیں ہورہی ہے...... ہمارے اندر اب بھی جذبہ جہاد پیدا نہیں ہورہا ہے...... ارے اللہ کے بندو! ...... مومن تو بہادر ہوتا ہے...... مومن تو اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا...... مومن تو تیر و تلوار کا پکا عاشق ہوتا ہے...... مومن تو شہادت کا سچا طلبگار ہوتا ہے...... بقول شاعر:

یہ شیوہ زمانے میں مشہور ہے ہمارا
سر دینا عبادت ہے دستور ہمارا
کٹا کر گردنیں بتلا گئے یہ کربلا والے
کسی بندے کے آگے جھک نہیں سکتے خدا والے

میرے غیور مسلمانو!...... میری بات سن لیجئے! سمجھ لیجئے! اور دل میں اتار لیجئے کہ کامل مسلمان بننے کے لئے جذبہ جہاد اور شوق شہادت اتنا ہی ضروری ہے جتنا جسم کے لئے روح...... سورج کے لئے چمک...... چاند کے لئے دمک...... پھولوں کے لئے مہک...... بلبلوں کے لئے چہک...... حسن کے لئے جھلک...... پلکوں کے لئے جھپک اور دلوں کے لئے دھڑک ضروری ہے، جس میں چمک نہ ہو وہ سورج ہی کیا جس میں دمک نہ ہو وہ چاند ہی کیا...... جس میں دھڑک نہ ہو وہ دل ہی کیا...... جس میں روح ہی نہ ہو وہ جسم ہی کیا...... جس میں جذبہ جہاد نہ ہو وہ مسلمان ہی کیا۔

میرے مدنی آقا ﷺ کا فرمان ہے۔ ”من مات ولم یغزوا ولم یحدث بہ فسہ مات علی شعبة من نفاق“

ارے مسلمانو! ارے خالد بن ولید کے سپوتو! چلو!...... نکلو! اور ایمانی تلوار لیکر میدان کارزار میں کود پڑو! اور سامراجی طاقتوں کے خلاف...... قادیانت کے خلاف...... ظالم حکمرانوں کے خلاف اعلان جہاد بلند کردو! اور اقوام عالم کو یہ باور کرادو!...... کہ

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ اُبھرے گا جتنا کہ دباؤ گے
اسلام کے شیروں کو مت چھیڑنا تم ورنہ
تکبیر کے نعروں سے دنیا کو ہلا دیں گے
مؤمن کو حقیقت میں کمزور نہ تم سمجھو
یہ مٹتے مٹاتے بھی دنیا کو مٹا دیں گے

وما علینا الا البلاغ المبین

بعثت نبی آخر الزماں نعمت عظمیٰ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أمّا بعد! فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

”لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ“ (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ ”انما بعثت لأتمم مکارم الأخلاق“

(او کما قال ﷺ)

وہ آئے جن کے آنے کی زمانے کو ضرورت تھی
وہ آئے جن کے لئے بے چین فطرت تھی
وہ آئے نغمہ داؤد میں جن کا ترانہ تھا
وہ آئے گریہ یعقوبؑ میں جن کا فسانہ تھا
وہ آئے جن کی خاطر مضطرب تھی وادی بطحا
وہ آئے جن کے قدموں کے لئے کعبہ ترستا تھا
وہ آئے جن کو حق نے گود کی خلوت میں پالا تھا
وہ آئے جن کے دم سے عرش اعظم پہ اُجالا تھا

محترم صدر جلسہ اور معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں اس محفل سعید کے توسط سے جس موضوع پر لب کشائی کرنا چاہتا ہوں وہ ”بعثت نبوی ﷺ نعمتِ عظمیٰ“ کے پاکیزہ عنوان سے معنون ہے۔

سامعین گرامی! ارشاد خداوندی ہے ”وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔“ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس درجہ ہیں کہ ان کا شمار کرنا ناممکن ہے، محال ہے...... اگر

کائنات کا اول انسان سے آخر انسان تک اس سعی اور جستجو میں لگ جائے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گن لے ...... شمار کرلے ...... تو انسانوں کے سلسلے ختم ہو جائیں گے ...... جنات بھی عاجز آجائیں گے ...... بحر و نہر خشک ہو جائیں گے ...... اشجار و احجار فنا ہو جائیں گے ...... پھر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں باقی رہ جائیں گی۔

گرامی قدر احباب! ...... حق تعالیٰ شانہ، کے ان بے شمار نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت سرور کائنات، فخر موجودات، آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذات مقدسہ، مطہرہ، منورہ ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے بطور نعمت کے دنیا میں مبعوث فرمایا ...... پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ رب لم یزل نے اپنی کسی نعمت پر احسان نہیں بتلایا، لیکن قربان جاؤں میرے آقا ﷺ کی عظمت پر کہ جن کی بعثت پر رب کائنات نے احسان جتلاتے ہوئے فرمایا ''لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا'' اے میرے بندوں میں نے تم پر بہت بڑا احسان کیا کہ اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کو تمہاری طرف رسول بنا کر بھیج دیا ...... اور ایک حدیث قدسی میں فرمایا اے میرے محبوب ﷺ ...... اگر آپ کو پیدا کرنا نہ ہوتا ...... تو یہ آسمان اور زمین ...... اور اس میں بل کھاتے دریا ...... ٹھاٹھیں مارتے سمندر ...... آسمان سے باتیں کرتے پہاڑ ...... یہ جگمگاتے ستارے، سیارے اور کہکشائیں اور جمادات، نباتات، حیوانات کسی کو پیدا نہ کرتا۔

اے میرے لاڈلے رسول ﷺ آپ یہ اعلان کر دیجئے! ''قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا'' اے انسانو! چاہے عرب کے ہو یا عجم کے، شرق کے رہنے والے ہو یا غرب کے، آج کے ہو یا آئندہ قیامت تک کے ...... سب کے لئے میں رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں!

گرامی قدر حاضرین! ...... میرے محبوب پیغمبر ...... ساقی کوثر ...... شافع محشر ﷺ ...... کی بعثت سے عالم انسانیت کو جینے کا شعور ملا ...... تعلیمات کا نور ملا ...... ہدایت کا دستور ملا ...... عدل و انصاف کا منشور ملا ...... عورتوں کو حقوق ملے ...... بچیوں کو

انصار ملے۔

سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ’’انما بعثت معلما‘‘ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں تاکہ تمہیں تعلیم دوں، اور ایک جگہ فرمایا ’’انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق‘‘ میں اس لیے بھیجا گیا ہوں تاکہ پاکیزہ اخلاق کو مکمل بنا کر پیش کروں اور دنیا کو خلیق بنادوں۔ چنانچہ حضور ﷺ کی اس تعلیمی اور تربیتی انقلاب نے ایک انقلاب بر کردیا، ایسا انقلاب جس کی مثال لانے سے دنیا قاصر ہے، جس انقلاب نے شہر بدل دیئے...... گاؤں بدل دیئے...... عقائد بدل دیئے...... سوچنے کے انداز بدل دیئے...... راستے بدل دیئے...... منزل بدل دی...... معشیت بدل ڈالی...... زندگیاں بدل ڈالی...... زندگیوں کے رُخ بدل ڈالے...... ظاہر بدل ڈالے...... باطن بدل ڈالے...... انسان بدل ڈالا۔

میرے ہم مکتب ساتھیو! اگر میں یہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ نے دو قرآن نازل فرمایا تو غلط نہ ہوگا، ایک علمی قرآن، دوسرا عملی قرآن، علمی قرآن وہ ہے جو اوراق اور کاغذوں میں موجود ہے...... اور عملی قرآن، نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ ہے جو علمی قرآن میں لکھا ہوا ہے، وہ عملی قرآن میں کیا ہوا موجود ہے...... جو چیزیں علمی قرآن میں اقوال کی شکل میں موجود ہیں...... وہ چیزیں عملی قرآن میں احوال کی شکل میں موجود ہیں۔

یہی وجہ ہے جب اماں عائشہ صدیقہ ؓ سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ کے اخلاق اور سیرت کیا تھی تو فرمایا ’’کان خلقه القرآن‘‘ اگر حضور ﷺ کی سیرت دیکھنی ہے تو اوّل سے آخر تک قرآن پڑھتے جاؤ......! اور میرے محبوب ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرتے جاؤ......! اگر تم باپ ہو تو دیکھو کہ فاطمہ ؓ کے باپ (ﷺ) کیا کرتے تھے؟ اگر تم شوہر ہو تو یہ دیکھو کہ عائشہ اور خدیجہ کے شوہر (ﷺ) کیا کرتے تھے؟ اگر تم حاکم ہو تو دیکھو کہ مدینہ کے حاکم (ﷺ) نے کس طرح حکومت کی؟ اگر تم مزدور ہو تو یہ دیکھو کہ مکہ کی پہاڑیوں پر بکریاں چرانے والے

مزدور (ﷺ) کیا کرتے تھے؟ اگر تم تاجر ہو تو دیکھو کہ سرکار دو عالم ﷺ نے شام کی تجارت میں کیا طریقہ اختیار کیا؟ آپ نے عبادت بھی کی …… تجارت بھی کی …… زراعت بھی کی …… سیاست بھی کی …… معیشت بھی کی …… مزدوری بھی کی …… تبلیغ بھی کی …… جہاد بھی کی …… زندگی کا کوئی شعبہ نہیں چھوڑا جس میں حضور اقدس ﷺ کی ذات نمونہ کے طور پر موجود نہ ہو …… چنانچہ علمی قرآن نے اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ“

شاعر کہتا ہے

نبی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے
وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیام آئے

وہ آئے جب تو عظمت بڑھ گئی دنیا میں انسان کی
وہ آئے جب تو انساں کو فرشتوں کے سلام آئے

وہ ہیں بے شک بشر لیکن تشہد میں اذانوں میں
جہاں دیکھو خدا کے نام کے بعد ان کا نام آئے

وما علینا الا البلاغ المبین

اسلام تلوار سے پھیلا یا اخلاق سے؟

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

''لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۖ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٥٦﴾'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''فتحت المدینۃ بالاخلاق''

(او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم)

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی

محترم صدر جلسہ اور معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں آپ حضرات کے سامنے اس مبارک اور باسعادت مجلس کے توسط سے جس موضوع پر لب کشائی کرنا چاہتا ہوں وہ ''اسلام تلوار سے پھیلا یا اخلاق سے؟'' کے عنوان سے معنون ہے۔

سامعین مکرم......! لفظ اسلام سلامتی سے ماخوذ ہے...... جو امن وامان اور اخوت ومودت کا مظہر ومنبع ہے...... جس کا صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ کفار بھی صدق دل سے معترف ہے...... چنانچہ میرے نبی المعلم ﷺ نے دین اسلام کی دعوت کا تن

تنہا آغاز فرمایا جس کی حقانیت کے سامنے وقت کے بڑے بڑے فرعون سرنگوں ہو گئے...... داعی اسلام کے گردن لینے والے دین اسلام کے لئے گردن دینے والے بن گئے...... دین حق کو مٹانے والے دین کے داعی ومبلغ بن گئے...... الغرض پیارے نبی ﷺ کے اخلاق حسنہ کے برکت سے ''یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا'' کا منظر عیاں ہونے لگے۔

سامعین محترم......! آج یورپ کا یورش زوروں پر ہے...... ان کی رنگینیوں میں بہکی ہوئی عقلیں ماؤف ہیں...... کفار کا میڈیا اپنے جذبات میں بے قابو ہیں...... جو اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے مدہوش ہیں...... جھوٹ کے سہارے زندگی بسر کرنے والے شیطانی ٹولہ اسلام کی بڑھتی ہوئی تعداد سے مبہوت ہیں...... یہ پروپیگنڈا اچھال کر کہ ''اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ہے'' اسلام کی اشاعت وتبلیغ کو تاراج کرنی کی کوشش ہے۔

لیکن میرے غیور مسلمانو......! یہ ان کی سوچ اور خام خیالی ہے تاریخ سے ادنیٰ معرفت رکھنے والا طالب علم بھی جانتا ہے کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے نہ کہ تلوار سے...... بالفرض مان بھی لیا جائے کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ہے تو مجھے بتائے کہ میرے محبوب پیغمبر ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے صادق کو کونسی تلوار دکھائی تھی...... عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے بہادر کو کونسی تلوار سے زیر کیا گیا تھا...... عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیسے سخی کو کس کی تلوار نے عاجز کیا تھا...... علی المرتضی رضی اللہ عنہ جیسے نڈر کو کس تلوار نے ڈرپوک بنایا تھا...... خالد رضی اللہ عنہ بن ولید جیسے جرنیل کو کس کی تلوار دبا سکتی تھی۔ ابودجانہ رضی اللہ عنہ جیسے بہادر کو کونسی تلوار نے نبی مکرم کا غلام بنا دیا تھا...... زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو کس نے غلامی پر مجبور کیا تھا...... ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جیسے سپہ سالار کو کس کی تلوار نے مقہور کیا تھا...... حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کس تلوار نے مسلمان بنا دیا تھا...... ابتداء اسلام سے فتح مکہ تک دشمنان اسلام کے سپہ سالاری کے فرائض انجام دینے والا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو کس کی تلوار نے قبول اسلام پر مجبور کیا تھا...... الغرض کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ

کرام ؓ جو وقت کے عظیم جنگ جو اور ماہرین حرب تھے انہیں کس کی تلوار نے ایمان لانے پر مقہور کیا تھا۔

بلکہ میں ایک قدم آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ اسلام کو ہر دور میں تلوار سے مٹانے کی کوشش کی گئی...... چنانچہ حضرت بلال ؓ کو اسلام چھوڑنے کیلئے تلوار کا زور لگایا گیا لیکن انہوں نے دین نہ چھوڑا...... حضرت حباب ؓ بن ارت کو انگاروں میں لٹایا گیا مگر انہوں نے دین نہ چھوڑا...... حضرت سمیہ ؓ کو نیزہ کے انی پر اچھالا گیا مگر دین نہ چھوڑا...... حضرت خبیب ؓ کو سولی پر چڑایا گیا مگر دین نہ چھوڑا...... حضرت خذیفہ ؓ سبھی کو کھولتے پانی میں ڈالا گیا مگر دین نہ چھوڑا۔

برادران اسلام......! تاریخ گواہ ہے کہ جہاد مدینہ منورہ میں آکر شروع ہوئی اور اہل مدینہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے ہی زیادہ تر مسلمان ہو چکے تھے...... آخر ان کو کس کی تلوار نے مسلمان کیا تھا...... اور مکہ معظمہ میں کئی سو آدمی مسلمان ہوئے اور کفار کے ہاتھوں سے اذیتیں برداشت کرتے رہے وہ کس تلوار سے مسلمان ہوئے تھے...... پھر ہجرت مدینہ منورہ سے پہلے بعض صحابہ کرام نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی وہاں کفار قریش کے ساتھ مسلمانوں کا مناظرہ ہوا...... نجاشی شاہ حبشہ حضرت جعفر طیار ؓ بن ابی طالب کی زبان سے قرآن کریم سن کر بے تحاشہ رونا شروع کیا اور رسول ﷺ کی رسالت اور قرآن کریم کی حقانیت کی گواہی دی اور اسلام قبول کیا اس پر کس کی تلوار چلی تھی......؟؟؟

ارے مجھے بتاؤ! وہ کونسی تلوار تھی جس نے روم سے حضرت صہیب ؓ رومی کو لائی...... فارس سے حضرت سلمان ؓ فارسی کو لائی...... یمن سے ابوہریرہ ؓ کو لائی۔ دوس سے عمر بن طفیل دوسی ؓ کو لائی...... قبیلہ غفار سے ابوذر غفاری ؓ کو لائی...... حبشہ سے حضرت بلال ؓ کو لائی۔

گرامی قدر سامعین......! شاید آپ حضرات کے ذہن میں سوال ہوگا کہ اسلام اگر تلوار سے نہیں پھیلا تو پھر مسلمانوں نے جہاد کیوں کیا؟ تو میں آپ کو

بتاؤں جہاد کی مثال آپریشن جیسی ہے کیوں کہ مرض دو قسم کے ہوتے ہیں...... ایک متعدی دوسرا غیر متعدی...... چنانچہ جو مرض غیر متعدی یعنی بڑھنے والا نہیں ہے اسکو دواؤں کے ذریعے درست کر دیا جاتا ہے یا مرہم لگانے سے صحیح ہو جاتا ہے یا اسکی مالش کرنے سے تندرستی آجاتی ہے...... لیکن متعدی مرض کیلئے آپریشن کیا جاتا ہے...... اس کو چیر کر نکال باہر کیا جاتا ہے...... اسی طرح دشمنان اسلام میں دو طرح کے مرض ہیں...... بعض تو ایسے ہیں جن سے صلح کر لینی مناسب ہوتی ہے...... ان کے مرض کو صلح کا مرہم لگا کر درست کیا جاتا ہے...... لیکن بعض کفار کے مرض ایسے موذی اور مفسد ہوتے ہیں کہ ان کا علاج آپریشن کے بغیر ممکن نہیں اور اسی آپریشن کا نام جہاد ہے...... چنانچہ جہاد سے لوگوں کو مسلمان بنانا مقصود نہیں ہے...... بلکہ مسلمانوں کی حفاظت مقصود ہے۔

بس میں وقت کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس دعوت فکر کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

ہمیں پھر دعوت دین الٰہی عام کرنا ہے
جہانِ کل میں پھر سے دبدبۂ اسلام کرنا ہے

جس کام کیلئے آئے وہ کام نہ بگڑے
سر جائے تو جائے مگر اسلام نہ بگڑے

اگر حق بات کہتا ہوں، مزہ الفت کا جاتا ہے
اگر خاموش رہتا ہوں، کلیجہ منہ کو آتا ہے

حق بات کا ہر وقت اظہار کریں گے
منبر نہیں ہوگا تو ،سر دار کریں گے

وما علینا الا البلاغ المبین

تقویٰ کے ثمرات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أمّا بعد! فأعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

”یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَ لَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۰۲﴾“

وقال النبی ﷺ ”الا ان اولیاء ھم المتقون“ (او کما قال ﷺ)

محترم اساتذۂ کرام اور میرے ہم مکتب دوستو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میں جس موضوع پر لب کشائی کرنا چاہتا ہوں وہ ہے ”تقویٰ کے ثمرات“

سامعین گرامی! ...... اس وقت آپ مسلمانوں کی حالات کا انفرادی طور پر جائزہ لیں...... یا اجتماعی طور پر ہر جگہ مسلمان ہی افلاس کا سب سے زیادہ شکار ہے ...... بے برکتی اور بے بضاعتی اور مصیبتوں کا ملجا اور شاہکار ہے...... اور مسلمانوں میں بھی فسق وفجور، بدامنی، بدنیتی، اور مار دھاڑ ہے...... جس طرف بھی نظر اٹھائیں مسلمان حیران وپریشان ہے...... آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کا سبب کیا ہے؟؟ ت میں آپ کو بتاؤں! اس کی وجہ صرف اور صرف مسلمانوں میں تقویٰ کا فقدان ہے۔

گرامی قدر حاضرین! تقویٰ وہ نسخۂ اکسیر ہے، جو امن عالم کا ضامن ہے ...... باطنی خباثت اور فسادات کا خاتم ہے...... محاسبۂ آخرت سے نجات کا ذریعہ ہے ...... تقویٰ ہی وہ نعمت عظمیٰ ہے جس کے اختیار کرنے سے نعمتوں، برکتوں، رحمتوں کے دروازے کھلتے ہیں...... گناہ معاف ہوتے ہیں...... بصیرت کاملہ عطا ہوتی ہے۔

چنانچہ قرآن کریم کا اعلان ہے ”وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۙ﴿۲﴾“ جو تقویٰ والی زندگی اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ مشکل اوقات میں اس کی بگڑی بنائے گا...... میں

پردہ کی اہمیت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم أمّا بعد! فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ یُدۡنِیۡنَ عَلَیۡهِنَّ مِنۡ جَلَابِیۡبِهِنَّ ؕ'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلّم ''المرأۃ عورۃ'' (او کما قال ﷺ)

زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

اسلام اگر منظور نہیں قرآن اگر دستور نہیں
پھر افسوس ہے اس آزادی پر یہ ملک یہ لشکر کچھ بھی نہیں

محترم صدر جلسہ و معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج مجھے جس موضوع پر لب کشائی کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ ہے ''پردہ کی اہمیت''

گرامی قدر حاضرین!...... اسلام ہی دنیا کا وہ واحد اور مقدس مذہب ہے جس نے حیات انسانی کے کسی گوشہ کو تشنہ نہیں چھوڑا...... بلکہ ہر جگہ مکمل رہنمائی کی ہے...... عبادت ہو یا سیاست...... تجارت ہو یا زراعت...... صحت ہو یا مرض...... حضر ہو یا سفر...... شادی ہو یا غمی...... کھانا ہو سونا...... مرنا ہو یا جینا...... معاشرتی نظام ہو یا ازدواجی بندش...... غرضیکہ ہر جگہ وہ اپنی ایک ایسی یکتا و منفرد حیثیت رکھتا ہے جس سے دیگر ادیان و مذاہب تہی دامن ہیں۔

اسلام کو جن خصوصیات کی بناء پر دنیا کا اعلیٰ و افضل...... کامل و اکمل دین یا مذہب ہونے کا شرف حاصل ہے...... ان خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی

نے قرآن سے پوچھا اور کیا ملے گا؟ تو قرآن نے جواب دیا ''وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ'' یعنی متقی آدمی کے لیے اللہ تعالیٰ ایسی جگہ سے رزق مہیا کرے گا جس کا اسے وہم وگمان نہ ہوگا...... میں نے کہا قرآن سے اور کیا ملے گا؟ تو قرآن نے کہا ''وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ'' اللہ اس کے تمام گناہوں کو مٹا دے گا...... میں نے عرض کیا اور کیا ملے گا؟ تو قرآن نے جواب دیا ''وَيُعْظِمْ لَهٗ اَجْرًا'' اللہ اس کے اجر وثواب کو بہت بڑھا دے گا...... اے قرآن بتا اور کیا ملے گا؟ تو قرآن نے کہا ''يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا'' اے لوگو......! اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں قوت فارقہ عطا فرمائے گا، جس کے ذریعے تم حق اور باطل میں...... توحید اور شرک میں۔۔ سنت اور بدعت میں...... حلال اور حرام میں...... عدل اور ظلم میں...... فرق اور تمیز کر سکو گے۔

سامعین محترم!...... توجہ فرمائیے! میں نے قرآن سے مزید پوچھا ذرا بتانا اور کیا ملے گا؟ تو قرآن نے کہا ''الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ'' ''ارے میرے بندے تو تقویٰ والی زندگی اختیار کر کے تو دیکھ میں تمہاری دنیا اور آخرت سنوار دوں گا، دنیا اور آخرت کی خوشیوں سے تیرا دامن بھر دوں گا...... راحتوں، عزتوں اور عظمتوں کا تیرے قدموں میں ڈھیر لگا دوں گا۔

میرے غیور مسلمانو!...... تقویٰ ہی وہ انمول خزانہ ہے...... جو دنیا میں بھی کام آتا ہے...... برزخ میں بھی کام آتا ہے...... قبر میں بھی کام آتا ہے...... حشر میں بھی کام آتا ہے...... جنت میں بھی کام آتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ کے ثمرات سے اپنے دامنوں کو بھرنے اور سجانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ''اللّٰھم أعطِ نفسی تقوٰھا وزکّھا انت خیرُ من زکّھا انت ولیّھا ومولاھا'' (آمین)

وما علينا الا البلاغ المبين

ہے کہ اس نے عورتوں کو سماج یا سوسائٹی میں ہی نہیں، بلکہ بین الاقوامی سطح پر جو مقام عطا کیا ہے اس کی نظیر پیش کرنے سے تہذیب انسانی عاجز و قاصر اور عقل انسانی حیران و ششدر ہے۔ ..... جس کا بیان اس مختصر سے وقت میں مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

سامعین محترم ! ..... لیکن جہاں اسلام نے عورتوں کو اتنا اعلیٰ و ارفع مقام عطا کیا ہے وہیں انہی کے فائدے کے لئے ..... انہی کی بھلائی کے لئے ..... انہی کی حفاظت کے لئے ..... انہی کی عزت و ناموس، عفت و عصمت کی تحفظ کے لئے یہ بھی کہا ہے کہ وہ پردے کا مکمل اہتمام کریں جو ہماری اسلامی ثقافت کا آئینہ دار ہے ..... ہماری تہذیب کا شعار ہے ..... ہماری غیرت ایمان کا معیار ہے ..... جو عورتوں کی عفت و عصمت کا پاسدار ہے۔

میرے غیور مسلمانو ! ..... آج ہم اپنے معاشرے میں جس طرف بھی نگاہ اُٹھائیں ہر جگہ آپ کو بے پردگی ہی بے پردگی نظر آئے گی ..... بہت سارے نام نہاد مسلمان جو عصری علوم کے ماہر ہیں یورپ اور امریکہ اور بد دین ملحدوں اور زندیقوں کے دیکھا دیکھی، بلکہ ان کی ترغیب و تحریر سے متاثر ہو کر بے پردگی کا درس دے رہے ہیں ..... اپنی بہو بیٹیوں کے پردہ چھین رہے ہیں ..... اپنی عزت و ناموس کو کلبوں میں نچا رہے ہیں ..... بازاروں میں لے جا کر ہوس بازوں کے ہوس کا شکار بنا رہے ہیں ..... اپنی بیوی اور بیٹیوں کے حسن کی نمائش کو باعث فخر سمجھ رہے ہیں۔ علماء ربانیین کے منع کرنے پر انھیں دقیانوسیت کے القاب سے نوازے جا رہے ہیں ..... اور ان علماء کو ترقی کی راہ میں سنگ گراں سمجھ رہے ہیں۔

اکبر الہٰ آبادی نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا ہے۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمین میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جوان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

سامعین مکرم!......آج کل دنیا میں جو اغواء، زنا بالجبر اور افشائے راز کے خوف سے قتل کر دیا جانا اور ایسے ہی دیگر قسم کی بدترین اخلاقی برائیاں اور ہولناک سماجی تباہیاں جنم لے رہی ہیں ان میں اختلاط مرد وزن اور خواتین کی بے پردگی کو بہت دخل ہے۔

اس لیے اسلام نے ان تمام خرابیوں کے پیش نظر خواتین کو پردہ جیسی عظیم نعمت اور بہترین سلاح عطا فرما کر ان کی عزت و ناموس کی حفاظت و صیانت کی ہے معاشرے کو تباہ و برباد ہونے سے اور سماج کو انتشار اور نحوست کی گندگی سے بچایا ہے...... اور عالم انسانیت کو ابدی سکون، قلبی راحت اور حقیقی مسرت عطا فرمائی ہے

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو چیز قیمتی و گراں مایہ ہوتی ہے لوگ اُسے پنہاں او پوشیدہ رکھتی ہیں، چونکہ عورت اسلام کی نظر میں بہت ہی قیمتی شئی ہے اس لیے اسے پوشیدہ و مخفی رکھنے کی ہدایت کی ہے۔

میرے جیالے دوستو!......جب اللہ اور اُس کے رسول نے انتہائی تاکیدی الفاظ میں پردے کا حکم دے دیا تو اب اگر ساری دنیا پردے کی مخالفت پر جمع ہو جائے...... تمام ڈاکٹر اسے مضر صحت کہہ دیں...... نام نہاد مفکرین اور مبصرین اسے ترقی کی راہ کا سنگ گراں کہہ دیں...... یورپ کی بہکی ہوئی عقل اسے نسوانیت پر ظلم کا نام دیں دے...... فرنگی حکمران ہم سے روٹھ جائے...... سات سمندر پار ہمارا داخلہ ممنوع قرار دے دیا جائے...... ہم یہ سب کچھ برداشت کر لیں گے، ہم سب کو ناراض کر لیں گے لیکن رب کبریا اور اپنے رہبر کو ناراض نہیں کریں گے۔ شاعر کہتا ہے......!

سارا جہاں ناراض ہو پرواہ نہ چاہیے ☆ مدنظر تو مرضی جانا نہ چاہیے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ ☆ کیا کیا کرنا چاہیے اور کیا کیا نہ چاہیے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنی میں مسلمان بنا دے اور یورپ کی اندھی تقلید کو ترک کر کے پیغمبر اسلام کی تقلید کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

گانا بجانے کے نقصانات

نحمدہ ونصلّی ونسلّم علی رسولہ الکریم امابعد! فأعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

”وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَہۡوَ الۡحَدِیۡثِ لِیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ“ (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلّم ”بعثتُ بکسر المزامیر“

(او کما قال ﷺ)

آباد ہوئی عشرت گاہیں، ویران مساجد روتی ہے
طاری ہے فضا پر موسیقی، پامال اذانیں ہوتی ہے
برباد خزاں ہے مستقبل، ماضی کی بہاریں سوتی ہے
پھولوں کے بجائے کانٹوں میں شبنم کے شکستہ موتی ہے
یہ وقتِ عمل، کردار ہے شل، کیا دستِ دعا پھیلاتا ہوں
کہنے کو مسلماں میں بھی ہوں، لیکن کہتے شرماتا ہوں

محترم صدرِ جلسہ ومعزز سامعین!

آج مجھے آپ حضرات کے سامنے جس موضوع پر اظہارمافی الضمیر کا حکم دیا گیا ہے وہ ”گانا بجانے کے نقصانات“ کے عنوان سے معنون ہے۔

سامعین محترم......! حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: گانا دل میں نفاق کو یوں اگاتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اگاتا ہے...... اور ایک جگہ فرمایا: آخری زمانے میں اس امت کے کچھ لوگوں (کی شکلوں) کو مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیا جائے گا...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا وہ لوگ اس بات کی گواہی نہیں دیں گے کہ

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟...... آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں ...... بلکہ وہ نماز بھی پڑھتے ہوں گے...... روزے بھی رکھتے ہوں گے...... اور حج بھی ادا کرتے ہوں گے...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: آخر ان کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے کی وجہ کیا ہوگی؟...... آنحضرت ﷺ نے فرمایا: وہ گانا بجانے کے آلات اپنالیں گے۔

سامعین مکرم......! گانا اور میوزک وہ زہر قاتل ہے جو مومن بندے کے چہرے سے نور...... آنکھوں سے حیا...... زبان سے ذکرِ الٰہ ...... دلوں سے خوف خدا...... کانوں سے طہارت...... ذہنوں سے نظافت...... قول وعمل سے نفاست زندگیوں سے عبادت...... رشتوں سے صداقت...... اور معاشرے سے ہدایت جیسی قیمتی سرمایہ کو سلب کرلیتا ہے۔

چنانچہ جو لوگ گانا بجانے اور سننے، سنانے میں مشغول رہتے ہیں ان کو میرے محبوب پیغمبر ﷺ کے اس فرمان پر غور کرنا چاہئے...... جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: گانا سننا گناہ ہے...... اس کے پاس بیٹھنا فسق ہے...... اور اس سے لذت حاصل کرنا کفر ہے۔

اور ایک موقع پر نبیٔ کریم ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا ’’انما بعثتُ بکسر المزامیر‘‘ میں گانا بجانے کے آلات کو توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

لیکن میرے مسلمان بھائیو......! مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اسی پیارے نبی ﷺ کے نام لیوا آج موسیقی کو پھیلا رہے ہیں...... اس منحوس کام کو باعزت ثقافت قرار دے رہے ہیں...... موسیقی کار جوکہ فاسق ہے اس کو اعلیٰ شخصیت شمار کر رہے ہیں...... باطنی خباثت کو پروان چڑھانے والے اس موسیقی کو روح کی غذا بتا رہے ہیں...... اس حیا سوز فعل کو ترقی وکامرانی کا محور منوایا جا رہا ہے ...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ شراب کا نام بدل کرا ے

چیں گے، ان پر باجے بجائیں جائیں گے، اور رنڈیاں ناچیں گے، اللہ تعالیٰ ہیں زمین میں دھنسائے گا اور ان میں سے کچھ کو بندر اور خنزیر بنا دیں گے۔

(اعاذنا اللہ منہا)

کسی شاعر نے حالاتِ حاضرہ کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے……!

آلاتِ معصیت بھی ہیں آہوں کے ساتھ ساتھ
نغمے بھی جاری چیخوں، کراہوں کے ساتھ ساتھ

یہ دین سے مذاق نہیں تو اور کیا……؟
توبہ بھی ہے تمام گناہوں کے ساتھ ساتھ

وما علینا الا البلاغ المبین

خالد محمود
احمد فاروق
محب اللہ

اخلاقِ حسنہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ '' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''اکمل المؤمنین ایمانا احسنھم خلقا''

(او کما قال ﷺ)

خدا کی یاد ہے طاقت ہماری
مصلیٰ ہے ہماری تخت شاہی
ہماری فوج ہے اخلاق حسنہ
ہمارا حصن ہے ترک مناہی

محترم صدر جلسہ ومعزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج مجھے جس موضوع پر لب کشائی کا حکم دیا گیا ہے وہ ''اخلاق حسنہ'' کے عنوان سے معنون ہے۔

سامعین گرامی! انسان بالطبع مظہر ضدین ہے...... یہ نورانی بھی ہے، ظلماتی بھی...... ملکوتی بھی ہے، ناسوتی بھی...... رحمانی بھی ہے، شیطانی بھی...... عالم بھی ہے، جاہل بھی...... عادل بھی ہے، ظالم بھی...... عامل بھی ہے، غافل بھی...... سعید بھی ہے، شقی بھی...... متقی بھی ہے، فاسق بھی...... نافع بھی ہے، ضار بھی...... قانع بھی ہے، حریص بھی...... صبور وشکور بھی ہے، شرور وکفور بھی...... رؤف وکریم بھی ہے، قسی ولئیم بھی...... الغرض تمام صفات کریمہ وذمیمہ ومحاسن ومعائب حضرت انسان کی خصلت میں موجود ہیں اور یہ اسکے اختیار میں ہے کہ وہ ان میں سے کسی پر بھی عمل پیرا ہو۔

سامعین مکرم......! حضور ﷺ نے اپنی امت کو جتنا اخلاق حسنہ پر زور دیا ہے اسکے مطالعے کے بعد یہ دعویٰ کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ مذہب اسلام کی تمام تر تعلیم کا لب لباب اگر ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو وہ صرف ''اخلاق حسنہ'' ہے۔ کیونکہ عمدہ اخلاق آدمی کی شرافت و بزرگی کی علامت ہوتی ہے...... آدمی کا اخلاق معیار جتنا بلند ہوگا، اسی قدر وہ لوگوں میں محبوب ہوگا...... لوگوں کو اس کے قرب سے اور اس کی باتوں سے اس کے معاملات سے دلی اطمینان اور راحت پہنچے گی...... انسانوں میں فخر مجسم محبوب دو عالم ﷺ کا اخلاقی معیار سب سے بلند ہے، جس کی گواہی قرآن کریم نے ان الفاظ میں دی ''وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝'' اے دلبر! آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''کان رسول اللہ ﷺ احسن الناس خلقا''، یعنی میرے مدنی آقا ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ عمدہ اخلاق والے تھے...... بیشک یہی وجہ ہے کہ سخت سے سخت دشمن بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے بعد گرویدہ ہو جاتا تھا اور جان لینے والا جان نچھاور کر دیتا تھا۔

سامعین محترم......! حضور ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد ان الفاظ میں بیان فرمایا ''انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق'' میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں...... اور یہ بھی فرمایا کہ'' کامل ایمان والے وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں''...... اور ایک جگہ فرمایا'' بے شک تم میں سے میرے محبوب اور قیامت کے روز میرے قریب وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق اچھے ہوں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ﷺ کی طرز زندگی سے محبت و عقیدت عطا فرمائے اور اخلاق حسنہ کو اپنی حرز جان بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

صفائی اور پاکیزگی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد افاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

''وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''الطهور شطر الایمان''

(او کما قال ﷺ)

محترم اساتذۂ کرام ومعزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج مجھے جس موضوع پر لب کشائی کا حکم دیا گیا ہے وہ ''اسلام میں طہارت ونظافت کا مقام'' کے عنوان سے معنون ہے۔

سامعین گرامی ......! دین اسلام میں صفائی اور پاکیزگی کو بڑی اہمیت حاصل ہے...... دین اسلام نے جس طرح طہارت ونظافت پر زور دیا ہے اس سے دیگر مذاہب تہی دامن ہیں...... ارشاد خداوندی ہے ''وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ'' اللہ پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے...... حق تعالیٰ شانہ نے اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کو پاکیزگی اختیار کرنے کا حکم فرمایا ''وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿۴﴾'' اے محبوب پیغمبر! اپنے کپڑے صاف رکھئے۔

چنانچہ میرے مدنی آقا ﷺ خود بھی پاک صاف رہتے اور صحابہ اور صحابیات کو بھی پاکیزگی کا تعلیم دیتے...... آپ ﷺ ظاہری وباطنی طہارت ونظافت کے لحاظ سے ساری امت کیلئے بہترین مثال ہیں...... آپ ﷺ ہمیشہ پاک صاف لباس پہنتے...... کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے...... مسواک فرماتے...... سر اور داڑھی کے بالوں میں کنگھی کرتے ان کو بکھرا ہوا رہنے نہیں دیتے...... سر

نبی کی رحمت ہے...... سعدی ؒ کی فصاحت میرے نبی کی رحمت ہے...... بخاری ؒ کی ذہانت میرے نبی کی رحمت ہے...... انور شاہ ؒ کی فطانت میرے نبی کی رحمت ہے...... عطاء اللہ شاہ بخاری کی خطابت میرے نبی کی رحمت ہے...... مدنی ؒ کی سیاست میرے نبی کی رحمت ہے...... تھانوی ؒ کی حکمت میرے نبی کی رحمت ہے...... دنیا میں ہر دُکھ کا مداوا میرے نبی کی رحمت ہے...... ہر بے چینی کا علاج میرے نبی کی رحمت ہے...... ہر کفر کا علاج میرے نبی کی رحمت ہے...... اس کائنات کا وجود میرے نبی کی رحمت ہے...... میرا اور آپ کا وجود میرے نبی کی رحمت ہے...... بلکہ میں ایک قدم آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ خدا رب العالمین ہے تو میرے آقا و مولا رحمت للعالمین ہے۔

قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ نے کیا خوب فرمایا:

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روئے محمد بنایا گیا
پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی ، بزم کون و مکاں کو سجایا گیا

وہ محمد بھی ، احمد بھی حسنِ مطلق کا شاہد بھی مشہود بھی
علم و حکمت میں محدود بھی ، ظاہراً اُمیّوں میں اُٹھایا گیا

اس کی شفقت ہے بے حد، بے انتہا اسکی رحمت تخیل سے بھی ماوراء
جو بھی عالم جہاں میں بنایا گیا اسکی رحمت سے اُس کو بسایا گیا

وما علینا الا البلاغ المبین

میں تیل کا استعمال بھی فرماتے...... جمعہ کے روز غسل کرنے کی تلقین فرماتے...... کسی شخص کے بال بکھرے ہوئے یا ناخن بڑھے ہوئے ہوتے تو سرکار دو عالم ﷺ سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے اور صفائی ستھرائی کو نصف ایمان قرار دیتے۔

سامعین محترم...... نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں نہ ڈالے یہاں تک کہ اسے تین مرتبہ دھولے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے...... اگر میں تعلیماتِ اسلام کی روشنی میں یوں کہوں تو بے جانہ ہوگا کہ طہارت و نظافت دین اسلام کا جز لاینفک ہے...... صفائی مسلمانوں کا بنیادی صفت ہے...... پاکیزگی اللہ تعالیٰ کا قرب کا ذریعہ ہے...... مخلوق خدا میں محبوبیت کا سندیسہ ہے...... بیماریوں سے محفوظ رہنے کا عندیہ ہے...... سب سے بڑھ کر رسول کریم ﷺ کا طریقہ ہے...... جس کے بغیر نماز جیسی عظیم الشان عبادت ناقابل قبول ہے...... حج جیسی سعادت عظمیٰ نامنظور ہے...... قرآن جیسی عظمت والی کتاب کا چھونا حرام ہے "لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" کا اعلان ہے۔

اس لئے ہر مسلمان مرد عورت پر لازم ہے کہ ہر وقت اور ہر طرح اپنے آپ کو ظاہر کو، باطن کو، بچوں کو، گھروں کو، راستوں کو، پاک صاف رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور اکرم ﷺ کے طریقے کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(امین)

وما علینا الا البلاغ المبین

رحمت للعالمین پیغمبر ﷺ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

''وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ⓪'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ ''انا رحمۃ مھداۃٌ'' (او کما قال ﷺ)

فضا زمانے کی تھی مکدر ظہور خیر البشر سے پہلے
جہاں میں تھا مستقل اندھیرا نمودِ نورِ سحر سے پہلے

ہوئی ہے تخلیقِ نورِ سرورازل میں شمس وقمر سے پہلے
کہ ان چراغوں کو ضو ملی ہے انہیں کی روشن نظر سے پہلے

کمال علم و عمل کا پیکر، کرمِ مجسم، تمام رحمت
جہاں میں ان خوبیوں کا انسان نہ آیا خیر البشر سے پہلے

محترم صدر جلسہ و معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع ''رحمت للعالمین پیغمبر ﷺ'' کے مبارک ومقدس عنوان سے معنون ہے!

سامعین گرامی !...... حضور ﷺ کی ذات مبارکہ لامتناہی کمالات رکھتی ہے...... حضور ﷺ کی عظمت اور تقدس بھی لامحدود ہے...... اسی طرح حضور ﷺ کی نعت و مدحت بھی لامحدود ہے...... قرآن کریم کے ہر صفحے پر...... ہر سورۃ میں...... ہر رکوع میں...... میرے آقا، نورِ مجسم، فخرِ دو عالم ﷺ کی شان کا تذکرہ ہے۔

جو آیت کریمہ میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ

کی شان کا ایک نہایت انوکھا اور نرالہ عنوان بیان کیا ہے...... قرآن کہتا ہے ”وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝“ اے پیغمبر! ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے...... اے دلبر! ہم نے تجھے ایک علاقے کے لئے نہیں...... ایک قصبہ کے لئے نہیں...... ایک بستی کے لئے نہیں...... ایک شہر کے لئے نہیں...... ایک ملک کے لئے نہیں...... ایک قوم کے لئے نہیں...... ایک قبیلے کے لئے نہیں...... ایک دور کے لئے نہیں...... بلکہ دنیا میں جتنے جہاں ہیں...... ہر جہاں کے لئے، ہر عالم کے لئے آپ ﷺ رحمت ہیں...... عالم آخرت کے لئے آپ رحمت ہیں...... عالم حیوانات کے لئے آپ رحمت ہیں...... عالم ملکوت کے لئے آپ رحمت ہیں...... عالم جبروت کے لئے آپ رحمت ہیں...... عالم انسانیت کے لئے آپ رحمت ہیں...... تحت الثریٰ کے لئے آپ رحمت ہیں...... عرش معلی کے لئے آپ رحمت ہیں...... فرشتوں کے لئے آپ رحمت ہیں...... جوانوں کے لئے آپ رحمت ہیں...... ضعیفوں کے لئے آپ رحمت ہیں...... عورتوں کے لئے آپ رحمت ہیں...... لڑکیوں کے لئے آپ رحمت ہیں...... ساری کائنات کے ایک ایک ذرے کے لئے...... ایک ایک علاقے کے لئے...... ایک ایک بستی کے لئے...... ایک ایک ہستی کے لئے، اے میرے محبوب پیغمبر! آپ رحمت ہیں۔

سامعین محترم ! مجھے کہنے دیجئے!...... سورج میں چمک میرے نبی کی رحمت ہے...... چاند میں دمک میرے نبی کی رحمت ہے...... پھولوں میں مہک میرے نبی کی رحمت ہے...... کلیوں میں چٹک میرے نبی کی رحمت ہے...... تمام نبیوں کی نبوت میرے نبی کی رحمت ہے...... صحابہ رضی اللہ عنہم کی رفعت ومرتبت میرے نبی کی رحمت ہے...... اولیاء کی ولایت میرے نبی کی رحمت ہے...... علوم کی وراثت میرے نبی کی رحمت ہے...... ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صداقت میرے نبی کی رحمت ہے...... عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت میرے نبی کی رحمت ہے...... عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت میرے نبی کی رحمت ہے...... علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت میرے نبی کی رحمت ہے...... خالد رضی اللہ عنہ کی جرأت میرے

ناموس رسالت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ''لا یؤمن أحدکم حتیٰ أکون أحب إلیہ من والدہ وولدہ والناس أجمعین''

(صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم)

وضاحت کر نہیں سکتا مگر آواز دیتا ہوں
کہ اس کرب وبلا میں سخت جانوں کی ضرورت ہے

کہاں ہیں سیدالکونین کی اُمت کے دیوانے
کہ ناموس نبی کے پاسبانوں کی ضرورت ہے

نبی کے نام پر مٹنا ہے سند خلد پانے کی
فدا ہونا شہ کونین پر پیغام جنت ہے

تحفظ ہو سکے ہم سے نہ گر ناموس احمد ﷺ کا
تو پھر یہ زندگی اپنی سراسر ایک تہمت ہے

محترم صدر جلسہ ومعزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج میں آپ حضرات کے خیالات کو...... فکر کو...... سوچ کو...... ذہن کو...... پندرہ صدیاں پیچھے مبذول کرانا چاہتا ہوں...... آیئے! تاریخ کے اوراق کھنگالیں اور دیکھیں دنیا میں کیا تھا...... ظلمت ہی ظلمت تھی...... اندھیرا ہی اندھیرا تھا...... ظلم وستم کا

دور دورہ تھا...... جور و جفا عام تھا...... شراب نوشی اور زنا کاری معیوب نہ تھی...... چوری اور ڈاکہ زنی پر فخر کیا جاتا تھا...... انسان انسان کے خون کا پیاسا تھا...... بچیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا...... عورتیں حیوانوں کی سی زندگیاں بسر کرنے پر مجبور تھیں ...... کمزوروں اور ضعیفوں کا کوئی پرسانِ حال نہ تھا...... جس کی لاٹھی اُسی کی بھینس کا قانون تھا...... قبائلی لڑائیاں سالہا سال تک جاری رہتی تھیں...... انتقام در انتقام کا سلسلہ چلتا رہتا تھا...... افراتفری تھی...... اضطراب تھا...... بے چینی تھی...... بدی کا راج تھا...... بے حیائی کا غلبہ تھا...... انسانیت کا ٹمٹماتا چراغ بجھنے کو تھا...... وہ ربّ جو خزاں میں بہار پیدا کرتا ہے...... وہ ربّ جو قحط سالی میں ہکلاتے انسانوں، بلبلاتے حیوانوں اور تڑپتے کیڑے مکوڑوں پر رحم کرتے ہوئے بارش برساتا ہے...... اُسی رب کو جو میرا اور آپ کا ہر شے کا ربّ ہے اُسے اشرف المخلوقات کی حیوانوں سے بدتر حالت پر رحم آ گیا اور اس نے کائنات کا مقدس ترین انسان...... تاجدار ختم نبوت...... آقائے دو جہاں...... سید الجن والانس...... فخر موجودات...... محبوب کائنات...... محبوب رب الارض والسماء...... سید الانبیاء...... خاتم الانبیاء...... ہادیٔ برحق...... امام الرسل ...... رشک ملائک...... صاحب لولاک...... حضرت آمنہ کے لختِ جگر...... حضرت عبداللہ کے نورِ نظر...... شیر خدا کے برادر...... عمر و عثمان کے رہبر...... رفیق ابوبکر...... حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ کو کائنات کے لئے معلم و داعی اور رحمت بنا کر بھیج دیا۔

سامعین محترم!...... میری تقریر کا موضوع نہایت وسعت طلب ہے...... مگر وقت بھی سب کے لئے ضبط ہے...... گھڑی کی سوئی بھی نہایت بے رحم ہے ...... سامعین! تو میں عرض کر رہا تھا کہ میرے نبی پاک کی آمد نے کائنات کی اس دھرتی میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔

لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جہاں حق ہوتا ہے وہاں باطل بھی چکر لگاتا ہے ...... جہاں عدل ہوتا ہے وہاں ناانصافیاں کرنے والوں کو درد محسوس ہوتا ہے...... جہاں انسانوں کو انسانیت سکھائی جاتی ہے وہاں انسان نما شیطانوں کو تکلیف ہوتی ہے بعینہٖ اسی

ح میرا آقا و مولیٰ کے جملہ خوبیوں اور روز بروز اسلام کی ترقی کو دیکھ کر حاسدین جلنے ے...... نبی پاک کو گالیاں دینے لگے...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طرح طرح کی تکلیفیں نچانے لگے...... حتیٰ کے میرے نبی کے قتل کے منصوبے بننے لگے...... شانِ رسالت ں گستاخیاں کرنے لگے۔

لیکن مسلمانو! سن لو میرے نبی کے جیالے صحابہ اگرچہ نہتے تھے...... کمزور تھے...... مال و اسباب سے محروم تھے...... لیکن ان کا دل نبی کی محبت سے پُر تھا...... ان کے لئے نبی کی عظمت کی خاطر گردنیں کٹانا...... اولاد کو یتیم کرانا...... بیویوں کو بیوہ کرانا آسان تھا لیکن نبی کی عزت و ناموس پر حرف آنا گوارہ نہ تھا۔

میرے محبوب پیغمبر کے جیالو اور مستانو!

جب میں تاریخ کا مطالعہ کرتا ہوں تو میں دیکھتا ہوں کہ ہر دور میں ہر معاشرے میں ایسے ناسور پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے شانِ رسالت میں کیچڑ اُچھالنے کے لئے مختلف حربے استعمال کئے لیکن قربان جاؤں میرے رب کے قانون پر ”ہر فرعون راموسیٰ“ چنانچہ جب کوئی ابوجہل میرے آقا حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو معاذ اور معوذ نامی دو معصوم بچے ہی اس گستاخِ اعظم کو ٹھکانے لگا کر پیارے نبی ﷺ سے داد وصول کرتے نظر آتے ہیں...... جب کعب بن اشرف میرے نبی کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو قبیلہ اوس کے محمد بن مسلمہ جیسے شیر دل نوجوان اس گستاخ کو واصل جہنم کرتے نظر آتے ہیں...... ارے مجھے کہنے دیجئے...... جب معاشرہ میں ابو رافع جیسا ناسور جنم لیتا ہے اور نبی کی عزت و ناموس پر حرف لانے کی جرأت کرتا ہے تو وہاں قبیلہ خزرج کے عبداللہ بن عتیق جیسے عاشق رسول بھی پیدا ہوتے ہیں...... جب عصماء شاعرہ جیسی خسیس عورت اپنی ناپاک زبان سے میرے نبی کی شان میں گستاخی کر کے آقا کے دل کو آزردہ کرتی ہے تو حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ جیسے نابینا صحابی رضی اللہ عنہ ہی ان کو ٹھکانے لگانے کے لئے کافی نظر آتے ہیں...... جب کوئی ابو

عنک شان رسالت میں گستاخی کر کے مسلمانوں کے ایمان کا امتحان لیتا ہے تو حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ جیسے فدائی رسول بھی حافظین ناموس رسالت کی فہرست میں اپنا نام رقم کرواتے نظر آتے ہیں...... جب ابن خطل مسلمانوں کے ایمان کو جھنجھوڑ رہا ہوتا ہے تو اس وقت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کا ایمان بھی جوش مار رہا ہوتا ہے...... جب ہندو راج پال رنگیلا رسول شائع کر کے ناموس رسالت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے تو غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسے شیدائی رسول بھی تحفظ ناموس رسالت کے لئے سرگردان نظر آتے ہیں...... جب ڈنمارک کے متعصب یہودی اخبار "جیلینڈ پوسٹن" ایک منظم سازش کے تحت توہین رسالت کا ارتکاب کرتا ہے اور دنیا بھر میں پھیلے سوا ارب مسلمانوں کی دل آزاری کا سامان کرتا ہے تو مسلمانوں کے دلوں میں ایمان کی چنگاری جس پر کروڑوں گناہوں کا پردہ پڑا ہوتا ہے ایمانی غیرت کے ایک جھونکے سے سلگنے لگتی ہے اور شعلہ جوالہ بن جاتی ہے پھر یوری مصنوعات کوڑے کے ڈھیروں پہ نظر آتی ہیں...... سڑکیں احتجاج سے بھر جاتی ہے اور غازی عامر چیمہ شہید" جیسے عظیم مجاہد آقا کی حرمت کے لئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر، دیوانہ وار حملہ کر کے قوم وملت کے سر کو فخر سے اونچا کرتے نظر آتے ہیں۔

ارے سلام ہو ان خوش نصیبوں پر جنہوں نے تحفظ ناموس رسالت کی خاطر گردنیں کٹوا دیے...... جانیں قربان کر دیں۔ اور یہ اعلان کر گئے۔

نہ جب تک کٹ مروں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

شمع رسالت کے پروانو!

میں مسلمانوں کے دلوں میں چھپے حب رسول اور عشقِ نبی کا انکار نہیں کرتا لیکن آج مجھے اس اموی نوجوان کی ضرورت ہے جس نے صحابی رسول سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے قبر کے دفاع کے لئے وقت کے سپہ سالار کو للکار کر کہا تھا اے پر طاقت کے دعوے دار! یہ میرے پیارے نبی کے پیارے اور بزرگ ساتھی کی قبر ہے

اگر اسے نقصان پہنچا تو میں عیسائیوں کے تمام قبرستان اکھاڑ کے رکھ دوں گا۔

مسلمانو! اُٹھو خوابِ غفلت سے بیدار ہو کب تک غفلت کی چادر اوڑھے رہو گے اُٹھو اور غفلت کی چادر کو تار تار کر دو، ارے اُٹھو یہود و نصاریٰ تم سے اللہ اور اس کے رسول کا نام تک چھین لینے کے درپے ہیں، اُٹھو تمہیں میرے اشعار جگاتے ہیں۔

پہنچا نہیں ہے کیا تمہیں پیغام جاہدوا
یہ وقت ہے کہ ناموسِ رسالت پہ کٹ مرو
ناموس مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت ہے لازمی
دیوانہ وار شمع رسالت پہ کٹ مرو
بیکار زندگی ہے جو ایثار بھی نہ ہو
عاشق رسول کے ہاتھ میں تلوار بھی نہ ہو

وما علینا الا البلاغ المبین

سیرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

”وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى“ وقال تعالیٰ ایضاً: ”وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ“ ○

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ”اولُ مَنْ اَسْلَمَ عُمَرُ، اولُ مَنْ فتحَ بَابَ الْكَعْبَةِ عُمَرُ، اولُ مَنْ هَاجَرَ عَلَانِيَةً عُمَرُ“ (او کما قال علیہ السلام)

وہ شاہ شہیداں وہ امام عاشقاں
سالکانِ منزل حیرت کا امیر کارواں
خود کو شمشیر برہنہ جو رسالت کی کہے
وہ پناہ گاہ یتیماں، وہ خلیفہ بے کساں

محترم صدر جلسہ و معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج میری تقریر کا موضوع بڑا اہم، اکرم، اعظم، اشرف، افضل و اعلیٰ و بالا ہے، جو مراد پیغمبر...... دعائے نبی کا ثمرہ...... انتخاب پروردگار...... سر سید الابرار...... داماد حیدر کرار...... نوع انس کے انتہائی غمخوار...... اللہ کی سرزمین پر الٰہی نظام قائم کرنے والے نہایت خوش قسمت و باوقار...... اپنے عہد و پیمان کے باوثوق و وفادار، امام المسلمین...... امیر المؤمنین...... راس المتقین...... سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت

رک کے عنوان سے معنون ہے۔

سامعین گرامی......! عمر فاروق ہی وہ واحد شخص ہے جو آیا بھی قرآن پڑھتے وے اور روانہ ہوا تو بھی قرآن پڑھتے ہوئے...... قدرت کا عجیب کرشمہ ہے ایک رف نبی آخر الزمان ﷺ عمر کے حق میں دعا فرما رہے ہیں دوسری طرف عمر آپ ے قتل کے لئے نکل پڑے ہیں...... رب علیم عرش کی کرسی پر بیٹھا مسکرا رہا ہے کہ اے عمر! تو میرے پیارے نبی ﷺ کو قتل کرنے نہیں بلکہ خود کو اس کے خاطر قتل کروانے نکلا ہے۔

محترم سامعین......! سید الابرار ﷺ نے دعا کی:

''اللّٰھم اعِزَّ الاسلام بأحد العمرین''

اے اللہ! تو انتخاب کر......

ابو جہل کو مسلمان کر یا ابن خطاب کو...... میں سمجھتا ہوں میرے نبی نے عمر کو نہیں مانگا...... اسلام کی طاقت کو مانگا...... ''اللّٰھم أعز الاسلام''...... عرش والے! اسلام کو عزت عطا فرما...... میرے محبوب نے دعا کی مولا! انتخاب تیرے ذمہ...... جواب تیرے ذمہ...... اور مانگنا میرے ذمہ...... مولا! ابو جہل کو مسلمان کر یا ابن خطاب کو...... آسمان لرز گیا...... فرشتے بلبلا اُٹھے...... پروردگار فرمانے لگے...... اے میرے پیارے پیغمبر...... میرے لاڈلے پیغمبر! تیری دعا عرش چیر کر پہنچ گئی ...... اب میں انتخاب کروں گا...... میں نے ابو جہل کے دل کو دیکھا...... وہ مردہ، افسردہ، زندیق، بے دین، بدترین، لعین ہے، وہ تیرا دشمن ہے...... میں ابو جہل کو کتے کی موت مرواؤں گا...... لڑکوں کے ہاتھ قتل کرواؤں گا...... اس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈلواؤں گا۔

اے میرے محبوب پیغمبر! تیری دعا پر میں عمر کو تیرے دروازے پر لاؤں گا...... استقبال کرواؤں گا...... نعرۂ تکبیر لگواؤں گا...... خوشی منواؤں گا...... عمر سے کلمہ پڑھواؤں گا...... اس کی بیٹی تیرے گھر میں بساؤں گا...... اس کو ساتھ بھیج کر کعبہ کا دروازہ کھلواؤں گا...... اُسے فاروق اعظم بنا دوں گا...... اُسے تیرا خلیفہ بناؤں گا۔

اے میرے دلبر! تیرے بعد اس کے ہاتھ سے دین کا جھنڈا لہراؤں گا...... چار دانگ عالم میں اسلام کا چرچا کرواؤں گا...... دیکھ لینا! قیامت کے دن تک روضے میں تیرے ساتھ سلاؤں گا...... تیرے ساتھ قیامت کے دن اُٹھا کر جنت میں لے جاؤں گا۔ یہ انتخاب اللہ تعالیٰ کا ہے۔

سامعین مکرم......! توجہ فرمائیں! خلیل نے دعا کی...... حضور تشریف لائے...... میرے دلبر نے دعا کی...... تو فاروق تشریف لائے...... خلیل کا مدعا حضور انور...... پیغمبر کا مدعا سیدنا عمر...... جس کو خلیل نے مانگا...... پانچ ہزار سال بعد آیا...... مصطفی نے جس کو سویرے مانگا شام کو آ گیا...... جس کو خلیل نے مانگا...... اس کے ساتھ ملاقات معراج میں ہوئی...... جس کو دلبر نے مانگا ایسی ملاقات ہوئی کہ قیامت تک جدائی کا تصور ہی نہیں ہے۔

گرامی قدر حاضرین! سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلام نے وہ ترقی کی اور انہوں نے اس جان فشانی سے اسلام کی خدمات انجام دیں کہ آج تک دنیا اس کی مثال لانے سے قاصر ہے...... یہی فاروق ہے جس نے تراویح کو باجماعت مقرر فرمایا...... شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جتنے حفاظ، جتنے قاری، جتنی رمضان کی رونقیں ہیں ساری اُمت پر عمر رضی اللہ عنہ کے احسان ہیں...... دورِ فاروقی میں پانچ ہزار چھوٹی مسجدیں اور نو سو بڑی مسجدیں تعمیر ہوئیں...... ہر مسجد میں قرآن کا قاری اور مدرس مقرر ہوا صرف دمشق میں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ جب درسِ قرآن دیتے تھے تو اٹھارہ ہزار آدمی روزانہ درسِ قرآن سنتے تھے...... فاروقی دور میں تین سو فوجی قرآن کے حافظ ہوئے...... سترہ ہزار صحابہ و اہلِ بیت کے بچے قرآنی حافظ بنے۔ یہ ٹھیک ہے جامع قرآن عثمان تھے...... لیکن محرک فاروق تھے...... فاروق کو قرآن سے شغف تھا...... بہن سے قرآن سنا تو انقلاب آ گیا...... عمر بن خطاب اور مصطفی کی دعا کا جواب آ گیا۔

اب آیئے!! ذرا اس صحابی کی شوق شہادت کو دیکھتے ہیں جنہوں نے اپنے خون

ے تاریخ اسلام کو رنگین قبا پہنائی اور اپنے سرمایہ زندگی سے گلشن اسلام کی آبیاری کی ہ کون تھا؟ وہ فاروق اعظم تھے جو یہ دعا کیا کرتے تھے:

”اللّٰھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلك واجعل موتی فی بلد رسولك“

کون فاروق اعظم؟...... وہ فاروق اعظم جن کے نام کی ہیبت آج بھی ایرانی اغوت کے فرزندوں کا آرام حرام کئے دیتی ہے اور آج چودہ سو برس گزر جانے کے بعد بھی وہ چیخ چیخ کر کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کو خلافت نہیں ملنی چاہئے تھی عمر رضی اللہ عنہ کو اقتدار نہیں ملنا چاہئے تھا...... انہیں آج بھی اپنے ایوانوں اور مکانوں میں عمر رضی اللہ عنہ کے دُرّے کی دھمک...... تلوار کی چمک...... اور قدموں کی چاپ سنائی دیتی ہے...... ان کے دلوں کی دھڑکن آج بھی عمر رضی اللہ عنہ کے خوف سے بے اعتدال ہے۔

محترم سامعین......! آخر چشمِ فلک نے یکم محرم کا وہ سیاہ دن بھی دیکھا کہ آپ مصلی نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر امامت فرما رہے ہیں...... قرآن کی تلاوت فرما رہے ہیں...... اچانک عمر کی دعا قبولیت کی بلندی کو چھو لیتی ہے اور ابولؤلؤ مجوسی آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہوتا ہے اور آپ شہادت کے مبارک درجہ کو حاصل کرنے کے لئے بے قرار نظر آتے ہیں اور جاتے جاتے عبدالرحمن کو خلیفہ بنا کر عشق و محبت کا وہ بے مثال سبق دیتے ہیں کہ عمر کی جان جائے تو جائے لیکن محبوب کی نماز نہ جائے۔

اصحاب نبی کے پروانو! قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کے دربار عالی میں شہداء کرام کی حاضری ہوگی تو ہر شہید کی شہادت کا گواہ مختلف ہوگا کسی شہید کی شہادت کا گواہ قرآن ہوگا...... کسی کی شہادت کی گواہی اُحد دے گا...... کسی کی گواہی میدان بدر دے گا...... کسی کے حق میں مکہ کی گلیاں بولیں گی...... کسی کے لئے صحرا و دشت و نگر بولیں گے مگر میں قربان جاؤں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے...... جب ان کی باری آئے گی تو مسجد نبوی کا محراب بولے گا کہ مولائے کریم! فاروق سے نہ پوچھ مجھ سے پوچھو! میں تیرے آخری پیغمبر کے سجدوں اور صداقت کا گواہ ہوں تو فاروق اعظم کے سوزِ قرآن اور شہادت کا گواہ بھی میں ہی ہوں۔

یہ عظیم شہادت بخت سکندری کی دلیل ہے اے فاروق اعظم! آپ کے سوا اس خوش نصیبی سے کون سرفراز ہوسکتا تھا آخر کیوں نہ ہوتا دعا بھی تو یہی کی تھی کہ مولا مجھے دیار رسول میں شہادت کی عظمت سے مالا مال فرما۔

محترم سامعین……! آج جب ہر چار طرف سے اسلام کی تقدس پر مسلسل فائرنگ اور شیلنگ ہورہی ہے اور ہر چند اسلام کو مٹانے کے کوششیں ہورہی ہیں تو میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں:

تقاضا ہے کہ پھر دینا میں شان حق ہویدا ہو
عرب کے ریگزاروں میں کوئی فاروق پیدا ہو

مساوات وعدالت کا پھر زمانہ بھر میں چرچا ہو
پھر وہی برق تجلی اُفق پر آشکارا ہو

بڑا غوغا ہے پھر قصر جہاں میں اہل باطل کا
کوئی فاروق پھر اُٹھے تو حق کا بول بالا ہو

وما علینا الا البلاغ المبین

شانِ سیدنا عثمانِ غنی ؓ

نحمدہ ونصلّی ونسلّم علی رسولہ الکریم امّابعد! فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

''اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ط''

وقال النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم : ''لکُلِّ نَبِیٍّ رفیقٌ ورفیقی فی الجنۃ عثمان'' (او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرتِ عثمان ؓ میں تجھ پہ قربان تیری شانِ علی کا کیا کہنا
تجھ پہ کرے رشک ملائک تیری عفت وعظمت کا کیا کہنا

شرم و حیا، جود و سخا تیری ہر اِک اِک ادا
کس سے ہوگی تیری اوصاف بیاں، مجھ بے کس کا کیا کہنا

جنابِ صدرِ محفل ومعزز سامعین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج مجھے جس موضوع پر لب کشائی کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ ''سیرتِ سیدنا عثمان غنی ؓ'' کے مبارک، مطہر، منور عنوان سے معنون ہیں۔

سامعین محترم...... !صحابہ کرام ؓ کی جماعت کو اللہ جل شانہ نے بے شمار صفاتِ حمیدہ...... اوصافِ چنیدہ...... اخلاقِ انیقہ...... علومِ نبوی کا خزینہ...... اعمال نفیسہ...... اقوالِ ثمینہ...... نظامتِ عظیمہ...... مدارات ومساوات کا گنجینہ...... استقامت جلیلہ...... شجاعتِ عجیبہ...... اور کمالاتِ جمیلہ سے سرفراز فرما کر اپنی رضامندی کی

سندیہ ''رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ'' کے الفاظ کے ساتھ عطا فرمایا...... اور حبیب خدا ﷺ نے ''أصحابی کالنجوم بأیھم اقتدیتم اھتدیتم'' ارشاد فرما کر اپنے اصحاب کو رشد وہدایت کے جگمگاتے ہوئے درخشندہ ستارے قرار دیا۔

کسی نے کیا خوب کہا......!

وہ چاند جو روشن ہوا بطحا کے افق پر
اس چاند کے تابندہ ستارے ہیں صحابہ

اسلام کی عظمت کے مینارے ہیں صحابہ
گو چاند محمد ﷺ تو ستارے ہیں صحابہ

چنانچہ ان ضوفشاں ستاروں میں ایک انتہائی چمکدار...... خوشبودار...... دیندار...... ملنسار...... کفر و شرک سے بیزار...... اللہ اور رسول کے تابعدار...... گلشن اسلام کے معمار...... امت مسلمہ کے غم خوار...... جود وسخا کے تاجدار...... حافظ کتابِ کردگار...... حبیبِ پروردگار...... پیارے نبی ﷺ کے دلدار...... نہایت شب بیدار...... جس پر گواہ ہے آیتِ آب دار ''أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ''

سامعین مکرم......! اس آیتِ مبارکہ میں اللہ جل شانہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی چار محبوب اداؤں کا تذکرہ فرمایا ہے کہ میرا عثمان رضی اللہ عنہ تو ''ساجداً'' سجدہ کرنے والا ہے...... ''قائماً'' قیام کرنے والا ہے...... ''یحذر الآخرۃ'' روزِ آخرت کا ڈر رکھنے والا ہے...... ''ویرجو رحمۃ ربہ'' میری رحمت پر مکمل امید رکھنے والا ہے...... (سبحان اللہ)

اے عثمان رضی اللہ عنہ تیری عظمت کو سلام
اے عثمان رضی اللہ عنہ تیری رفعت کو سلام

اے عثمان رضی اللہ عنہ! میں قربان جاؤں تیری خوش نصیبی، خوش بختی اور خوش قسمتی

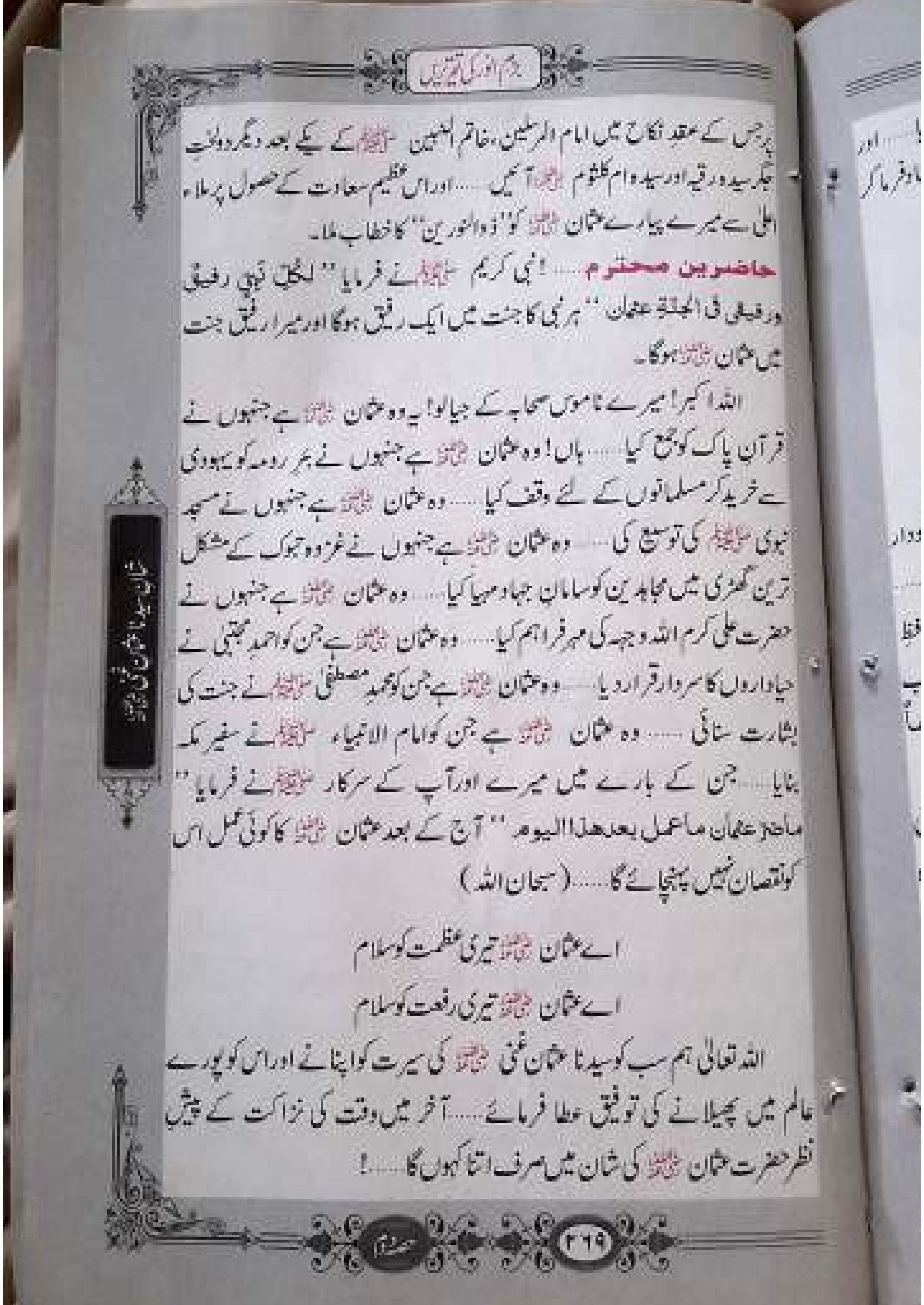

پر جس کے عقد نکاح میں امام المرسلین، خاتم النبیین ﷺ کے یکے بعد دیگرے دو لخت جگر سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما آئیں...... اور اس عظیم سعادت کے حصول پر ملاء اعلی سے میرے پیارے عثمان رضی اللہ عنہ کو "ذوالنورین" کا خطاب ملا۔

حاضرین محترم...... ! نبی کریم ﷺ نے فرمایا " لکل نبی رفیق ورفیقی فی الجنۃ عثمان " ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق ہوگا اور میرا رفیق جنت میں عثمان رضی اللہ عنہ ہوگا۔

اللہ اکبر! میرے ناموس صحابہ کے جیالو! یہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ ہے جنہوں نے قرآن پاک کو جمع کیا...... ہاں! وہ عثمان رضی اللہ عنہ ہے جنہوں نے بئر رومہ کو یہودی سے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا...... وہ عثمان رضی اللہ عنہ ہے جنہوں نے مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کی...... وہ عثمان رضی اللہ عنہ ہے جنہوں نے غزوہ تبوک کے مشکل ترین گھڑی میں مجاہدین کو سامان جہاد مہیا کیا...... وہ عثمان رضی اللہ عنہ ہے جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مہر فراہم کیا...... وہ عثمان رضی اللہ عنہ ہے جن کو احمد مجتبی ﷺ نے حیاداروں کا سردار قرار دیا...... وہ عثمان رضی اللہ عنہ ہے جن کو محمد مصطفی ﷺ نے جنت کی بشارت سنائی ...... وہ عثمان رضی اللہ عنہ ہے جن کو امام الانبیاء ﷺ نے سفیر مکہ بنایا...... جن کے بارے میں میرے اور آپ کے سرکار ﷺ نے فرمایا" ماضر عثمان ما عمل بعد ھذا الیوم " آج کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کا کوئی عمل اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا...... (سبحان اللہ)

اے عثمان رضی اللہ عنہ تیری عظمت کو سلام

اے عثمان رضی اللہ عنہ تیری رفعت کو سلام

اللہ تعالی ہم سب کو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت کو اپنانے اور اس کو پورے عالم میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے...... آخر میں وقت کی نزاکت کے پیش نظر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں صرف اتنا کہوں گا......!

حیا میں عثمان رضی اللہ عنہ کا ثانی نہیں کوئی
ہوا ہے اور نہ ہوگا آپ رضی اللہ عنہ جیسا کوئی
جہاں میں آپ رضی اللہ عنہ کو سب ذوالنورین کہتے ہیں
قیامت تک نہ پائے گا یہ رتبہ پھر کبھی کوئی
ملا تھا ان کو رتبہ ان کے جامع قرآن ہونے کا
رہا قرآن سے نہ زندگی میں یوں قریں کوئی
خدا کے دین پر لٹایا ہردم مال و زر اپنا
غنی اے دل! نہ ہوگا آپ رضی اللہ عنہ جیسا بالیقیں کوئی
شہادت پائی ہو قرآن کو پڑھتے ہوئے جس نے
نہیں دیکھا گیا آج تک ایسا مکیں کوئی

وما علینا الا البلاغ المبین

بحق امام ابو حنیفہ رح

[illegible] منور [illegible]

شانِ سیدنا علی مرتضیٰ ؓ

نحمده ونصلّی ونسلّم علی رسوله الکریم اما بعد! فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

”مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَهُمۡ“

وقال النبی صلّی الله علیه وسلّم : واقضاهم علیٌّ. وقال صلّی الله علیه وسلّم فی مقامٍ اٰخر: اَنَا دَارُ الحِکمَةِ وعلیٌّ بابُها (او کما قال صلی الله علیه وسلم)

زاهدیہ مقامِ عالی ہے ذرا لب کھول سنبھل کر
آج بیانِ سخن ہے دامادِ مصطفیٰ ،شانِ مرتضیٰ پر
پھر اہلِ اسلام آہ وفغاں ہے ظالموں کے ظلم پر
الٰہی التجا ہے علی مرتضیٰ ؓ شیرِ خدا کی آن پیدا کر

صدرِ ذی وقار اور قابلِ احترام اساتذہ کرام اور گلشن انور کے وفا شعار ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری تقریر کا موضوع ہے ”شانِ سیدنا علی مرتضیٰ ؓ“

سامعین مکرم...... ! سیدنا علی کرّم اللہ وجہہ...... وہ خوش نصیب انسان ہیں جن کو زمانۂ طفولیت میں ہی ایمان نصیب ہوا...... آپ ؓ وہ زہے نصیب ہستی ہیں جن کی تربیت امام الانبیاء ﷺ کے گھر ہوئی...... آپ ؓ وہ نیک بخت ہیں جن کو خاتم الانبیاء ﷺ نے ہجرت کی رات لوگوں کی امانتیں سونپ کر اپنے بستر پر سلایا...... آپ ؓ وہ خوش قسمت انسان ہیں جن کے نکاح میں محبوبِ خدا ﷺ کی لختِ جگر فاطمہ ؓ آئی...... آپ ؓ وہ ذی شرف وعزت صحابی ہیں جن کو پیارے آقا

کسی شاعر نے کیا خوب کہا......!

اللہ نے زینت بخشی ہے افلاک کو روشن تاروں
سے
اسلام نے عزت پائی ہے محبوب خدا کے یاروں
سے
ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ ہے سمع وبصر، عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ ہیں قلب وجگر
حضرت ﷺ کے ہیں منظور نظر پھر کیوں نہ ہو پیاران چاروں
سے
ہوتے ہو خفا کیوں پوچھو تو ذرا ان نادانوں
سے
تعریف صحابہ رضی اللہ عنہم ثابت ہے قرآن کے تیسوں پاروں
سے

[illegible]

love Aman

atiq

2017

کی طرف منسوب کرے گا...... اور ان کو ماننے پر دوسروں کو بھی مجبور کرے گا۔

چنانچہ رسول برحق ﷺ کی یہ پیشین گوئی ظہور پذیر ہوئی ...... پہلا طبقہ خوارج کے نام سے موسوم ہوا جبکہ دوسرا طبقہ شیعہ رافضی کے نام سے مشہور ہوا...... شیعہ رافضی کہتا ہے" دمادم مست قلندر علی دا پہلا نمبر...... اہلسنت والجماعت کا سپوت کہتا ہے: علی کا بھی پہلا نمبر ہے مگر شجاعت میں لیکن ابوبکر ؓ کا پہلا نمبر ہے خلافت میں...... مجھے کہنے دیجئے! اہلسنت والجماعت میں اور شیعت ورافضیت میں بڑا فرق ہے اس فرق کو نہ سمجھا تو بیڑا غرق ہے۔

میں تو واشگاف کہنا چاہتا ہوں!

علی ؓ قرآن کا قاری............ شیعہ قرآن کا انکاری

علی ؓ صبر کرنے والا............ شیعہ ماتم کرنے والا

علی ؓ صحابہ سے محبت کرنے والا...... شیعہ صحابہ سے بغض رکھنے والا

علی ؓ ابوبکر ؓ کی امامت میں نماز پڑھنے والا...... شیعہ ابوبکر کی خلافت کا انکار کرنے والا۔

علی ؓ اللہ سے مانگنے والا......... شیعہ علم اور گھوڑے سے مانگنے والا

علی ؓ توحید کا علمبردار......... شیعہ شرک وبدعت کا پرستار

علی ؓ نکاح کرنے والا......... شیعہ متعہ کرنے والا

علی ؓ سنتوں پر عمل کرنے والا......... شیعہ سنتوں کا مذاق اڑانے والا

علی ؓ عائشہ صدیقہ ؓ کو ماں ماننے والا...... شیعہ امہات المومنین پر تہمت بازی کرنے والا۔

علی ؓ یا اللہ مدد کہنے والا......... شیعہ یا علی مدد کہنے والا

علی ؓ عاشق رسول......... شیعہ دشمن رسول۔

سیرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

نحمدہ ونصلّی ونسلّم علی رسولہ الکریم اما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

''وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ''

(صدق اللہ العظیم)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلّم ''اللّٰھمّ اجعل معاویۃ ھادیاً مھدیاً''

(او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم)

اے امیر معاویہ تیری جاہ و منزلت کا کیا کہنا
تیرے نام و ناموس کا ڈنکا بجا کے چھوڑوں گا

تیرے نام سے جو جلتے ہیں ملحد و زندیق
ان کو خدا کے غضب سے ڈرا کے چھوڑوں گا

محترم صدر جلسہ و معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج مجھے اس محفلِ سعید میں جس موضوع پر لب کشائی کا حکم دیا گیا ہے وہ ''سیرتِ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' کے مبارک عنوان سے معنون ہے۔

سامعین گرامی......! خالقِ دو جہاں کے پیارے پیمبر...... دونوں عالم کے دلبر...... انس و جن کے ہادی و رہبر...... ساقیٔ کوثر...... شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم جس صحابیٔ رسول کو یہ دعا دے ''اللھم اجعلہ ھادیاً مھدیاً'' اس خوش نصیب انسان کو حضرت معاویہ

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... امام الانبیاء ﷺ جس انسان کو یہ دعا دے ''اے اللہ! اس کو کتاب کا علم اور اقتدار حکومت عطا فرما'' اس خوش بخت ہستی کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... خاتم الانبیاء ﷺ جس انسان کو کتابتِ وحی کے لئے منتخب فرمائے اس خوش قسمت ہستی کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... سید الاتقیاء ﷺ جس شخصیت کو اپنا راز دار بنائے اس مقدس ہستی کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

اگر میں یوں کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ جس شخصیت کے اندر شجاعت، سخاوت، اصابتِ رائے، حلم اور بردباری اپنی مثال آپ ہو اس مطہر ہستی کو حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

حاضرین محترم...... میں تو ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں! کہ جو عظیم انسان قرآنِ کریم کی آیت ''فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ'' کا پرتو مظہر ہو اس کو معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جنہیں مخالفین کے خلاف للکار قرار دے اس ہستی کو معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنہیں حمص اور فلسطین وغیرہ کی گورنری عطا فرمائے اس ہستی کو معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ عادل ومنصف قرار دے اس ہستی کو معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... حضرت ابنِ عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما جنہیں ماہر حکمران قرار دے اس ہستی کو معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... جس عظیم شخص نے قبرص اور قیساریہ کو فتح کیا اس ہستی کو معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... جس عظیم مجاہد نے افغانستان اور روس کے فلک بوس پہاڑوں پر اسلام کا جھنڈا لہرایا اس ہستی کو معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... جس عظیم جرنیل نے سب سے پہلے بحری بیڑہ تیار کرایا اس ہستی کو معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... امامِ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ جن کے بارے میں یہ کہے ''لَوْ اَدْرَكْتُمْ مُعَاوِيَةَ لَقُلْتُمْ هٰذَا الْمَهْدِيُّ'' اس ہستی کو معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

چنانچہ مسلم تو مسلم غیر مسلم ناقدین بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بہترین منتظم

اور زبردست مدبر تسلیم کرتے ہیں...... بس آخر میں وقت کی نزاکت کے پیشِ نظر میں ان کے شانِ عالی میں بس اتنا کہوں گا......!

کس قدر احسان ہے یہ کاتبِ تقدیر کا
تجھ کو بخشا ہے شرف قرآن کی تحریر کا

اے صحابی! اے رسول ہاشمی کے جانثار
تاج پہنایا تجھے اللہ نے عظمت و توقیر کا

شام کو تو نے عطا کیں صبح کی رعنائیاں
معتمد تھا روم، تیرے جذبۂ تعمیر کا

تھی تیری گفتار مظہر، عظمتِ اسلام کا
تھا تیرا کردار پیکر، نعرۂ تکبیر کا

اے رعایا کے دلوں کے حکمراں!
معترف عالم ہے تیری قوتِ تسخیر کا

وما علینا الا البلاغ المبین

زبان کی حفاظت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

''وَالَّذِیۡنَ ھُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۝'' (صدق اللہ العظیم)

وقال النبی ﷺ: ''ومن صمت نجا'' (او کما قال ﷺ)

کیا احسن تقویم میں پیدا انسان
اسرار دلی کئے ودیعت بزبان
پھر اپنے نبی سے من صمت سنوایا
اللہ اللہ تیرے ہیں کیا کیا احسان

محترم صدر جلسہ ومعزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج اس مجلس سعید میں مجھے جس عنوان پر اپنی معروضات پیش کرنی ہے وہ ہے
''زبان کی حفاظت''

سامعین محترم!...... ارشاد خداوندی ہے ''قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ'' یقینا ایمان والے کامیاب ہوگئے'' اے ربا...... ! ایمان والوں کی نشانی کیا ہے؟...... ارشاد ہوا'' اَلَّذِیۡنَ ھُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۝ وَالَّذِیۡنَ ھُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ'' وہ لوگ ہیں جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں...... اور لغویات، ہزلیات اور بے ہودہ اور بے فائدہ قول وعمل سے بچتے ہیں۔

سید الناصحین...... امام المرسلین...... فخر الاولین والآخرین...... محبوب ذوالقو

المتین...... رحمۃ اللعالمین ﷺ کا ارشاد ہے:

”جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے
کہ اچھی بات کہے یا زبان کو بند رکھے“۔

سامعین مکرم!...... یہ زبان جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے...... کتنی عظیم نعمت ہے...... کتنا بڑا انعام ہے...... بلکہ حقیقت میں خالق کون ومکاں نے ہمیں بولنے کی ایسی مشین عطا فرما دی ہے...... جو پیدائش سے لے کر مرتے دم تک انسان کا ساتھ دے رہی ہے...... اپنی ذمہ داری نبھا رہی ہے...... اب چونکہ اس مشین کے حصول میں کوئی محنت، مشقت نہیں ہوئی...... جان، مال، اور وقت نہیں لگا...... تو اس عظیم نعمت کی قدر ومنزلت معلوم نہیں ہوتی...... جو کچھ زبان پر آجائے بول پڑتے ہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے ”جہنم میں اکثریت ان لوگوں کی ہوگی جو زبان کے کرتوت کی وجہ سے اوندھے منہ اس میں ڈال دیئے جائیں گے“

حضرت ابوبکر صدیق ؓ ایک مرتبہ اپنی زبان کو ہاتھ سے پکڑ کر کھینچ رہے تھے حضرت عمر ؓ نے دیکھ کر فرمایا ”اے محبوب پیغمبر کے نائب...... اے افضل البشر بعد الانبیاء...... آپ یہ کیا کر رہے ہیں......؟ آپ نے فرمایا ”اے عمر!“ ”ان ھذا اوردنی الموارد“ اس زبان نے مجھے بڑی ہلاکتوں میں ڈال دیا ہے...... اس لئے میں اس کو قابو کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس میں اچھائی تو ہو، برائی نہ ہو...... صدق تو ہو کذب نہ ہو...... نصیحت تو ہو، غیبت نہ ہو...... محبت تو ہو، نفرت نہ ہو...... شریں کلام تو ہو، سب وشتم نہ ہو...... نرم تو ہو، گرم نہ ہو...... عدل تو ہو، ظلم نہ ہو...... وفا تو ہو جفا نہ ہو...... اجر تو ہو، زجر نہ ہو...... خیر تو ہو، شر نہ ہو۔

گرامی قدر احباب!...... نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ ”جو شخص مجھے دو چیزوں کی ضمانت دے دے یعنی زبان اور شرمگاہ کی، میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں“ علامہ شیخ فرید الدین عطار فرماتے ہیں:

ہر کہ گفتار بسیارش بود
دل درون سینہ بیمارش بود

یعنی جو شخص زیادہ باتونی ہوتا ہے ایسے آدمی کے سینے میں دل بیمار ہو جاتا ہے...... روحانیت معدوم ہو جاتی ہے...... چہرے سے انوارات ختم ہو جاتے ہیں...... پھر ایسا شخص زبان کی آفتوں، بلاؤں میں گرفتار ہو جاتا ہے...... کبھی خطا اور جھوٹ میں...... کبھی غیبت اور بہتان میں...... کبھی ریا اور نفاق میں...... کبھی تکرار اور خصومت میں...... کبھی بات کو بڑھانے گھٹانے میں...... کبھی مخلوق کی ایذاء رسانی میں...... کبھی سب وشتم میں...... کبھی ظلم وستم میں...... کبھی لعنت وملامت میں...... الغرض خاموشی میں نجات اور کثرت کلام میں ہلاکت ہے۔

کسی نے کیا خوب فرمایا:

العلم زین والسکوت سلامة
فاذا نطقتَ فلاتکن مکثارًا
ماان ندمتُ علی سکوتی مرة
ولقد ندمتُ علی الکلام مرارا

دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اقوال میں، افعال میں، گفتار میں، کردار میں، افکار میں، عادات میں، تاثرات میں، جذبات میں، اور ہر حال میں حضور ﷺ کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

لکھا ہے یہی قسمت میں

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں فرمایا کہ اگر والدین بوڑھے ہو جائیں اور تمہیں ان کا پیشاب پاخانہ دھونا پڑ جائے تو بھی "اف" بھی نہ کرو جیسا کہ وہ بچپن میں تمہارا پیشاب پاخانہ دھوتے رہے ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کلمہ "اف" سے نیچے بھی کوئی درجہ والدین کے تکلیف دینے کا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی حرام قرار دے دیتے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ ایک شخص اپنی والدہ کو کمر پہ اٹھائے طواف کرا رہا تھا اس نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ کیا میں نے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا! "ایک سانس کا حق بھی ادا نہ ہوا" "اللہ اکبر کبیرا"۔

میرے دوستو! مجھے کہنے دیجئے...... ماں کی آغوش انسان کی پہلی درس گاہ ہے...... ماں آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے...... ماں کا سایہ ٹھنڈی چھاؤں ہے...... ماں دکھوں کا مداوا ہے...... ماں زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی کا مینارہ ہے...... ماں کی دعا کامیابی کا راز ہے...... ماں کے قدموں تلے جنت ہے...... ماں دنیا کی عزیز ترین ہستی ہے...... ماں کے بغیر کائنات نامکمل ہے۔

کسی شاعر نے ماں کی شان میں کیا خوب کہا......!

ذرا سی چوٹ لگے تو وہ آنسو بہا دیتی ہے
اپنی سکون بھری گود میں ہم کو سلا دیتی ہے
کرتے ہیں خطاء ہم تو چٹکی میں بھلا دیتی ہے
ہوتے ہیں خفا ہم جب تو دنیا کو بھلا دیتی ہے
مت گستاخی کرنا لوگو! اس ماں سے کیوں کہ
جب وہ چھوڑ کے جاتی ہے تو گھر کو ویران بنا دیتی ہے

سامعین مکرم!...... حضور ﷺ نے والدین کے حقوق کے متعلق ارشاد فرمایا کہ: والدین کی رضا مندی میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے...... والدین جنت یا جہنم کا

ذریعہ ہیں...... والدین کو گھورنا بھی نافرمانی ہے...... والدین کو ستانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا...... والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، رزق اور عمر بڑھنے کا ذریعہ ہے...... والدین کی خدمت جہاد ہے...... والدین کو نظر رحمت سے دیکھنا، مقبول حج کے برابر ہے...... والدین کی خدمت، نفلی حج اور عمرے کے برابر ہے۔

دُعا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ صحیح معنوں میں والدین کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

M j A

28_2_017

ہمارے دیگر مطبوعات

مفتاح الکافی

مختصر خلاصہ متن الکافی

وفاق المدارس کے نصاب کے عین مطابق
متن الکافی کی مختصر نہایت اہم شرح

مکتبہ جامعہ مفتاح العلوم

گناہ کبیرہ

مختصر ایک نظر میں

ان تجتنبوا اکبائر ماتنهون عنه نکفر عنکم
سیاتکم وندخلکم مدخلا کریما

مؤلف

اختصار

متعلم

مکتبہ جامعہ مفتاح العلوم

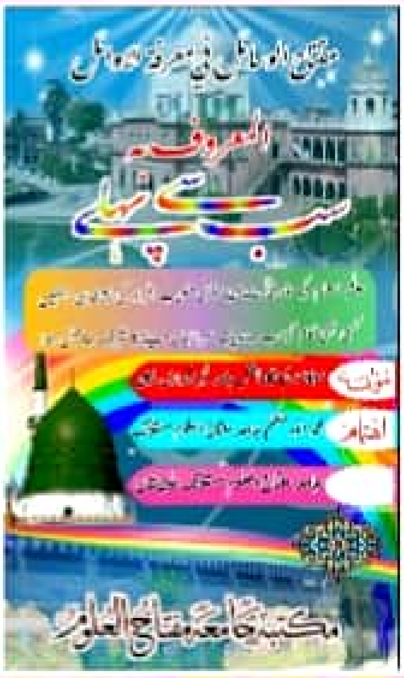

المعروف به

مؤلف

اختصار

مکتبہ جامعہ مفتاح العلوم

مکتبہ جامعہ مفتاح العلوم

ﷺ نے ''اللھم اھد قلبہ وثبت لسانہ'' کی دعا دی۔

جی ہاں! آپ رضی اللہ عنہ وہ بختاور پدر ہیں جن کو حسنین ملا...... آپ رضی اللہ عنہ وہ عظیم بہادر ہیں جن کو غزوہ خیبر میں علمِ شجاعت ملا...... آپ رضی اللہ عنہ وہ نڈر مجاہد ہیں جن کو دربار رسالت سے ''اسد اللہ'' کا خطاب ملا...... آپ رضی اللہ عنہ وہ کریم ہستی ہیں جن کو چوتھے خلیفہ کا اعزاز ملا...... ہاں ہاں مجھے کہنے دیجئے! آپ رضی اللہ عنہ وہ عظیم صحابی رسول ہیں جن کی عظمتِ شان کو خود امام الانبیاء، خاتم الانبیاء، محبوب کبریا، ساقی کوثر، شافع محشر ﷺ نے بیان فرمایا...... کہیں فرمایا ''أنا دارُ الحِكمَةِ و عليٌّ بابُها'' میں علم کا گھر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس گھر کا دروازہ ہے...... کہیں فرمایا ''وأقضاهم عليٌّ'' علی رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں چیف جسٹس ہوں گے...... چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے ''أقضانا عليٌّ وأقرأنا أُبيٌّ'' مقدمات کے فیصلوں میں سب سے زیادہ موزون حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم میں سب سے بڑے قاری ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں...... اور ایک دوسرے مقام پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''أنت مني بمنزلة هارون من موسىٰ إلا أنه لا نبي بعدي'' اے علی رضی اللہ عنہ! تو میرے لئے ایسا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور ایک جگہ فرمایا ''مَن كنتُ مولاهُ فعليٌّ مولاهُ'' جس کا میں دوست ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا دوست ہے (سبحان اللہ)

گرامی قدر حاضرین......! ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں دو طبقے پیدا ہوں گے اور دونوں کے دونوں گمراہ ہوں گے...... ایک طبقہ مبغضین کا، جو اس قدر گستاخ اور بے ادب ہوگا کہ آپ رضی اللہ عنہ پر بہتان طرازی کرے گا...... دشمنی اور حسد کرے گا...... اور دوسرا طبقہ مفرطین کا، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق اس قدر غلو کا شکار ہوگا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو خدائی کا منصب دیدے گا...... اور وہ اختیارات جو خاصہ خداوندی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

ہمارے دیگر مطبوعات

ترکیب مع شانِ نزول پارہ عم
مفتاح الکافي شرح متن الکافي
تحفۂ مفتاح شرح انگلش سوئم

شرح کریما نام حق پند نامہ
گناہ کبیرہ ایک نظم میں اور حلیہ مبارک ایک نظم میں
مفتاح الاوائل في معرفۃ

عم پارہ
مکتبہ جامعہ مفتاح العلوم

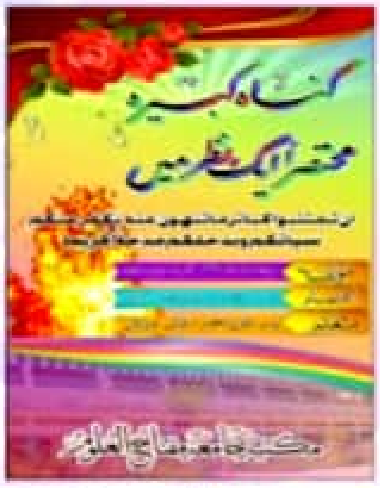
گناہ کبیرہ
مختصر ایک نظم میں
مکتبہ جامعہ مفتاح العلوم

مفتاح الکافي
مختصر شرح متن الکافي
مکتبہ جامعہ مفتاح العلوم

مکتبہ جامعہ مفتاح العلوم

مکتبہ جامعہ مفتاح العلوم مستونگ

ہماری دیگر مطبوعات جو کہ جلد از جلد منظر عام پر آنے والے ھیں

1. نور چمنستان شرح گلستان سعدی

2. فتاوی کے اہم اصول وضوابط

مرتب

استاد نورجان شہید نور اللہ مرقدہ

3. شرح نحومیر

مرتب

مولانا محمد رحیم آشخانی مدرس جامعہ ھذا

4. انگلش متوسط دوئم کی کتاب مع شرح اردو

5. خلاصہ تیسیر المنطق مع مشقی سوالات وجوابات

6. مفتاح المسائل مجموعہ فتاوی

7. معلم الانشا حصہ سوئم کی عام فہم ترجمہ